529

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

زلزلہ پر عام بحث (۔۔۔جاری)

531

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

پیر 21۔نومبر 2005

(یوم الاثنین، 18۔شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هُوَ الَّذِیۡ يُصَلِّیۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًاo تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِيۡمًاo يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًاo وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًاo

سورۃ الاحزاب آیات 43 تا 47

وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خدا مومنوں پر مہربان ہےo جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہےo اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہےo اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشنo اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگاo

وما علینا الا البلاغo

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2627۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میڈیکل آفیسرز کی کنٹریکٹ پر بھرتی اور موجودہ صورتحال کی تفصیل

*2627: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھیجے بغیر کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرتی رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پُر کی جائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا نے کمیشن کی سفارشات کو اپنی بعض وجوہات کی بناء پر نظر انداز کر دیا؟

(د) مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر کیا حکومت کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعیناتی کے نظام کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر میرٹ کی بنیاد پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے تقرریاں ممکن نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجے بغیر پانچ سالہ کنٹریکٹ پر پُر کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔یہ حکومت پنجاب کی اپنی پالیسی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔

(د) یہ افسر مجاز کی صوابدید پر منحصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کے دو سب سے بڑے محکمے ہیں ایک محکمہ صحت اور دوسرا محکمہ تعلیم، ان دونوں محکموں میں تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے نہیں کی جارہیں اگر ان دو سب سے بڑے محکموں میں تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے نہیں کرنی ہیں تو پھر پنجاب سروس کمیشن کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ یہاں پر جز(ب) اور (ج) میں بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پر کی جائیں" انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔" آپ 2003 کی رپورٹ منگوالیں اس کے اندر دوٹوک الفاظ میں انہوں نے اپنی یہ recommendation دی ہے کہ یہ ساری تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ جز(ج) کا جواب بھی انھوں نے غلط دیا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا نے کمیشن کی سفارشات کو اپنی بعض وجوہات کی بناء پر نظرانداز کر دیا ہے۔" اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ بھی درست نہ ہے" کمیشن کی رپورٹ میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ تقرریاں کنٹریکٹ پر کرنے کے نتیجے میں لوگوں کی heart burning ہوتی ہے، زیادتی ہوتی ہے، یہ غلط ہے اور میرٹ کے علاوہ اسامیاں پُر کر لی جاتی ہیں تو یہ بالکل غلط جوابات دیئے گئے ہیں۔ ہم اس پر کیا ضمنی سوالات کریں، مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ پانچ سال کے عرصہ میں انہوں نے کتنی بھرتیاں کنٹریکٹ پر کی ہیں اور کنٹریکٹ کی شرائط کیا ہیں، آخر پنجاب پبلک سروس کمیشن کس لئے بنایا گیا ہے؟ اگر محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت کے لئے وہاں سے تقرریاں نہیں لینی ہیں تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ میرے خیال میں صرف ماحولیات کا محکمہ رہ جاتا ہے اور اس میں تو کوئی خاص تقرریاں ہوتی ہی نہیں ہیں۔ یہاں پر تو پانچ سال میں دو اسامیاں بھی create نہیں ہوئی ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں معزز ممبر کی خدمت میں گزارش کرتی ہوں کہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتیاں سابقہ دور میں شروع ہوئی تھیں۔ ہم تو بہت زیادہ reformations لا رہے ہیں۔ دوسرا کنٹریکٹ پر بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن میں requisition دینے کی ضرورت نہیں ہوتی چونکہ اٹانومی دی گئی ہے لہذا ہر ادارہ اپنی vacancy position دیکھتا ہے اور اس کے مطابق اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ درخواستیں

وصول کی جاتی ہیں اور پھر سلیکشن بورڈ یہ بھرتیاں کرتا ہے۔ سلیکشن بورڈ میں کالج کا پرنسپل، ایک نمائندہ پبلک سروس کمیشن، ایک نمائندہ حکومت پنجاب، متعلقہ محکمے کا ریٹائرڈ پروفیسر اور متعلقہ محکمے کا acting پروفیسر اس کے ممبران ہیں۔ اس کا میرٹ پبلک سروس کمیشن کی طرز پر ہی بنایا گیا ہے۔ پچاس فیصد نمبر academic record کے ہوتے ہیں اور پچاس فیصد نمبر انٹرویو کے ہوتے ہیں۔ extra curricular activities کا ایک نمبر اور حافظ قرآن کا ایک نمبر دیا جاتا ہے۔ مجھے معزز ممبر کی لاعلمی پر رونا آ رہا ہے انھوں نے سوال پڑھا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ ہتھیار ڈال دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ویسے تو احسان اللہ وقاص صاحب علم و فہم رکھنے والے ہیں مگر صحت کے معاملات میں ان کی معلومات بالکل صفر ہیں۔ یہ کریڈٹ ہماری حکومت کو جاتا ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقرریاں شروع کر دی ہیں۔ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی تقرریوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن دے دی گئی ہے۔ یہ مطالعہ کیا کریں، information حاصل کیا کریں۔ عوام کو غلط معلومات فراہم کر کے گمراہ نہ کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لگتا یہ ہے کہ ہماری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی بریکیں فیل ہو گئی ہیں اسی لئے رک نہیں رہیں، وہ بریک لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ ہماری بات تو سنیں۔ ہم نے سوال کچھ کیا ہے اور وہ جواب کچھ اور دے رہی ہیں۔ یہ کیا جواب ہے کہ یہ سب کچھ پچھلی حکومت نے کیا ہے؟ ہم نے پوچھا ہے کہ آپ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کیوں کر رہے ہیں؟ ہم نے پچھلی حکومت کے متعلق سوال نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ جز (ب) اور جز (ج) کا بالکل غلط جواب دیا گیا ہے تو اس کی وضاحت کریں۔ انھوں نے تو بریکوں کے بغیر سائیکل چلانی شروع کر دی ہے اگر وقفہ سوالات کو آپ نے اسی طرح مذاق بنانا ہے تو ہم خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، سوالات کرتے ہی نہیں ہیں۔ یہ خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کر رہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کے پاس answer sheet موجود ہے، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ اگر اسی طریقے سے سوالات کے جوابات آنے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے ماسوائے اس بات کے کہ وقت ضائع کیا جائے۔ آپ اس کا جز (د) ملاحظہ فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ ”مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر کیا حکومت کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعیناتی کے نظام کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر میرٹ کی بنیاد پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے تقرریاں

ممکن نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں۔" اس کا جواب ہے کہ "یہ افسر مجاز کی صوابدید پر منحصر ہے" کیا یہ جواب بنتا ہے؟ یعنی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کی جانی بہت مناسب ہیں تو اس کی وجوہات سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ جواب بالکل مبہم ہے، اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ وزیر صحت بڑے محنتی اور قابل انسان ہیں لیکن آج انہوں نے وقفہ سوالات میں جو ذمہ داری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو سونپ کر بھیجا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے اپنے محکمہ کا مذاق اڑانے کے مترادف فیصلہ کیا ہے یہ جوابات ہیں اور اس کے علاوہ ان کی جو تیاری ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اگر ان کو سمجھ نہیں آئی تو میں اسے repeat کرتی ہوں، یہ سن لیں کہ حکومت پنجاب نے پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی اسامیوں کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی ہے۔ دو ہفتے کے اندر اندر اخبار میں مشتہر ہو جائے گا اور یہ تمام سینئر اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کی جائیں گی اور انشاء اللہ مرحلہ وار ہم جونیئر ڈاکٹروں کو بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ یہ بات پبلک سروس کمیشن کے بارے میں کر رہی ہیں لیکن وہ کنٹریکٹ پر رکھے ہوئے ملازمین کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ لہذا آپ اس کا جواب دیں کہ کنٹریکٹ پر کیوں رکھے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! چونکہ جونیئر ڈاکٹروں سے کنٹریکٹ start کیا جاتا ہے۔ ہمیں ہسپتالوں میں جونیئر ڈاکٹروں کی کافی تعداد میں ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے آپریشن تھیٹر اور وارڈ میں کام کرنے کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پبلک سروس کمیشن ایک long process ہے اس میں پہلے requisition دی جاتی ہے پھر advertise کیا جاتا ہے اور اس میں کم از کم چھ سات ماہ لگ جاتے ہیں اس لئے ان posts کو fill کرنے کے لئے جونیئر ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے مگر اسے ہر چیز اسی طرح دی جا رہی ہے جس طرح ایک پبلک سروس کمیشن سے selectee کو ملتی ہے۔ جب یہ سینئر پوسٹیں fill ہو جائیں گی تو پھر جونیئر کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سلیکشن شروع کر دی جائے گی۔ مزید برآں میں عرض کرتی ہوں کہ contract appointment میں میرٹ کا خیال رکھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دونوں ڈاکٹر صاحبان ہیں۔ پہلے ڈاکٹر وسیم صاحب بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ on record ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسی پروگرام کے اندر اس بات کا اعلان کیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے کسی پروگرام میں یہ اعلان کیا تھا کہ کنٹریکٹ پر جو بھرتیوں کا سسٹم ہے اسے جلد ہی ختم کر دیا جائے گا اور ڈاکٹر صاحبان کی سروسز regularize کی جائیں گی۔ اس کے بعد مجھے یہ بھی یاد ہے کہ پچھلے بجٹ اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ ہم اس کنٹریکٹ کے سلسلے کو ختم کر کے تمام cadre میں ڈاکٹروں کو regular service فراہم کریں گے۔ یہاں پر ایک خاتون ڈاکٹر صاحبہ نے وزیر اعلیٰ کے اس اعلان پر ایک تہنیتی قرارداد بھی پیش کی جو اسمبلی نے منظور کی تھی۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے، جب ہم اپنے حلقے میں جاتے ہیں تو ڈاکٹر صاحبان یہی سوال کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بجا ہے کہ job security نہیں ہو گی تو کیسے صحیح طریقے سے deliver goods ہوں گی؟ اگر اس پر عملدرآمد نہیں کرنا تو وزیر اعلیٰ صاحب کو اس طرح چوکے چھکے مارنے کی کیا ضرورت ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر صحت صاحب کے بیان کے مطابق تمام cadre میں ڈاکٹروں کی بھرتیاں کب تک regularize ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑی سی مجھے وضاحت کرنے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! You are the custodian of the House وضاحت آپ کا کام نہیں ہے بلکہ یہ محکمے کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو کنٹریکٹ کا مسئلہ چلا تھا وہ for the interest of the rural areas کیا گیا تھا۔ یہ ایک اصول بن چکا ہے کہ جو بھی ڈاکٹر بنتا ہے وہ اربن ایریاز میں تو کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن رورل ایریاز میں جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ کنٹریکٹ اس لئے رکھے گئے تھے کہ جو ڈاکٹر بن چکے ہیں They want to go to rural areas ان کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا تھا کہ وہ وہاں جا کر کام سر انجام دیں اگر یک دم کنٹریکٹ ختم کیا جائے گا تو یہ حقائق ہیں کہ ابھی بھی رورل ایریاز میں ایسے ہسپتال موجود ہیں جہاں ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں تو میرا خیال ہے کہ کچھ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونے چاہیئں اور کچھ کنٹریکٹ پر ہونے چاہیئں۔ اب لاہور کے ڈاکٹرز ہیں۔

They don't want to go to Rajanpur; they don't want to go to D.G. Khan; they don't want to go to Bahawalpur and they don't want to go to remote areas

تو وہاں کون جائے گا؟ کیونکہ سب چاہتے ہیں کہ ہم لاہور میں کام کریں، سب چاہتے ہیں کہ ہم اسلام آباد میں کام کریں، مریض تو سیالکوٹ میں بھی ہیں، گوجرہ میں بھی ڈاکٹرز درکار ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کنٹریکٹ بھی اچھی چیز ہے لیکن جو سسٹم چل رہا ہے آپ اس بارے میں مزید وضاحت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمایئے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے جو وضاحت فرمائی ہے میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ کنٹریکٹ کا جو concept introduce کروایا گیا تھا دراصل اس میں یہ problem نہیں تھا۔ کسی D.H.Q یا T.H.Q میں تو کسی پروفیسر نے نہیں جانا بلکہ وہاں پر تو ایک simple ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر جائے گا اور اگر وہ regular ہوگا اور اسے رورل ایریا کا علیحدہ سے زیادہ الاؤنس دیا جائے یا اس کی تنخواہ اربن ایریا سے بڑھا دی جائے تو وہ لوگ وہاں جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ دراصل کنٹریکٹ کا معاملہ اس وقت درپیش آیا تھا کہ پروفیسر حضرات regular نوکری کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر وہ ہسپتال سے ایک لاکھ یا دس لاکھ بھی تنخواہ لیں تو ان کی پرائیویٹ

پریکٹس پندرہ لاکھ ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنے اداروں سے attach کرنے کے لئے اور ان کی skill سے فائدہ اٹھانے کے لئے کنٹریکٹ کا concept introduce کیا گیا تھا لیکن بعد میں اسے وہاں سے نیچے لاتے لاتے اب ایک عام ایم۔بی۔بی۔ایس جس نے first appointment لینی ہے اسے بھی کنٹریکٹ پر رکھا جا رہا ہے۔ وہ کنٹریکٹ تین یا پانچ سال کا ہوتا ہے اس لئے اس آدمی کی ہر وقت نظریہ رہتی ہے کہ میں نے تین سال کے بعد کیا کرنا ہے، جب تک اسے کسی اور جگہ پر اچھی ملازمت نہیں ملتی اس وقت تک وہاں stay کرتا ہے اس کے بعد چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں on a point of order آپ سے یہ بھی وضاحت چاہوں گا کہ آپ جوابی شیٹ ملاحظہ فرمالیں کہ اس پر تاریخ وصولی جواب 16-12-2003 درج ہے تو کیا 16-12-2003 کو موصول ہونے والا جواب 21-11-2005 کو شامل کیا جا سکتا ہے، کیا House کو اتنی late information دی جا سکتی ہے، rules اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ایک دفعہ رولنگ دی تھی کہ uptodate جواب دیئے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جواب تو fresh ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولاً تو جواب fresh ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں کہیں 20 دنوں کا بھی ذکر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات درست ہے کہ جواب uptodate ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن یہ جواب تو 2003 کا ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں سوال نمبر 2627 کے متعلق تھوڑا سا عرض کروں گا۔ شاہ صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس کے دو ingredients ہیں، اگر آپ سوال کو غور سے پڑھیں "کیا یہ درست ہے کہ حکومت مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجے بغیر کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرتی رہی ہے؟" اب اس کے دو ingredients ہیں۔ ایک through Public Service

Commissionاور دوسرا کنٹریکٹ ہے۔ایجوکیشن میں جو لیکچرار کی بھی بھرتیاں ہو رہی ہیں بے شک وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو رہی ہیں لیکن وہ بھی کنٹریکٹ پر ہیں۔یہ بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نہیں ہو رہیں بلکہ Devolution Planکے تحت محکمہ صحت، تعلیم اور دوسرے محکموں کے ساتھ اضلاع کو تفویض کر دیا گیا ہے۔اب جس ضلع میں جتنی بھی requirement ہے انہوں نے وہاں پر میڈیکل آفیسرز کے لئے ایک ریکروٹمنٹ بورڈ بنا دیا ہوا ہے۔اب ریگولر یا کنٹریکٹ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ recruitment کس ذریعے ہو رہی ہے؟ چاہے وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو یا ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعے لیکن یہ بھرتیاں ایک ضابطے کے تحت ہو رہی ہیں۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی بجائے یہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہو رہی ہیں جس میںE.D.O,D.C.Oہسپتال کا ایم۔ایس یا ہیلتھ کا کوئی متعلقہ آدمی یہ بھرتیاں کرتا ہے۔اب دوسرا ingredientرہ جاتا ہے کہ آیا یہ کنٹریکٹ پر ہیں یا ریگولر ہیں؟اس میں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے ایک بیان بھی دیا تھا کہ جو کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں یہ میری نظر میں ٹھیک نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ مختصر کریں،آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر!آئندہ جتنی بھی بھرتیاں ہوں گی وہregular basisپر ہوں گی اور اس کے لئے سمری فنانس ڈیپارٹمنٹ میںmove ہو گئی ہے۔اسی کا ایک حصہ ہے کہ میڈیکل کالجوں میں ٹیچنگ کیڈر کے جتنے لوگ ہیں کنٹریکٹ کی بجائے ان کا کیس پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا ہے۔شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!اس میں میڈیکل افسروں کے متعلق سوال کیا گیا ہے لیکن محترمہ پروفیسروں کے متعلق جواب دے رہی ہیں۔اب پروفیسروں کی حالت یہ ہے کہ پچھلے دنوں جو میڈیکل کالجوں کی رپورٹیں پیش کی گئی ہیں ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1995 سے قائداعظم میڈیکل کالج میں پروفیسروں کی 12 سیٹیں خالی پڑی تھیں جن میں سے تینfill upہوئی ہیں اور بقیہ 9 خالی پڑی ہوئی ہیں،یہ بار بار پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیتے ہیں وہ اشتہار دیتے ہیں اور وہاں پر applyکوئی نہیں کرتا۔اصل ضرورت تو میڈیکل آفیسرز کی ہے جنہوں نے نچلی سطح پر کام کرنا ہے۔

آپ اس کا جواب بھی دیکھیں اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو آپ مؤخر کریں اور انہیں کہیں کہ نئے سرے سے اس سوال کا پورا جواب دیں کیونکہ جز(ب)اور(ج)کا انہوں نے بالکل غلط جواب دیا ہے۔ میں آپ کے سامنے وہ رپورٹ پیش کرتا ہوں جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے ان کو recommend کیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پوسٹیں fill کی جائیں۔ یہ جواب دے رہے ہیں کہ "یہ درست نہ ہے۔" یہ کیسے جواب دے سکتے ہیں؟ یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ اس کو pending کریں اور اگلی دفعہ اس کا تفصیلی جواب proper طریقے سے آنا چاہئے۔ یہ دو سال پرانا جواب ہے۔ پتا نہیں ایک دن پہلے انہوں نے کیا تیاری کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ any how میں نے ان کو ہدایت کر دی ہے کہ It should be updated in future. اور جو بھی جواب آئیں updated ہوں۔ جواب updated ہونے چاہئیں اور جو جاری سال ہے اس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ (قطع کلامیاں)

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے اس کے بارے میں بھی تو کچھ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور اس کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اس کی تصحیح کر دیتی ہوں۔ انہوں نے سوال 2003 میں پوچھا تھا، جواب اس کے مطابق تھا لیکن میں نے جو زبانی جواب دیا ہے وہ 2005 کے مطابق دیا ہے، جو جونیئر ڈاکٹر ہیں وہ contract پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! یہاں پر 2005 نہیں لکھا ہوا بلکہ 2003 لکھا ہوا ہے یا تو پھر یہاں پر بھی 2005 لکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جب سوال 2003 کا ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں، جب سوال 2005 میں پیش ہوا ہے تو جواب بھی 2005 کے مطابق update ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں گا کہ اس میں confusion یہ ہے کہ یہ جواب جب اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھیجا گیا ہے۔تاریخ وصولی یعنی سوال اسمبلی سیکرٹریٹ کو وصول ہوا ہے 2003-07-02 کو، اس کے آگے تاریخ ترسیل لکھی ہوئی ہے یعنی محکمے کو یہ سوال 2003-08-06 کو circulate ہوا ہے، محکمے نے اس کا جواب 2003-12-16 کو دیا ہے محکمے کی طرف سے جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو 2003-12-16 کو آ چکا ہے لہذا محکمے کے behalf پر ایسا کوئی lapse نہیں ہے۔محکمے نے اس کا جواب بروقت دے دیا تھا لیکن اسمبلی میں یہ پیش آج ہو رہا ہے جہاں تک ممبران کا یہ استدلال کہ جواب update ہونا چاہئے۔یہ ضمنی سوال کریں جیسا کہ محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہ update جواب دے رہی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب متعلقہ وزیر سوال سے متعلق تیاری کرتے ہیں یا پارلیمانی سیکرٹری تیاری کرتے ہیں تو وہ پھر latest تیاری کر کے آتے ہیں لیکن جواب دینے میں محکمے کی طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہوئی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! میں نے اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ ہدایت دی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ جب یہ جواب یہاں پر put up کرے تو It should be updated.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کے اعلان پر کب عملدرآمد ہوگا، کب تک ڈاکٹروں کی regular services ہوں گی۔اس پر گورنمنٹ کا version تو آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ کا version تو آ گیا ہے کہ اس پر پیشرفت ہو رہی ہے۔بی بی! آپ پبلک سروس کمیشن کے بارے میں بتائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں نے regularization کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں ان کی regularization کب ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! انہوں نے specific سوال نہیں کیا۔کیا وہ جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں یا ایسوسی ایٹ پروفیسروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ میں نے اسی کے مطابق جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں، میں نے واضح عرض کیا ہے کہ پہلے جب سینئر ڈاکٹروں کی selection complete ہوگی اس کے بعد یہ اگلے مرحلے میں ہوگا۔ ابھی ہم ان کو exact date نہیں بتا سکتے کیونکہ ابھی سلیکشن بورڈ ان کو select کر رہا ہے؟ جس میں ایک نمائندہ پبلک سروس کمیشن کا بھی ہوتا ہے، پرنسپل بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ یہ جونیئر ڈاکٹر بھی آگے جا کر confirm ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جونیئر ڈاکٹروں کے متعلق عرض کروں گی کہ Later on they will be confirmed.

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی تجویز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آگے جا کر ان کو confirm کیا جائے گا، فی الحال ایسا پروگرام نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! after completion of senior doctors کیونکہ ابھی یہ سارا جو ایمرجنسی کا کام ہے وہ تو جونیئر ڈاکٹروں نے ہی کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بار بار ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ کا ذکر ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ مختلف ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی بھرتی کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مائیک کو استعمال کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! مختلف ہسپتالوں میں اور مختلف جگہوں پر ڈاکٹروں کی بھرتی ہو رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ میں کوئی پی۔ایم۔اے کا نمائندہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایم۔پی۔اے، کوئی ایم۔این۔اے کوئی سینیٹر اس میں شامل ہے یا اس کے علاوہ کوئی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نمائندہ اس میں شامل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکروٹمنٹ بورڈ میں؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بارے میں جواب دیں۔ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ میں کوئی عوامی نمائندہ شامل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! وہ جو یہ فرما رہے ہیں کہ پی۔ایم۔اے کا نمائندہ اس میں شامل ہے یا نہیں؟ پی۔ایم۔اے تو ہماری پرائیویٹ ایسوسی ایشن ہے اس میں اس کا کوئی کردار نہیں ہوتا، اس میں ان کا کوئی نمائندہ شامل نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی عوامی نمائندہ اس بورڈ میں شامل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: نہیں۔ اس بورڈ میں کوئی عوامی نمائندہ بھی شامل نہیں ہے، کوئی ایم۔پی۔اے بھی شامل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر وہاں پر کون ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! وہاں پر ای۔ڈی۔او ہیلتھ ہوتا ہے، سینئر ڈاکٹر اس سلیکشن بورڈ میں شامل ہوتے ہیں اس کے علاوہ ناظم اس میں شامل ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! جو سوال میں نے پوچھا ہے اور یہ بھی عرض کروں گا کہ اچھے ڈاکٹر کی نشانی کیا ہوتی ہے؟ کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا ہے He should be a pretty good listner. یہاں پر تو یہ دیکھا گیا ہے کہ۔۔۔

ایک معزز رکن: مریض کہاں ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میرے خیال میں مریض اس side پر بیٹھے ہوئے ہیں، ڈاکٹر اس side پر ہیں۔ بات یہ ہے اور simple سا سوال ہے کہ in a single tone کہ کیا کوئی عوامی نمائندہ اس سلیکشن بورڈ میں ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے فرمایا ہے کہ شامل نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو استدلال پیش کیا ہے کہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا قصور ہے کہ جیسے وہ جواب بھیجتے ہیں سیکرٹریٹ اسی طرح سے answer sheet publish کر کے

Houseمیں پیش کر دیتا ہے لیکن اس سے آگے دوسرے نمبر پر جو سوال آتا ہے اس کا نمبر ہے 3984۔یہ سوال 10-2-2004کو محکمے کو بھیجا گیا تھا محکمے نے اس کا جواب 5-5-2005کو دیا ہے۔ اسی طرح سے آگے ایک سوال ہے 4239وہ 2004میں سوال کیا گیا اس کا جواب 24-1-2005کو دیا گیا ہے۔یہ جو محکمے نے جوابات ایک مہینہ پہلے بھیجے ہیں وہ بھی answer sheetمیں شامل ہیں اگر محکمہ اس سوال کا uptodateجواب دیتا تو وہ بھی اس answer sheetمیں شامل ہوتا۔یہ کوتاہی جو ہے وہ on behalf of the departmentہے اگر محکمہ اپنے جواب کو updateکرتا تو وہ اس answer sheetمیں شامل ہو سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے مجھے informکیا ہے کہ ایک ممبر دو سوال at a time بھیج سکتا ہے لیکن ایک ممبر کے پینتیس پینتیس سوال آتے ہیں ان کو دو سوالوں کا جواب in time دیتے ہیں باقی pendingہو جاتے ہیں اس وجہ سے delayہو رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: رانا صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں نے ان کو جواب updateدیا ہے۔(قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! پہلے ہمیں بتایا جائے کہ یہ کتنے منٹ کی کیسٹ ہے، یہ بند ہو گی تو ہم بات کریں گے۔(قہقہے)

جناب والا! آپ ہماری بات تو سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! یہ تہذیب سے بات کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وہ آپ سے سوال نہیں کر رہے، مجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ایک وقت میں ایک بندہ بات کرے۔اب بگو صاحب بات کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ماشاء اللہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں، آگے چلیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا بڑا اہم سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت سارے سوال ہیں اور سارے ہی اہم ہیں آگے چلئے اگلا سوال۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے اور یہی سوال شاہ صاحب نے بھی کیا تھا لیکن ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! ابھی کافی سوال ہیں اور انہوں نے بہت سارے سوالات کا جواب دینا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: آج میرے خیال میں ان سے تیاری نہیں ہوئی جس کی وجہ سے۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! محترمہ تیاری کر کے نہیں آئیں اور ان کے اس رویّے سے کہ انہوں نے آج جوابات کو serious نہیں لیا۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر صاحب اور محکمے نے اپوزیشن کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ ہم تمام اپوزیشن کے اراکین ان کے اس رویّے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اپوزیشن والے تو اپنا سیاسی کھیل کھیلنے آتے ہیں۔ عوام کے مسائل کے لئے یہ کیا کرتے ہیں؟ کیا عوام نے انہیں اس لئے منتخب کیا ہے کہ یہ ان کے مسائل حل نہ کریں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 3267 حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! اس وقت تو ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ اس کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو آپ House میں ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! لودھی صاحب سے گزارش کریں کہ وہ اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر واپس لے آئیں تاکہ اسمبلی کی کارروائی smoothly چلتی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانجھا صاحب! آپ خود چلے جائیں اور انہیں واپس لے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ اس بات کا سختی سے نوٹس لیں، کبھی کوئی اٹھ کر کہتا ہے، کیسے چل رہی ہے، انہیں تہذیب نہیں ہے کہ وہ یہاں عوام کے problems solve کر رہے ہیں یا ڈرامے کرنے آتے ہیں؟ آپ ان کے لئے order جاری کریں کہ ہم یہاں عوام کے لئے

محنت کر کے آتے ہیں اور عوام کے لئے جو جوابات تیار کئے جاتے ہیں ان کو مذاق کی نذر نہیں ہونا چاہئے۔آپ ان کے لئے کوئی سزا تجویز کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے آپ سے ruling لینی ہے کہ اگر یہ pending کہہ کر اسمبلی سے باہر چلے جاتے ہیں تو کیا Assembly business روک دینے کا کوئی rule ہے؟ آپ آگے چلالیں، جب وہ واپس آ جائیں گے تو کر لیں یا کسی اور تاریخ کے لئے pending کر دیں۔آپ آگے سوال پوچھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب.Now, no point of order اگلا سوال نمبر 3267 ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں اگر یہی جواب آنا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو موقع تو دیں ناں،.This is no way ان کا فرض ہے جواب دینا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ recruitment of doctors سب سے اہم چیز ہے۔ Whether there is through Public Service Commission or through contract. جو ملازمین contract پر ہیں وہ اس وقت feel کر رہے ہیں کہ They are not paid. اور پبلک سروس کمیشن recruitment نہیں کر رہا۔احسان اللہ وقاص صاحب نے بڑا categorically بتایا ہے کہ 2003 کی رپورٹ میں پروفیسرز کی یہ main vacancies خالی ہیں۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ department should take the matter seriously. ہمارے سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بہتری ہو سکے۔اب آپ دیکھیں کہ 30 منٹ میں ایک ایسا important question ہے کہ ڈاکٹر آئیں گے تو لوگوں کو دیکھیں گے۔ Are you satisfied to the answer? اگر آپ اس سے مطمئن ہیں تو ہم بات کرتے ہی نہیں ہیں۔آپ دیکھیں کہ متعلقہ افسر پر منحصر ہے کہ جو وہ فیصلہ کرلے، بہتر ہے۔پبلک سروس کمیشن ایک

constitutional body ہے جس کا یہ کام ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان questions کو pending کر لیں، آئندہ Health Minister ان کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے دو سوال کئے ہیں، ایک پبلک سروس کمیشن کا اور دوسرا contract کا۔ پبلک سروس کمیشن کے تحت بھی بھرتی ہو رہی ہے اور contract پر بھی بھرتی ہو رہی ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ آیا contract کے ملازمین کو confirm کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیا ہے کہ contract کے چھوٹے ڈاکٹروں کو فی الحال regular نہیں کیا جا رہا، پروفیسروں اور بڑے ڈاکٹروں کو پبلک سروس کمیشن کے through confirm کر کے پھر اسے take up کیا جائے گا۔ جواب تو انہوں نے دیا ہے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو پھر وہ کیا کہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے انہیں autonomy دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس کو autonomy دی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں جیسے الائیڈ ہسپتال کو آپ نے autonomy دے دی ہے تو اس طرح سے اس پر محکمے کا اختیار نہیں رہتا ہے، پھر اختیار سے متعلق گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے؟ بورڈ آف مینجمنٹ یا بورڈ آف گورنرز ایک body ہے جو advertise کر کے رکھ سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بورڈ آف گورنرز بھی entitled ہے، اس کے پاس بھی بھرتی کے اختیارات ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ رولز کی بات کریں کہ devolve department ہونے کے بعد ایک ای۔ڈی ہیلتھ ہو گیا ہے اور میڈیکل کالج علیحدہ ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں اگر ہسپتال ہیں۔

They have got the autonomy. In autonomy they have autonomy powers but where under the preview of the Provincial Health Department.

اب issue یہ ہے کہ جب آپ کے پاس پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک ادارہ ہے تو آپ اس کے

ذریعے لوگوں کو کیوں نہیں regularize کر رہے؟ چلیں، یہ بتادیں کہ انہوں نے 2003 میں کتنے ڈاکٹر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruite کئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question ہے۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، آپ انصاف کریں۔ آپ جو سوال کر رہے ہیں اس کا جواب تو آپ کو مل رہا ہے۔ اب اگر آپ اسے سننے کے لئے تیار نہیں تو یہ تو پھر کوئی ایسی بات نہیں۔ محترمہ تیاری کر کے آئی ہیں اور She has given a proper answer. (Interruptions)

وزیر کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانجھا صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اسمبلی کے اندر آج ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات تھے۔ پہلے سوال پر ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے تو میں آپ سے یہ humble request کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے دوست ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جو information چاہتے ہیں تو یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے درخواست کریں گے تو کل وہ یہاں پر گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق fresh بیان دے دیں گی۔ اب یہ ہے کہ دوسرے سوال کی باری آ جانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! منسٹر صاحب نے ایک تجویز دے دی ہے تو اس کو آپ consider کر لیں۔ آپ نے ان کے سوالات کے جوابات دے دیئے ہیں، for there satisfaction if they want تو اس کو آپ تھوڑا سا elaborate کریں تو اس کے بارے میں آپ انہیں تھوڑا سا بتا دیں گی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ next question حاجی محمد اعجاز!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کنٹریکٹ کا مسئلہ بڑا اہمیت کا حامل ہے اور اس کے ساتھ concern ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ وہ آپ کو کنٹریکٹ کے حوالے سے گورنمنٹ کی پالیسی کے بارے میں وضاحت کریں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب وضاحت کریں گی اگر یہ question pending نہیں ہے تو پھر وضاحت کیسے ہو گی؟ اب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ سوال update بھی نہیں ہے اور غلط بھی ہے۔ یہ دونوں چیزیں ثابت ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے جواب صحیح دیا ہے لیکن آپ کی satisfaction کے لئے وہ آپ کو مزید تفصیل سے آگاہ کر دیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جز (ج) اور (د) کا answer sheet میں جو جواب ہے وہ تو غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ بتائیں کہ کونسی چیز غلط ہوئی ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جز (ب) میں سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پُر کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہی کہا ہے کہ وہ پُر کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں۔ جناب! انہوں نے یہ کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔" آپ ریکارڈ منگوا لیں اور دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جز (ب) درست نہ ہے۔ یہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: "یہ درست نہ ہے۔" یہ غلط جواب ہے۔ یہ درست ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ 2003 میں یہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کو پڑھ کر یہ سوال کیا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "ہم محکمے کو advice کرتے ہیں کہ وہ ساری اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میرٹ پر پُر کریں۔" یہ اس کا جواب دے رہی ہیں کہ یہ نہیں لکھا ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرتا ہوں آپ اس کو پڑھ لیں اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔ میں تو یہ بات عرض کر رہا ہوں۔ انہوں نے 2002 کی رپورٹ میں اور 2003 کی رپورٹ میں بھی recommend کیا ہے اور یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس سوال کو pending کریں تاکہ اس پر آئندہ بات ہو سکے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کا بڑا آسان سا حل ہے۔ آپ اس کو آج pending کر لیں، کل اس پر جواب آ جائے گا اور ساتھ ہی یہ سوال dispose of ہو جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! مہربانی کریں اور سوال کو pending کریں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کا بڑا آسان سا جواب ہے کہ آج آپ اس کو pending کر دیں کل ان

کی statement آجائے گی اس کے ساتھ ہی یہ سوال dispose of ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! وہ جان بوجھ کر الجھا رہے ہیں۔ یہ اپوزیشن کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آہستگی سے بات کریں، آرام سے بات کریں، وہ سمجھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اپوزیشن کا کام twist کرنا ہے۔ جناب احسان اللہ وقاص سے عرض ہے کہ حکومت کی اپنی پالیسی ہے۔ پبلک سروس کمیشن نے نہ ہی اس میں کوئی فیصلہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی recommendation دی ہے اور recommendations حکومت دیا کرتی ہے اور وہ recommendation ہم نے سینئر پروفیسر کے لئے دے دی ہوئی ہے۔ پبلک سروس کمیشن دو ہفتے کے اندر اندر ان کو advertise کرے گی، اس کے بعد انٹرویو ہوں گے اور سینئر ڈاکٹرز select کر لئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے کہا ہے کہ دو ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا۔ انھوں نے وضاحت کر دی ہے۔ اگلا سوال نمبر 3267 حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3267

گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3267: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو Devolution Plan کے تحت 02-2001 سے کام کرنے سے روک دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے زائد المیعاد ہونے والی ادویات مالیتی سوا کروڑ روپے کی وصولی کرنی ہے جو گزشتہ 16/15 سالوں سے معرض التواء میں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو میں اس وقت بھی ڈیڑھ تا دو کروڑ روپے کا سامان instts/equipments/chemicals سٹاک میں موجود ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو سے متعلقہ کئی ڈرافٹ پیرے موجود ہیں اور کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپو کی فارماسیوٹیکل فیکٹری کی مشینری / خام مال وغیرہ کی ڈسپوزل

تاحال مکمل نہیں ہوئی؟

(و) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈپو کو کام کرنے سے کیوں روک دیا گیا ہے وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:

(الف) گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو سے Devolution Plan کے تحت 2001-02 سے مراکز صحت کے لئے ادویات کی خریداری کا کام ضلعی حکومتوں کو تفویض کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو وفاقی اور صوبائی حکومت کے تحت چلنے والے مختلف پراجیکٹس میں مہیا کی گئیں مختلف ادویات اور میڈیکل آلات کی وصولی اور ان کی ترسیل کا کام بدستور انجام دے رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 16/15 برسوں سے مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے غیر معیاری/زائد المیعاد ہونے والی ادویات کی مد میں مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے وصولی کرنی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فرم	مالیت وصولی	موجودہ کیفیت
1۔	میسرز اکبر برادر	1,26,38,253	نیب میں کیس زیر سماعت ہے جس کی محکمہ باقاعدگی سے پیروی کر رہا ہے۔
2۔	میسرز سوکارنو	12,40,389	سول عدالت میں کیس زیر سماعت ہے جس ڈرگ ہاؤس کی محکمہ باقاعدگی سے پیروی کر رہا ہے۔
3۔	میسرز شیبا کارپوریشن	60,000	محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے۔ وصولی جلد متوقع ہے۔
4۔	میسرز ایوران لیبارٹری	42,71,536	محکمہ نے Arrears of land Revenue کے تحت رقم کی وصولی کا کیس E.D.O ریونیو کو بھیج دیا ہے۔
5۔	میسرز شفاء لیبارٹریز	41,92,199-57	۔ایضاً۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈپو میں اس وقت مبلغ ایک کروڑ تہتر لاکھ سات ہزار اکیس روپے کا سامان instts./Equipments/chemicals موجود ہیں جن کے بارے میں گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو سے باقاعدگی سے circular جاری کرتا رہتا ہے اور جیسے ہی

کسی ضلع سے ڈیمانڈ وصول ہوتی ہے تو ایم۔ایس۔ڈی اس کے مطابق سٹور سپلائی کر دیتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مختلف آڈٹ پیرے میڈیکل سٹورز ڈپو سے متعلق موجود ہیں اور ان میں سے چند ایک کے متعلق کیسز مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ان پیروں کو حل کرانے کے لئے محکمہ آڈٹ سے باقاعدگی سے رجوع کیا جا رہا ہے۔

(ہ) میڈیکل سٹورز ڈپو کی فارماسیوٹیکل فیکٹری کی مشینری محکمہ صحت کے متعلقہ قوانین و ضوابط کے تحت نیلام ہو چکی ہے اور مبلغ 22,50,000 روپے سرکاری خزانہ میں جمع کرایا جا چکا ہے۔خام مال مالیت مبلغ تہتر لاکھ ستر ہزار پانچ سو اکہتر روپے ابھی تک فروخت نہیں کیا جا سکا تاہم اس کی فروخت کے لئے متعدد بار قومی اخبارات میں نیلامی کے لئے اشتہارات دیئے گئے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) لیکن تاحال کوئی مناسب بولی وصول نہیں ہوئی۔نیلامی کے لئے مزید کارروائی زیر عمل ہے۔

(و) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے تحت مراکز صحت کے لئے ادویات کی خریداری کا کام گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور ضلعی حکومتوں کو تفویض کرا دیا گیا ہے۔تاہم وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تحت چلنے والے مختلف پراجیکٹس میں مہیا کی گئیں ادویات اور میڈیکل آلات کی وصولی اور ان کی ترسیل کا کام بدستور گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور سرانجام دے رہا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 15/16 سال سے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے گورنمنٹ نے ان فرموں سے وصول کرنے ہیں اس کی آج جو تازہ صورتحال ہے وہ کیا ہے؟ کیا یہ بتائیں گی کہ وصول ہوئے ہیں کہ نہیں یا کتنے پیسے وصول ہو چکے ہیں کیونکہ اس سوال کے جواب کو آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں سے کتنے پیسے وصول ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے جو وصولی کرنی ہے وہ اس مد میں ہے کہ جب گورنمنٹ میڈیکل ڈپو سے میڈیسن خریدتی ہے تو قواعد و ضوابط کے تحت خریدتی ہے۔جیسے ایک میڈیسن خریدی ہے اور اس کی expiry date تین سال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ کتنے پیسے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں اس لئے بتا رہی ہوں کہ ان کو پھر سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تفصیل چھوڑیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ابھی process میں ہے۔ کچھ وصول ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کتنے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ہم نے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے وصول کر لئے ہیں اور باقی under process ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی میرا استحقاق باقی ہے کہ اگر اس سوال کا جواب غلط ہوا۔ انھوں نے کہا ہے کہ دو کروڑ بیس لاکھ دو ہزار روپے وصول پا لئے ہیں اگر یہ جواب غلط ہوا تو میرا استحقاق مجروح ہو گا اور میں ان کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آؤں گا۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں اور یہ غلط جواب دے رہی ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ابھی تک ایک پائی بھی وصول نہیں ہوئی۔ یہ کیسے کہتی ہیں کہ وصول ہو گئے ہیں جو 15/16 سال سے pending ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اب پہلے سوال کی طرح سے اس سوال کے ساتھ بھی وہ سلوک نہ فرمائیے گا۔ آپ جواب ملاحظہ فرمالیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ دو کروڑ بیس لاکھ دو ہزار روپے ہم نے وصول کر لئے ہیں۔ اس سوال کے جز (ب) میں جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ 15/16 برسوں سے مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے غیر معیاری / زائد المیعاد ہونے والی ادویات کی مد میں مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے وصولی کرنی ہے۔ یہ کل رقم دو کروڑ چوبیس لاکھ ہے۔ جب انھوں نے دو کروڑ بیس لاکھ وصول کر لئے ہیں تو پھر جو نیچے figures دی ہیں کہ ایک کروڑ چھبیس لاکھ، بارہ لاکھ، بیالیس لاکھ تو پھر یہ کہاں سے آ گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ابھی وصول کرنی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! بات یہ ہے کہ انھوں نے یہ جواب 2004-1-15 کو دیا ہے اور 2004-1-15 کو آپ نے کل دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے ان سے لینے تھے اب آپ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہم نے دو کروڑ بیس لاکھ روپے وصول کر لئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: وصول کرنے ہیں۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! کرنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی، پہلے آپ میرا سوال سنیں اور اس کے بعد جواب دیں۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس رقم میں سے کتنا وصول ہوا ہے؟ آپ اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ابھی یہ تمام under process ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ ابھی ریکارڈنگ چلا کر دیکھ لیں۔ اس سے پہلے انھوں نے جو جواب دیا ہے کہ ہم نے پیسے وصول کر لئے ہیں۔ میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ انھوں نے جواب غلط دیا ہے۔ آپ ریکارڈنگ چلوا کر دیکھ لیں اگر انھوں نے یہ نہ کہا ہو تو جو مرضی ہو سزا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ خود اپنے سوالوں کے لئے serious نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف ایک humble request کرنا چاہ رہی ہوں کہ محکمہ صحت بہت بڑا محکمہ ہے۔ جب بھی وزیر صحت جواب دیتے ہیں بڑا اچھا اور مربوط جواب دیتے ہیں۔ یہاں پر ہمارے جو ہیلتھ کمیٹی کے چیئرمین ہیں ان کو موقع دے دیا جاتا اگر ہماری پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ اس کام کی مجاز نہیں تھیں یا وہ کر نہیں پا رہی تھیں تو ان کو موقع دے دیا جاتا۔ میں آپ سے ایک اور بھی humble request کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی ڈگری چیک کروالیں۔ ایسے جواب آج تک کسی ڈاکٹر نے نہیں دیئے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میری ڈگری تو ٹھیک ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں کام کر رہی ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! بات یہ ہے کہ آپ نے جو جواب دینا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں سے کتنا آپ کو وصول ہو چکا ہے؟ فی الحال اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ یہ جو کہہ رہی ہیں کہ محترمہ منسٹر ہیلتھ کے سامنے اپنے کام کروانے کے لئے بھیگی بلی بنی ہوتی ہیں۔ اب پارلیمانی سیکرٹری

کے سامنے چمچہ گیری کے لئے کہ۔۔۔اپنے منہ سے پچھلی دفعہ تو انھوں نے میری تعریفوں میں اتنے کلا بے استعمال کر دیئے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کا کوئی ذہن، کوئی IQ ہے ہی نہیں۔ آج یہ proof ہو گیا کہ یہ بے پیندہ لوٹا ہیں۔ یہ جو ڈپو کی ساری کہانی ہے یہ شہباز شریف کے دور میں شروع ہوئی تھی۔ انھوں نے ایک پائی بھی وصول نہیں کی۔ ہم تو پھر بار بار کورٹس میں جا کر پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد وصول کر لیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ میری زبان کھلوانا چاہتے تھے تو میں نے آج کھول دی ہے جو میں ان کا لحاظ رکھ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! اس سال بجٹ میں پنجاب حکومت نے تقریباً ساڑھے تین ارب روپیہ محکمہ صحت کو دیا۔ میری گزارش ہے کہ محترمہ کے لئے specially ایک psychiatrist کو involve کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Don't be personal. This is no point of order. I will not allow a personal point of order. Please sit down.

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چار فرموں کے جو نام دیئے گئے ہیں ان چار فرموں سے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے گورنمنٹ نے وصول کرنے ہیں جو کہ پچھلے چودہ پندرہ سال سے pending ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے، وصولی جلد متوقع ہے۔ مجھے اس کی وضاحت کر دیں محکمہ نے کیا ایکشن لیا جو یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے، وہ کونسی کوششیں ہیں مجھے اس کی ذرا وضاحت فرما دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میسرز اکبر برادرز کا کیس نیب میں چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ تیسرا سوال کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ کوششوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو میں صحیح بتا رہی ہوں کہ میسرز اکبر برادرز کا جو کیس کافی دیر سے نیب میں ہے، محکمہ صحت باقاعدہ اس کی پیروی کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کوشاں ہے، وہ میسرز شیبا کارپوریشن کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی کہ انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ محکمہ نے ان فرموں سے دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے وصول کرنے ہیں اور ان کی وصولی 1,26,38253 ایک میسرز سے ہے، 42,71,536 ایک میسرز سے ہے، 12,40,389 ایک سے ہے، 60,000 ایک میسرز سے ہے۔ اب اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے وصول کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ وصول کرنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے وصول کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ وصول نہیں کئے، کرنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جواب انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے دیا ہے۔ اب یہ ڈیڑھ سال کی کارکردگی بتا دیں کہ انہوں نے ڈیڑھ سال میں کیا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں۔ یہ سوال آپ کر سکتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال میں جو کہانی پوشیدہ ہے، محکمہ صحت کے بعد اس House میں اس کو منظر عام پر لانا آپ کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے، یہ پاکستان کے ان مگرمچھوں کی کہانی ہے جنہوں نے ہر ڈیپارٹمنٹ میں قوم کے خزانے کو مختلف طریقوں سے لوٹا ہے۔ یہ مسئلہ اس رقم کا نہیں ہے، یہ مسئلہ ان مگرمچھوں کا ہے جو ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہوتے ہیں، اب اس کی طرف کوئی نہیں جا رہا کہ اگر بالکل یہ مان بھی لیا جائے کہ ان کی وصولی نہیں ہوئی۔ اس ملک میں ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ پچاس ہزار ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ

لیتا ہے تو اس کے نام پر اشتہار اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جو غریب آدمی قرضہ لیتا ہے، ٹھیک تین ماہ بعد اس کے گھر کے سامنے پولیس کھڑی ہوتی ہے لیکن ان مگر مچھوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ دو کروڑ چوبیس لاکھ انہوں نے دینا ہے، دو سال پہلے یہ جواب آیا کہ ہم پیروی کر رہے ہیں۔ اس وساطت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دو سال پہلے اگر نیب میں یہ اکبر برادرز کے خلاف پیروی کر رہے ہیں جنہوں نے ایک کروڑ چھبیس لاکھ روپیہ محکمہ ہیلتھ کے حوالے سے اس قوم کا ادا کرنا ہے تو دو سال کے بعد بھی ان کی statement یہی ہے کہ ہم پیروی کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر دو سال پہلے بھی یہ پیروی کر رہے تھے، آج بھی اگر یہ پیروی کر رہے ہیں تو اس سے ان ملک کے لوٹنے والوں کا اندازہ ہوگا کہ محکمے کتنے بے بس ہیں کہ دو سال بعد بھی صرف پیروی ہو رہی ہے، غریب آدمی سے رقم نکلوانے کے لئے اسے گرفتار کیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال بالکل واضح ہے یہ وضاحت کر دیں کہ اب موجودہ پوزیشن میں نیب میں کس طرح کی یہ پیروی کر رہے ہیں، جو کیس نیب کے پاس ہے وہ اس وقت کس status میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ آج کی بات نہیں، پندرہ سال پہلے کی یہ ریکوری ہے۔ انہی کے دور کے ہیں اور ان ہی کے بوئے ہوئے بیج ہیں، ہم پیروی کر رہے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بھی تو defend کریں کہ جب عدالت میں مجرم اور رٹ کرنے والا آمنے سامنے ہوتا ہے تو اپنی بات کو protect کر رہا ہوتا ہے۔ ہم تو پیروی کر رہے ہیں اور ہم شفاء لیبارٹریز کے کیس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ عدالت نے انہیں پابند کر دیا ہے کہ اس کی فرم pre-qualify کر دیں، یہ فوری طور پر next hearing پر ساری رقم آپ کو return کر دیں گے۔ یہ ہم محنت کر رہے ہیں، انہوں نے مگر مچھوں کو دیئے ہیں اور یہ ساری ڈیمانڈ انہوں نے provide کی تھی ہم تو پھر بھی پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اگلی ساعت میں ہم آپ کو positive جواب دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کیس تقریباً پانچ سال سے چل رہے ہیں اور ابھی تک کوئی ریکوری نہیں ہوئی اور ہم پیروی کر رہے ہیں۔ اس سے ایک طرف تو نیب کی صورتحال بھی سامنے آجاتی ہے کہ نیب وہ ادارہ ہے جو ایک سیاسی لیڈر کو صرف خط موصول کرنے پر تیس دن کے اندر اندر تیس سال سزا دیتا ہے اور دوسری طرف یہ کرپٹ لوگ ہیں کہ پیروی ہو رہی ہے اور ابھی تک کوئی وصولی نہیں

ہوئی۔اب یہ بتائیں کہ ان کیسز کی stages کیا ہیں، یہ evidence پر ہیں یا فیصلے پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! نیب کے پاس ایک مقدمہ ہے، پیروی کر رہے ہیں۔ انہوں نے دس سال آنکھیں بند کی ہوئی تھیں ہمیں تو ابھی تین سال ہوئے ہیں ہم جلد ہی ریکوری کروالیں گے۔ یہ اُس وقت کہاں تھے، ان کا اس وقت کوئی ضمیر نہیں تھا، اس وقت ان سے کوئی ریکوری نہیں ہوئی؟ اس وقت کے سارے بیج انہوں نے بوئے ہوئے ہیں۔ اب ہم محنت کر رہے ہیں، ہمارا ڈیپارٹمنٹ اس کو pursue کر رہا ہے۔ جب اگلی دفعہ ہمارا question hour ہوگا تو ہم انشاء اللہ آپ کو بتادیں گے کہ ہم ریکوری کروا چکے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ درست ہے، ہم نشاندہی کرتے ہیں اس ملک میں جو ہوتا رہا ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ اب اگر آپ قوم کے پیسے کے ساتھ اس طرح کا مقابلہ بنالیں کہ انہوں نے پانچ سال آنکھیں بند کی ہیں، ہم نے تین سال کی ہیں۔ یہ اس قوم کے پیسے کے ساتھ مذاق ہے اگر ان مگرمچھوں کی طرف سے آنکھیں بند کرنے کا مقابلہ یہاں یہ حکومت کر رہی ہے کہ آپ نے پانچ سال آنکھیں بند کی تھیں اب ہم نے بھی پورے پانچ سال کرنی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمیں تو آنکھیں بند کئے ہوئے تین سال ہوئے ہیں، یہ ان کی statement ہے، ریکارڈ نکلوالیں۔ اگر کسی بھی دور میں کچھ ہوا ہے تو یہ اس کو جواز بنا کر آئندہ کرپشن کے راستے نہیں کھول سکتے، کسی بھی دور میں کچھ ہوا ہے تو اس کو جواز بنا کر اگر اس House میں کہا جائے کہ ان سے پیسے وصول نہیں کرنے ہیں، ہمیں تو آنکھیں بند کئے ہوئے صرف تین سال ہوئے ہیں۔ اس سے ان کی حالت کا اندازہ لگالیں کہ یہ کس طرح کے مقابلے کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کو recover کر کے ہمیں بتانا چاہئے تھا کہ آپ کے دور میں یہ ریکوری نہیں ہوئی اور ہم نے یہ کر کے دی ہے لیکن یہ تو الٹا کہہ رہے ہیں کہ ہمارا آپ کے ساتھ مقابلہ ہے، مختلف حکومتوں کے ساتھ مقابلہ ہے۔ اب ان کی آنکھیں بند کرنے کے دو سال رہ گئے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت پرویز مشرف کی حکومت کا تسلسل ہے ان کو آنکھیں بند کئے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں انہوں نے کوئی ریکوری نہیں کی۔ یہ سوال اس بات کا ثبوت ہے کہ اب ماسوائے پیروی، پیروی، پیروی کے ان کے پاس اور کوئی جواب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جو پیروی کر رہے ہیں وہ صرف رقم دینے کے پابند نہیں ہیں۔ جو agreement ہے وہ دوائیوں کا ہے۔ وہ دوائیوں کی صورت میں بھی واپس ہو جائے گا۔ میرا کہنے سے

مراد کسی سے مقابلہ نہیں تھا، مراد انہیں باور کرانا تھا کہ جتنے بگڑے ہوئے حالات، جتنی ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہمیں دی تھیں ان چیزوں کی اصلاح کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے، کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ راتوں رات اصلاح کر دی جائے۔ ہم نے چیزوں کو صحیح طریقے سے ٹھیک کرنا ہے اور ہم پیروی کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ قوم کے خون پسینے کی کمائی ہے اور جب ہمارا اگلا اجلاس ہو گا تو آپ کو ثابت کریں گے اور بتائیں گے کہ ہم نے اتنی ریکوری کی ہے۔ یہ ہمارا aim ہے کہ ہمارے عوام نے اپنے خون پسینے کی کمائی جن چوروں کو دی تھی، کنٹریکٹ ان سے واپس ہم ہی لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ فرما رہی ہیں کہ اگلے اجلاس تک وہ بتا دیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میری آپ سے، راجہ بشارت صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے گزارش ہے کہ جب خواتین کو اس اسمبلی میں بھیجا گیا تھا اس کا کریڈٹ لینے کی یہ بہت کوشش کرتے ہیں لیکن ان کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا اب رپورٹس پر آ رہے ہیں۔ محترمہ جس قسم کی تیاری کر کے آئی ہیں، جس قسم کے جواب دے رہی ہیں اور اوپر سے personal ہو رہی ہیں۔ ان سے بات کچھ کی جاتی ہے اور وہ personal ہو جاتی ہیں کہ فلاں نے یہ کیا، فلاں نے یہ کیا۔ ایسی باتیں ایوان میں زیب نہیں دیتیں۔ دوسری بات سوال کے متعلقہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پیروی کر رہے ہیں۔ پیروی کیا ہو رہی ہے، ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ پیروی کس تاریخ کو ہے یا کیس کس سٹیج پر ہے، ان کو کچھ پتا نہیں اور ان کی پیروی کی یہ حالت ہے۔ راجہ بشارت صاحب بھی ہنس رہے ہیں اور مذاق بنا رہے ہیں اس طرح محکموں کا مذاق نہ اڑایا جائے، اس طرح خواتین کی نمائندگی کا بھی مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ میں اس کی مذمت کرتی ہوں اگر خواتین کو اسمبلیوں میں بھیج کر اس طرح مذاق اڑایا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح خواتین کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کی قومی خدمات کے لئے بحالی کا مسئلہ

*3268: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو 02-2001 سے کام کرنے سے روک دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آرمی پراونشل مانیٹرنگ اینڈ کوآرڈینیشن سیکرٹریٹ ہیڈکوارٹر، لاہور کینٹ نے اپنے مراسلہ مورخہ 20-اگست 2000 کے تحت چیف سیکرٹری پنجاب / سیکرٹری ٹو گورنر پنجاب / سیکرٹری محکمہ صحت پنجاب اور سیکرٹری خزانہ پنجاب کو مذکورہ ڈپو بند کرنے کے فیصلے پر نظر ثانی کا مشورہ دیا اور اس سلسلہ میں بھرپور سفارش کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو سے ماضی میں قدرتی آفات، پاک بھارت جنگوں میں افواج پاکستان اور حال ہی میں عراقی عوام کے لئے ادویات سپلائی کی گئیں؟

(د) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تاریخی گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو کیوں بند کیا جارہا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کی رو اور ضلعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو کا کام ضلعی حکومتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ آرمی پراونشل مانیٹرنگ کوآرڈینیشن سیکرٹریٹ ہیڈکوارٹر لاہور کینٹ نے اس کو بحال رکھنے کا مشورہ دیا تھا لیکن اسی دوران پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کا نفاذ ہو چکا تھا اور بعد میں ضلعی حکومتیں قیام پذیر ہوئیں جس کی وجہ سے یہ کام انہیں تفویض کر دیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کا کام ضلعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور۔ 2001 سے تا حال ہونے والی بھرتیوں کی تمام تر تفصیلات

*3636(A): ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک سروسز ہسپتال لاہور میں کتنے افراد کو کس کس اسامی پر بھرتی کیا گیا، بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومی سائل اور ولدیت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا نیز یہ بھرتی کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت دی گئی؟

(ج) کیا اس سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان کی نقل مع تاریخ اور اخبارات کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا مذکورہ بھرتی سے قبل بھرتی کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا ہے ان کی تفصیل وغیرہ الگ دی جائے؟

(و) کتنے افراد کو وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل الگ دی جائے؟

(ز) اس وقت ہسپتال ہذا میں کون کون سی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک سروسز ہسپتال میں بھرتی ہونے والوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو میرٹ پر بورڈ آف گورنرز سروسز ہسپتال لاہور کی منظوری سے بھرتی کیا گیا۔

(ج) اس سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا ان کی نقل مع تاریخ اور اخبارات کے نام کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! مذکورہ بھرتی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کی کاپی ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) کسی بھی فرد کو وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ز) خالی اسامیوں کی لسٹ ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے ٹیسٹ کا مسئلہ

*3984: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے F.Sc کے بعد entrance کا امتحان لیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ کا فیصلہ دونوں امتحانوں کے مجموعی نمبروں پر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں امتحانوں کا نصاب ایک ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں entrance کے امتحان کی تیاری کے لئے اکیڈمیاں ہزاروں روپے فیس لے کر تیاری کرواتی ہیں؟

(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت وقت، پیسے اور ذہنی دباؤ سے بچنے کے لئے دو امتحانوں کی بجائے پہلے کی طرح F.Sc کے نمبروں کو داخلہ کا معیار بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کیونکہ انٹری ٹیسٹ بھی ایف۔ایس۔سی (پری میڈیکل) کی کتابوں سے لیا جاتا ہے۔

(د) حکومت کسی بھی طالب علم کو یہ نہیں کہتی کہ وہ ہزاروں روپے دے کر اکیڈمیوں سے تیاری کرے یہ ہر طالب علم کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ انٹری ٹیسٹ کی تیاری کیسے کرتا ہے، حکومت کا کسی بھی اکیڈمی سے کوئی تعلق نہ ہے اور بے شمار طالب علم بغیر کسی اکیڈمی کی مدد کے ہی انٹری ٹیسٹ میں امتیازی نمبر حاصل کر رہے ہیں۔

(ہ) یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PM&DC) کو قانونی اختیار حاصل ہے کہ میڈیکل اینڈ ڈینٹل ایجوکیشن کے لئے قانون اور طریق کار وضع کرے۔ میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں میں داخلہ کے خواہشمند طالب علموں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق انٹری ٹیسٹ دیں۔ مزید بیان کیا جاتا ہے کہ عدالت عظمیٰ نے بھی PM&DC کے بنائے ہوئے قانون کی تائید کی ہے۔ اس طرح انٹری ٹیسٹ کا ہونا لازمی ہے کیونکہ اسے قانونی حیثیت حاصل ہو چکی ہے تاہم ایف۔ایس۔سی کے امتحانی معیار کے بتدریج بہتر ہونے پر حکومت

پنجاب ایف۔ایس۔سی میں حاصل کردہ نمبر کی (weightage) کو 50 سے 65 فیصد پر لے آئی ہے۔

راولپنڈی میڈیکل کالج، فرسٹ ایئر کی نشستوں، اوپن میرٹ و کوٹاجات کی تفصیل

*4063: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میڈیکل کالج میں ہر سال فرسٹ ایئر کے لئے کتنی نشستیں مخصوص ہیں؟

(ب) ان میں اوپن میرٹ اور کوٹاجات کے لئے کیا فارمولا مقرر ہے؟

(ج) انٹری ٹیسٹ کے نتیجے میں 2003 میں کتنے طلباء وطالبات نے اوپن میرٹ پر داخلہ لیا؟

وزیر صحت:

(الف) راولپنڈی میڈیکل کالج میں فرسٹ ایئر کی نشستوں کی کل تعداد 252 ہے۔

(ب) اوپن میرٹ اور کوٹاجات کی تخصیص درج ذیل ہے:۔

I۔اوپن میرٹ	209
II۔معذور طلباء	02
III۔ F.A.T.A	01
IV۔شمالی علاقہ جات، AJK	04
V۔غیر ملکی طلباء (PTAP)	10
VI۔غیر ملکی طلباء (سیلف فنانس)	04
VII۔بین الصوبائی	02
VIII۔سیلف فنانس (مقامی)	20
مقامی طلباء کے لئے فارمولا، ایف ایس سی اوسط	50 فیصد
میڈیکل داخلہ ٹیسٹ	50 فیصد

(ج) سال 04-2003 میں اوپن میرٹ پر کل 209 طلباء نے داخلہ لیا۔

پی پی۔8 راولپنڈی۔سرکاری ہسپتال اور مراکز صحت کے قیام کا مسئلہ

*4064: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی-8 ضلع راولپنڈی جس کی آبادی کم و بیش 5 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے میں حکومت پنجاب کا کوئی ہسپتال نہ ہے؟

(ب) کیا کسی ہسپتال یا مزید بنیادی صحت مراکز کا منصوبہ مذکورہ علاقہ میں زیر غور ہے؟

(ج) نئے ہسپتال / بنیادی صحت مرکز کے قیام کے لئے کیا معیار اور طریق کار ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی-8 ضلع راولپنڈی میں حکومت پنجاب کے ہسپتالوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال ٹیکسلا

2- چار عدد بنیادی مراکز صحت

I- براہما II-پنڈنوشہری III- بدھو IV- لب ٹھٹو

(ب) پی پی-8 راولپنڈی میں فی الحال کسی نئے ہسپتال یا بنیادی مرکز صحت کا منصوبہ نہیں ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت بنایا جاتا ہے۔ موجودہ ضلعی نظام کے تحت اب مراکز بنانے کی ذمہ داری ضلعی حکومتوں کے پاس ہے۔

سر گنگا رام ہسپتال لاہور۔ ڈبوں میں بند مشینری کی تفصیلات

*4200: **جناب کامران مائیکل:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنگا رام ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے کی مشینری انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے اور غریب مریض پرائیویٹ لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں؟

(ب) ایسی تمام مشینری کی تفصیل مہیا کی جائے جو عرصہ دراز سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مشینری کو خراب کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گنگا رام ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے کی مشینری انتظامیہ کی غفلت

کی وجہ سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ غریب مریض پرائیویٹ لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں۔ تمام ٹیسٹ ہسپتال کی کلینیکل پیتھالوجی لیبارٹری سے فری ہوتے ہیں اور کسی مریض کو مجبور نہیں کیا جاتا کہ پرائیویٹ لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائے۔

(ب) ہسپتال میں کوئی ایسی مشینری نہیں ہے جو ڈبوں میں بند پڑی ہو۔

(ج) اس طرح کی کوئی شکایت نہ ہے اور نہ ہی کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کا کوئی ارادہ ہے۔

جنرل ہسپتال لاہور۔ڈبوں میں بند اور خراب مشینری کی تفصیل

*4204: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے مالیت کی مشینری جس میں سی۔ٹی سکین مشین بھی شامل ہے کو ڈبوں سے نکالا بھی نہیں گیا، پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے اور غریب مریض پرائیویٹ ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں؟

(ب) جنرل ہسپتال لاہور کی ایسی مشینری کی تفصیل مہیا کی جائے جو خراب ہے۔اس کو درست نہ کروانے کی کیا وجوہات ہیں اور جن افراد کی وجہ سے یہ مشینری خراب ہوئی، ان کے خلاف حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ جنرل ہسپتال میں کوئی مشینری ڈبوں میں بند نہیں ہے۔ تمام مشینیں کام کر رہی ہیں۔ خاص طور پر سی۔ٹی سکین مشین کام کر رہی ہے اور کسی مریض کو پرائیویٹ ٹیسٹ کروانے کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مشین ڈبوں میں پڑی خراب ہوئی ہے۔

(ب) جنرل ہسپتال میں 40عدد مشینیں جو ٹینڈر کے ذریعے اخبار میں اشتہار آنے کے بعد 11-06-2003 کو مرمت کے آرڈر دیئے تھے اور یہ مشینیں ٹھیک ہو کر ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہی ہیں۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد مورخہ 21-11-2003 کو سات مشینوں کی مرمت اور (43) عدد مشینوں کے پرزہ جات کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا مگر کوئی بھی پارٹی ٹینڈر میں شامل نہ ہوئی۔ اس کے بعد دوبارہ

مورخہ 2003-12-19 اور 2003-12-23 کو مشینری کی مرمت اور پرزہ جات کے لئے اشتہار دیا گیا لیکن کسی فرم نے حصہ نہ لیا۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد ان مشینوں کی مرمت اور سپیئر پارٹس کے لئے مشینوں کے ٹول ڈسٹری بیوٹرز سے خط و کتابت کی مگر صرف تین کمپنیوں نے مشینوں کی مرمت کے بارے میں رابطہ کیا لیکن کوئی فرم سپیئر پارٹس دینے کو تیار نہیں۔ ان مشینوں کی مرمت کروانے کے لئے ہسپتال نے اپنا بائیو میڈیکل ٹیکنیشن رکھ لیا ہے اور اب وہ مشینوں کا سروے کر رہا ہے جو مشینیں اس سے ٹھیک ہو گئیں بقایا کے لئے دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا جائے گا۔ مرمت شدہ مشینوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پانچ عدد مشینیں مرمت ہو گئی ہیں یہ مشینیں کسی کی نااہلی کی وجہ سے خراب نہیں ہوئیں۔ یہ مشینیں عرصہ دراز سے چل رہی تھیں اور پرزہ جات میں خرابی کی وجہ سے خراب ہوئی ہیں۔ یہ مشینیں گورنمنٹ رپیئر ورکشاپ کے انجنیئرز نے بھی چیک کی ہیں اور انہوں نے بھی پرزوں میں خرابی کی لسٹ دی ہے۔

P.I.C لاہور۔ ڈاکٹروں کو تنخواہ کے علاوہ دی جانے والی نقد رقم اور مقالہ جات کی اشاعت کی تفصیل

*4239: محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے مختلف شعبوں کے سربراہان کو ہسپتال کی وصولیوں میں حصہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو چیف ہارٹ سرجن اور چیف کارڈیالوجسٹ کو سال 2003 میں تنخواہوں اور ہسپتال کی وصولیوں میں ان کے حصے کے طور پر کتنی رقوم دی گئیں؟

(ب) کیا پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور نے پچھلے سال بین الاقوامی سطح کے کسی رسالے / جریدہ میں کوئی مقالے شائع کئے ہیں اگر ہاں تو اس بارے میں تفصیل بتائی جائے، نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق 45 فیصد حکومت شیئر اور 55 فیصد ہسپتال سٹاف شیئر

دیا جاتا ہے۔مذکورہ لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال2003 میں 45فیصد ہسپتال شیئر کی مد میں مبلغ7,95,50,000روپے بجٹ میں شامل کئے گئے اور مریضوں کے علاج معالجہ پر خرچ ہوئے۔چیف ہارٹ سرجن کو سال2003 میں تنخواہ کی مد میں مبلغ3,68,557روپے اور 55فیصد ہسپتال سٹاف شیئر میں سے مبلغ 65,65,183,53ملے۔ چیف کارڈیالوجسٹ کو سال2003میں تنخواہ کی مد میں مبلغ 3,45,402روپے ملے اور55فیصد ہسپتال سٹاف شیئر میں سے مبلغ54/41,85,744 روپے ملے۔

(ب) پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور سال2005سے بین الاقوامی رسالہ The Journal of Cardiovascular Diseases باقاعدہ شائع کررہاہے۔اس رسالہ کے چیف ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر جواد ساجد خان، ایڈیٹر کارڈیالوجی پروفیسر ڈاکٹر محمد اظہر اور ایڈیٹر کارڈیک سرجری ڈاکٹر عبدالوحید ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ رسالے کی شائع شدہ بین الاقوامی جلدیں6عدد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد۔کنٹریکٹ پر تعینات چیف ایگزیکٹو کی شرائط ومراعات

*4242: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں چیف ایگزیکٹو کو کنٹریکٹ پر کن شرائط پر رکھا گیا ہے، تنخواہ کے علاوہ ان کو کون کون سی مراعات دی جارہی ہیں؟

(ب) کیا چیف ایگزیکٹو رکھنے سے حکومتی خزانے پر لاکھوں روپے کا اضافی بوجھ نہیں پڑا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حاضر سروس ڈاکٹر کو چیف ایگزیکٹو لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کسی کو بھی کنٹریکٹ پر چیف ایگزیکٹو بھرتی

نہیں کیا گیا ہے۔ اس وقت الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ایک حاضر سروس پروفیسر (ڈاکٹر اے۔ جی۔ ریحان) کو پرنسپل کے عہدہ پر تعینات کیا گیا ہے۔ مزید برآں موجودہ پرنسپل کو حکومت کے مروجہ سکیلوں کے مطابق تنخواہ اور دیگر مراعات دی جا رہی ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر تفصیل بتا دی گئی ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں حاضر سروس پروفیسر کو بطور پرنسپل تعینات کیا گیا ہے لہذا حکومتی خزانے پر کوئی اضافی بوجھ نہ ہے۔

(ج) اس کی تفصیل اوپر جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*4304: میاں یاور زمان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن، لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے۔

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن میں یکم جنوری 2002 کے بعد مندرجہ ذیل چار افراد کو ڈیلی ویجز پر بھرتی کیا گیا:۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ BS	قابلیت	تاریخ بھرتی	پتا/ڈومیسائل
1۔	محبوب انور ولد انور احمد	جونیئر کلرک	5	میٹرک	14-1-02	مکان نمبر 39/82B-S حاجی عبداللہ سٹریٹ سعید

						پارک، شاہدرہ لاہور
2۔	محمد صدیق خان ولد محمد شریف خان	نائب قاصد	1	پرائمری	24-6-02	چوک نوناریاں، خدا بخش روڈ گلی نمبر 3 مکان نمبر 2 لاہور
3۔	نصرت بی بی بنت محمد مالک	جونیئر کلرک	5	میٹرک	24-7-02	ڈاکخانہ کلر سیداں، بمقام طوطا، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی
4۔	فوزیہ ناز بنت محمد بشیر	اسسٹنٹ	11	MBA B.Sc	3-12-02	مکان نمبر 5 قادری سٹریٹ نمبر 11 لیاقت آباد کوٹ لکھپت لاہور

(ب) یہ بھرتیاں ڈیلی ویجز کی بنیاد پر کی گئیں تھیں۔

شریف خان بخش روڈ گلی نمبر 3

(ج)

نمبر شمار	نام ملازم	افسران بھرتی کنندہ	عہدہ	گریڈ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محبوب انور	1۔انوار احمد خان	مینجنگ ڈائریکٹر	20	سیکرٹری سروسز، حکومت پنجاب لاہور
		2۔ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) ،	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) PHF لاہور
		3۔ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF لاہور
2۔	محمد صدیق خان	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ٹھٹھ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)، PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF لاہور
3۔	نصرت بی بی	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن

			ڈائریکٹر		آفیسر ٹھٹھ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)، PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF، لاہور
4۔	فوزیہ ناز	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ٹھٹھ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)،	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF،لاہور

(د) ڈیلی ویجز پر بھرتی کرنے کے لئے اخباری تشہیر نہ کی گئی ہے۔

(ہ) رولز میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی گئی ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے برن یونٹ کی منتقلی کا مسئلہ

*4307: **شیخ اعجاز احمد:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں قائم برن یونٹ لاہور منتقل کیا جا رہا ہے جس سے دس بارہ اضلاع کے عوام اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے؟

(ب) کیا حکومت اس برن یونٹ کو فیصل آباد میں ہی رکھنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔

وزیر صحت:

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں purpose built برن یونٹ قائم نہ ہے اور نہ ہی اسے لاہور منتقل کیا جا رہا ہے۔

(ب) محکمہ صحت حکومت پنجاب تمام بڑے ہسپتالوں میں مرحلہ وار purpose built modren burn unit قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ فنڈز کی فراہمی کو مدنظر رکھتے ہوئے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں بھی purpose built modren burn unit قائم کیا جائے گا۔

D.H.Q اور T.H.Q ہسپتالوں میں میڈیکل آفیسرز (مرد و خواتین) کی اسامیوں کی تفصیلات

*4308: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ڈسٹرکٹ ہسپتالوں اور تحصیل ہسپتالوں میں مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کتنی سیٹیں ہیں اور اس وقت کتنی سیٹیں خالی پڑی ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب مرد اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) پنجاب کے ڈسٹرکٹ اور تحصیل ہسپتالوں میں مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کل سیٹیں 1078 ہیں اور اس وقت 405 سیٹیں خالی پڑی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر ضلع میں contract کی بنیاد پر بھرتیاں کر رہی ہے اور اچھی تنخواہ اور دیگر سہولیات کا پیکج بھی دیا جا رہا ہے۔ تنخواہ اور دیگر مراعات کی تفصیل کے لئے کنٹریکٹ پالیسی 2004 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ شہر میں ذہنی امراض کے ہسپتال کا قیام

*4382: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر سیالکوٹ میں ذہنی مریضوں کے لئے کوئی ہسپتال یا ڈسپنسری موجود نہ ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت شہر سیالکوٹ میں ذہنی مریضوں کا ہسپتال یا ڈسپنسری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) سیالکوٹ شہر میں اگرچہ علیحدہ سے ذہنی مریضوں کے لئے کوئی ہسپتال یا ڈسپنسری نہیں ہے تاہم علامہ اقبال میموریل ہسپتال میں ایک وارڈ ذہنی مریضوں کے لئے مختص ہے اور

کوالیفائیڈ Psychiatrist بھی ہسپتال میں کام کر رہے ہیں جو ذہنی مریضوں کی دن رات دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

(ب) اس حصہ کا جواب اوپر جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں برن یونٹس کا قیام اور Sound Proof Box کی فراہمی

*4384: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ اور سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں بہت زیادہ برن patients آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں مذکورہ ہسپتالوں میں کوئی برن یونٹ نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں میں برن یونٹس کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں کے شعبہ ای۔این۔ٹی میں Sound Proof Box بھی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر صحت:

(الف) مذکورہ ہسپتالوں میں برن مریض کافی آتے ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں کوئی باقاعدہ برن یونٹ نہ ہے البتہ علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں 4 کمرے برن کے مریضوں کے لئے پچھلے دس سال سے استعمال ہو رہے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سیالکوٹ نے علامہ اقبال میموریل ہسپتال کے لئے برن یونٹ کی ایک سکیم 19.866 (ملین) کی اس سال تیار کی ہے جو حال ہی میں مورخہ 04-03-06 کو ڈی۔ڈی۔او۔سی سیالکوٹ نے اپنے اجلاس میں منظور کی ہے اور اس کی construction کا کام 4 جون سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔

(د) مذکورہ ہسپتالوں کے شعبہ ای این ٹی میں Sound Proof Box مہیا کرنے کے بارے میں ابھی تک کوئی proposal / سکیم زیر غور نہ ہے۔

چک نتھوڈھاکا، بہاولنگر، B.H.U کا قیام

*4451: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نتھوڈھاکا بہاولنگر میں لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولت نہ ہے، مریضوں کو علاج معالجہ کے لئے کئی میلوں کا سفر کرنا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گاؤں میں ڈسپنسری تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت:

(الف) چک نتھوڈھاکا یونین کونسل جنڈوالہ میں ہے۔ بنیادی مرکز صحت جنڈوالہ مذکورہ چک سے صرف پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اسی چک میں رورل ڈسپنسری (نتھوڈھاکا) منظور شدہ ہے اور علاج معالجہ کی سہولت موجود ہے جبکہ دیہی مرکز صحت ڈونگہ بونگہ مذکورہ چک سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی ہدایت / پالیسی کے مطابق ایک یونین میں صرف ایک ہی بنیادی مرکز صحت تعمیر ہو سکتا ہے جبکہ مذکورہ یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت اور ایک رورل ڈسپنسری موجود ہے اور اپنے فرائض منصبی نہایت احسن طریقے سے سرانجام دے رہی ہے لہذا نیا بنیادی مرکز صحت تعمیر نہ ہو سکتا ہے۔

L.S.M.F ڈاکٹرز، میڈیکل اسسٹنٹس کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کی سہولت کا اجراء

*4452: چودھری اظہر ندیم گجر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کا لائسنس جاری کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے میڈیکل اسسٹنٹ کو L.S.M.F ڈاکٹرز کے برابر تسلیم کیا تھا؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ سرگودھا ڈویژن میں میڈیکل اسسٹنٹس کو قانونی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت باقی پنجاب کے اضلاع میں میڈیکل اسسٹنٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت تھی۔

(ب) جی نہیں۔ L.S.M.F کا کورس چار سال کا تھا جبکہ میڈیکل اسسٹنٹس کا کورس دو سال کا تھا۔

(ج) میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت اس وقت تک نہ ہے جب تک وہ Allopathic system (Prevention & Roisuse) Rules 1968 کے تحت مجاز اتھارٹی سے پرمٹ حاصل نہ کر لیں۔

(د) مجاز اتھارٹی نے کسی میڈیکل اسسٹنٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ دی ہے۔

(ہ) میڈیکل اسسٹنٹس پریکٹس کا پرمٹ حاصل کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کو درخواست دیتے ہیں جو انٹرویو کر کے صوبائی بورڈ کو بھیجتے ہیں صوبائی بورڈ اپنی سفارشات کے ساتھ کیس مجاز اتھارٹی کو بھیجتا ہے اگر پرمٹ مل جائے تو پریکٹس کر سکتا ہے، وگرنہ نہیں کر سکتا۔

ضلع قصور، ہیپاٹائٹس کی صورتحال اور حکومتی اقدامات

*4458: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں (خصوصاً ملز ایریا میں) بیماری ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کی کیا پوزیشن ہے، حکومت نے دیہی سطح پر اس موذی مرض کے تدارک کے لئے کون کونسے اقدامات کئے ہیں؟

(ب) گزشتہ دو سال میں کتنے کیس ضلع بھر میں سامنے آئے، کیا محکمہ نے ان کا مفت علاج معالجہ کیا اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع قصور (خصوصاً ملز ایریا) میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) بیماری کی پوزیشن کا سروے

خاص طور پر نہ کروایا گیا ہے تاہم حکومت نے اس مرض پر قابو پانے کے لئے بچوں کو ہیپاٹائٹس (بی) کی ویکسین کا انتظام کیا ہے جس کے تحت بچوں کو ویکسین دی جا رہی ہے۔

(ب) سالانہ ریٹرن رپورٹ کے مطابق 1724 مریضوں نے ضلع قصور کے ہسپتالوں میں جگر کے امراض میں مبتلا تکلیف کے علاج کے لئے رجوع کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آؤٹ ڈور مریض: 1433

انڈور مریض: 291

نیز ان مریضوں کو ممکنہ علاج مہیا گیا ہے۔

ضلع قصور، ہسپتال، ڈسپنسریوں، سٹاف اور ادویات کی تفصیلات

*4459: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے سرکاری ہسپتال / ڈسپنسریاں ہیں اور کہاں کہاں قائم ہیں، کیا ان میں سٹاف پورا ہے، کمی کی صورت میں کب تک عملہ / سٹاف تعینات کر دیا جائے گا؟

(ب) ضلع بھر میں کتنے B.H.U اور R.H.C میں ڈاکٹرز تعینات نہ ہیں، کتنے عرصہ سے ڈاکٹر اور دیگر لازمی سٹاف موجود نہ ہے؟

(ج) ان B.H.U اور R.H.C کو گزشتہ دو سال اور رواں مالی سال میں کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں ہیں، تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(د) کیا یہ ادویات مقامی ضروریات کے مطابق تھیں اگر نہیں تو کیوں نیز کون کونسی ادویات ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو مہیا کی جاتی ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع قصور میں تین ہسپتال ہیں۔

1۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قصور

II۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چونیاں

III۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی۔

اس کے علاوہ 12 عدد رورل ہیلتھ سنٹرز، 81 عدد بنیادی مراکز صحت، 83 عدد رورل ڈسپنسریز اور 22 عدد ضلع کونسل ڈسپنسریز ہیں جبکہ ایک عدد ٹی بی کلینک پتوکی میں

موجود ہے۔ان میں تمام سٹاف پورا نہ ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔سٹاف کی موجودہ کمی کو بھرتی کے اگلے مرحلہ میں پورا کر لیا جائے گا۔

(ب) ضلع بھر کے جن بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں ڈاکٹرز اور دیگر لازمی سٹاف جو تعینات نہ ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور کے بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کو گزشتہ دو سالوں میں جتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! گورنمنٹ کی ایک منظور شدہ فہرست ہے جس میں سے ان کی ضروریات /ڈیمانڈ کے مطابق ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میڈیکل اسسٹنٹس کو پرائیویٹ پریکٹس کی سہولت کا اجراء

*4492: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کا لائسنس جاری کیا گیا تھا اگر جواب ہاں میں ہے تو معیار کی وضاحت کی جائے؟

(ب) کیا حکومت نے میڈیکل اسسٹنٹس کو L.S.M.F ڈاکٹرز کے برابر تسلیم کیا تھا؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ سرگودھا ڈویژن میں میڈیکل اسسٹنٹس کو قانونی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پنجاب باقی کے اضلاع میں میڈیکل اسسٹنٹس کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) پاکستان میڈیکل کونسل آرڈیننس 1962 کے تحت L.S.M.F ڈاکٹرز کی تعلیمی قابلیت منظور شدہ ہے اور ایسے رجسٹرڈ L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ میڈیکل پریکٹس کی اجازت ہے۔

(ب) نہیں۔
(ج) میڈیکل اسسٹنٹس کا شمار کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی کیٹیگری میں نہ ہے اور نہ ہی ان کی تعلیمی قابلیت پاکستان میڈیکل کونسل آرڈیننس کے تحت منظور شدہ ہے۔
(د) درست نہ ہے۔ایسی کوئی اجازت حکومت پنجاب کی طرف سے نہیں دی گئی ہے۔
(ہ) نہیں۔وجوہات اوپر جواب (ج) میں دی گئی ہیں۔

بہاولپور۔لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی

*4494: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ضلع بہاولپور میں نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں؟
(ب) ان میں سے کتنی ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی ہو رہی ہے؟
(ج) کتنی ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی نہ ہو رہی ہے اور ادائیگی تنخواہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟
(د) کیا حکومت جن ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی نہ کر رہی ہے ان کو جلد از جلد تنخواہ کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:
(الف) ضلع بہاولپور میں نیشنل پروگرام کے تحت 1381 لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں۔
(ب) تمام لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی کے لئے بل بنا کر ہر ماہ پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام برائے فیملی پلاننگ و بنیادی صحت لاہور کے دفتر کو ارسال کر دیا جاتا ہے اور وہاں سے تنخواہیں متعلقہ ورکرز کے بنک اکاؤنٹ میں ارسال کر دی جاتی ہیں۔
(ج) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ بہاولپور / ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام بہاولپور سے تنخواہ کے بل ہر ماہ 20 تاریخ کو بنا کر پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام آفس لاہور بھیج دیا جاتا ہے اور تنخواہوں کا بل ماہ ستمبر 2005 تک بھیج دیا گیا ہے۔پراونشل کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام آفس سے براہ راست متعلقہ لیڈی ہیلتھ ورکر کے اکاؤنٹ میں تنخواہ ماہ اگست 2005 تک بذریعہ لیٹر نمبر Pb/PPIU-2005/15068-91/Account dated Lahore the 11th Sep:2005 بھیجی جا چکی ہے۔
(د) تمام ورکرز کو تنخواہ پراونشل کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام کی طرف سے ادا ہو رہی ہے۔البتہ

جس ورکر کے خلاف کوئی حسب ضابطہ کارروائی ہو رہی ہو تو اس کی تنخواہ روک دی جاتی ہے اور کارروائی مکمل ہونے پر تنخواہ کی ادائیگی بذریعہ پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام کر دی جاتی ہے۔

بہاولپور، نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت ادویات کی فراہمی

*4495: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت ضلع بہاول پور کو کتنی ادویات اس سال فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع کی لیڈی ہیلتھ ورکرز کے پاس ادویات کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ عوام کو ادویات فراہم نہ کر رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ورکرز کو ادویات فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت:

(الف) تفصیل امسال مہیا کردہ ادویات از نیشنل پروگرام پراونشل ہیڈکوارٹر لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پراونشل ہیڈکوارٹر سے موصولہ ادویات تمام لیڈی ہیلتھ ورکرز کو گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ تعداد کے مطابق ادویات متعلقہ مرکز صحت سے دی جاتی ہیں جو متعلقہ لیڈی ہیلتھ ورکرز اپنے علاقے میں عوام کو مہیا کر رہی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ پہلے ہی کافی مقدار میں ادویات مہیا کر رہی ہے اور اس میں مزید بہتری لانے کا پروگرام بھی بنایا جا رہا ہے۔

پی پی۔188 اوکاڑہ۔یونین کونسل کی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی

*4503: جناب افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔188 تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ جو کہ کل چودہ (14) یونین کونسلز پر مشتمل ہے میں عوام کے لئے کتنی ڈسپنسریاں، B.H.U، R.H.C اور ہسپتال موجود ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔188 کی جن یونین کونسلز میں عوام کے لئے سرکاری ہسپتال موجود نہ ہیں تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) حلقہ پی پی-188 کی جن یونین کونسلز میں سرکاری دواخانہ/ہسپتال نہ ہیں ان میں حکومت ہسپتال B.H.U,R.H.C بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں بنانا چاہتی تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی-188 تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چودہ (14) یونین کونسلز میں فراہمی صحت کے درج ذیل ادارے موجود ہیں۔ دیہی مراکز صحت (Rural Health Centre) (بصیر پور، بٹک، منڈی احمد آباد) بنیادی مراکز صحت (Basic Health Unit) پھلاں تولی، بدری داس، رکن پورہ، روہیلہ تیجیکا، محمد نگر، فیض آباد، معروف، کانی پور، بھیلا گلاب سنگھ، گدڑ ملکانہ، قادر آباد، اٹاری، چشتی قطب دین)

روورل ڈسپنسری (Rural Dispensary) 02 (منڈی احمد آباد، ڈھلیانہ)

سول ڈسپنسری (Civil Dispensary) 01 (بصیر پور)

ٹوٹل-19 مراکز صحت

(ب) حلقہ پی پی-188 کی تمام یونین کونسلز میں صحت کی سہولتوں کے ادارہ جات موجود ہیں۔

(ج) -ایضاً-

نرسز کے لئے کلینک / میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت

*4516: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ L.H.V کا کورس کرنے والی خواتین کو کلینک اور میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نرسز کا کورس کرنے والی خواتین کو کلینک / میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت نہیں ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نرسز کو کلینک / میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست نہ ہے۔البتہ delivery کیسوں میں زچہ بچہ سنٹر چلا سکتی ہیں اور زچہ و بچہ کو ابتدائی طبی امداد دے سکتی ہیں۔

(ب) درست ہے۔البتہ کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کے کلینک میں بطور نرس اپنے فرائض ادا کر سکتی ہیں۔

(ج) نرسز کا اصل کام کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی زیر نگرانی مریضوں کی دیکھ بھال، تیمار داری اور ابتدائی طبی امداد دینا ہے اور آپریشن کے بعد مریض کی مکمل نگہداشت کرنا، انجکشن لگانا اور مرہم پٹی وغیرہ کرنا شامل ہے۔میڈیکل سٹور کھولنا ایک علیحدہ پروفیشن ہے جس کی اجازت کوالیفائیڈ ڈسپنسرز اور پنجاب فارمیسی کونسل کے تحت رجسٹرڈ کوالیفائیڈ پرسن کو ہے اسی لئے اس وقت نرسز کو کلینک، میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت دینے کا معاملہ زیر غور نہ ہے۔

بہاولپور، پرائیویٹ پیرا میڈیکل سکول سے متعلقہ معلومات

*4525: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں پیرا میڈیکل سٹاف کی ٹریننگ کے لئے ایک پرائیویٹ ادارہ، نیشنل پیرا میڈیکل کالج، امریکن ہسپتال احمد پور روڈ، بہاولپور Regd No 35 کیمپس یونیورسٹی چوک دربار روڈ بہاولپور قائم ہوا ہے؟

(ب) یہ ادارہ کس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے قائم ہوا ہے؟

(ج) اس میں بھاری بھر کم فیسوں کی منظوری کس قانون کے تحت ہوئی ہے؟

(د) اگر یہ ادارہ غیر قانونی ہے تو کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے کہ نہیں؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہوا ہے تاہم یہ سکل ڈویلپمنٹ کونسل نیشنل ٹریننگ بورڈ اسلام آباد اور پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے الحاق شدہ ہے۔

(ج) چونکہ یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہوا ہے اس لئے اس کی فیس بھی ادارہ نے خود مقرر

کی ہے جس کا وہ مجاز ہے۔

(د) اس ادارے کا الحاق پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے کچھ شرائط پر کیا گیا ہے جن کی خلاف ورزی پر اس کا الحاق ختم بھی ہو سکتا ہے۔

D.H.Q ہسپتال بہاولنگر، عملہ کی کمی کا مسئلہ

*4614: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر میں قبل ازیں وقت کی ضرورت اور ڈاکٹروں کی تعداد کے لحاظ سے عملہ تعینات کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ ہسپتال میں 35 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں جبکہ عملہ میں اضافہ نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتال میں ضرورت کے مطابق اور ڈاکٹروں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے نیا عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو اسکی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز شعبہ وائز عملہ کی تعداد کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر سال 1954 میں مکمل ہوا تھا اور ضلع بہاولنگر اور ملحقہ ضلع پاکپتن، ضلع وہاڑی کی آبادی کو صحت کے علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔
سال 77-1976 میں بستروں کی تعداد 175 تھی جبکہ منظور شدہ عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس وقت ہسپتال ہذا میں 35 ڈاکٹرز کی پوسٹیں منظور شدہ ہیں جبکہ عملہ میں اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ تفصیل سٹاف جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایڈیشنل سٹاف کی منظوری کے لئے اس سے پیشتر گورنمنٹ آف پنجاب کو کیس بھیجا گیا تھا مگر اب عملے کی منظوری کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔ ہسپتال ہذا کی موجودہ Sanctioned Strength کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چک نمبر D.B/59، خوشاب، B.H.U کا قیام

*4638:جناب جوئیل عامر سہوترا:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 59/D.B چک ضلع خوشاب جو کہ مسیحیوں کا چک ہے میں B.H.U نہ ہے؟

(ب) کیا محکمہ ہیلتھ کی سروے رپورٹ کے مطابق مذکورہ چک میں B.H.U کا بنایا جانا ضروری ہے اور محکمہ کا سروے criteria پر پورا اترتا ہے؟

(ج) اگر سروے کے مطابق B.H.U بنایا جانا ضروری ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں B.H.U تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ متعلقہ چک کے مسیحیوں کو ہر سہولت میسر آ سکے؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) جی نہیں۔کیونکہ یونین کونسل 59/D.B کی حدود میں ایک رورل ڈسپنسری جلالپور سیداں کام کر رہی ہے۔T.H.Q ہسپتال خوشاب 10 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور D.H.Q ہسپتال جوہر آباد میں 15 کلومیٹر کے فاصلے پر صحت کی سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔

(ج) چک نمبر 59/D.B میں B.H.U بنانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں قائم ہسپتالوں،بیڈز اور دیگر متعلقہ تفصیل

*4656:لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ)،چودھری زاہد پرویز:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے ہسپتال ہیں ان کے نام کیا ہیں اور ہر ہسپتال کتنے بیڈوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کتنے اور کون کونسے ہسپتالوں میں برن یونٹ اور دماغی امراض کے یونٹ ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں برن اور دماغی امراض کے علاج کے لئے کون کون ماہرین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں 2003 سے آج تک مذکورہ امراض کے داخل ہونے والے مریضوں کی

تعداد ماہوار بیان فرمائیں؟

(ہ) ان ہسپتالوں کو گورنمنٹ کی طرف سے سال 2003 سے آج تک فراہم کردہ فنڈز اور ادویات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) گوجرانوالہ میں صرف ایک گورنمنٹ ہسپتال ہے اور 412 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) اس ہسپتال میں کوئی برن یونٹ اور دماغی امراض کے یونٹ نہ ہیں۔ آؤٹ ڈور میں دماغی امراض کے مریض دیکھے جاتے ہیں۔

(ج) اس ہسپتال میں صرف اور صرف ایک نیوروسرجن کی پوسٹ ہے جو خالی پڑی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں 2003 سے آج تک ان امراض کا کوئی مریض داخل نہیں ہوا۔

(ہ) 04-2003 کے لئے گورنمنٹ نے ادویات کی مد میں مبلغ 1100000 روپے دیئے ہیں اور ادویات کی خرید جاری ہے۔

تحصیل کوٹلی ستیاں راولپنڈی، T.H.Q ہسپتال کا قیام

*4717: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں صرف ایک R.H.C ہے اور کوئی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نہ ہے۔ لوگوں / مریضوں کو علاج معالجے کے لئے T.H.Q نہ ہونے کی وجہ سے راولپنڈی آنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس پسماندہ تحصیل میں T.H.Q کی سہولیات سٹاف و دیگر ضروری اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کب تک مذکورہ R.H.C کو T.H.Q کا درجہ دے دیا جائے گا نیز کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔کیو کی دیگر ضروریات جیسے اراضی و بلڈنگ وغیرہ کی شرائط پوری ہونے کے باوجود راولپنڈی میں یہ واحد تحصیل ہے جہاں T.H.Q ہسپتال نہ ہے جس سے مقامی آبادی بے پناہ مسائل و پریشانی کا شکار ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مری کے ٹی۔ایچ۔کیو میں گائنی کا شعبہ نہ ہونے سے زچہ و بچہ

کی درجنوں اموات واقع ہوئی ہیں اور ماہر گائناکالوجسٹ نہ ہونے کی وجہ سے اس کام کے لئے دائیوں کی خدمات لی جاتی ہیں جس سے بعض اوقات پیچیدگیاں پیدا ہوئیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو کالی مٹی، یونین کونسل دریا گلی مری و ہزارہ، ایبٹ آباد کی ملحقہ آبادی کے لئے واحد یونٹ ہے جس سے ہزاروں افراد مستفید ہوتے ہیں؟

(و) کیا حکومت مقامی آبادی کی ضروریات کے پیش نظر مذکورہ بی۔ایچ۔یو کو آر۔ایچ۔سی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بی۔ایچ۔یو کی موجودہ بلڈنگ و ملحقہ اراضی آر۔ایچ۔سی کے لئے کافی ہے اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل کوٹلی ستیاں میں ایک نہیں بلکہ دو R.H.C ہیں۔ایک کوٹلی ستیاں اور دوسرا الہتراڑ میں ہے۔ T.H.Q ہسپتال بنانے کا معاملہ ضلعی حکومت کے زیر غور ہے۔انہوں نے اس R.H.C میں داخل مریضوں کی کم تعداد کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال یہاں پر نئی اضافی بلڈنگ نہ بنائی جائے بلکہ صرف سپیشلسٹ ڈاکٹروں اور عملے کی منظوری دے دی جائے۔ان ڈاکٹروں کے آنے کی وجہ سے داخل مریضوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور بعد میں نئی بلڈنگ کے لئے منظوری دے دی جائے گی۔

(ب) جی ہاں! حکومت کوٹلی ستیاں میں THQ ہسپتال کے معیار کا سٹاف اور دیگر سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں تفصیل سے ذکر کر دیا گیا ہے کہ جونہی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی بھرتی ہوتی ہے کوٹلی ستیاں کو T.H.Q ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے گا تاہم نئی عمارت بنانا ضلعی حکومت کی صوابدید ہے۔

(د) T.H.Q ہسپتال مری میں گائنی کا شعبہ تو موجود ہے۔گائناکالوجسٹ کی بھرتی کے لئے اشتہار دیا لیکن کسی نے بھی مری ہسپتال کے لئے درخواست نہ دی۔اب جلد ہی دوبارہ ڈاکٹروں کی بھرتی کے لئے پروگرام شروع کیا جائے گا جس میں مری کے ہسپتال کے لئے گائناکالوجسٹ بھرتی کرنے کے لئے کوشش کی جائے گی۔

(ہ) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(و) جی نہیں۔حکومت کی پالیسی کے تحت R.H.C صرف مراکز ہیڈکوارٹرز پر بنائے جاتے ہیں جبکہ گاؤں کالی مٹی مرکز ہیڈکوارٹر نہیں ہے اس لئے اس B.H.U کو R.H.C کا درجہ دینے کے لئے حکومت کے پاس کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

D.H.Q ہسپتال جہلم، گائناکالوجسٹ کا رویہ اور خواتین کے میٹرنٹی مسائل

*4718: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم مارچ 2003 سے آج تک ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم میں میٹرنٹی وارڈ میں دو بجے دوپہر سے صبح آٹھ بجے کے عرصہ کے دوران کتنی خواتین داخل ہوئیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ اور وقت کے دوران کتنی خواتین مریضوں کے آپریشن کئے گئے؟

(ج) یکم مارچ 2003 سے قبل دو سال کے عرصہ کے دوران کتنی خواتین داخل ہوئی تھیں اور یکم مارچ 2003 سے 2004 تک داخل ہونے والی میٹرنٹی کیسز کے لئے خواتین مریضوں میں کمی ہوئی ہے، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں تعینات گائناکالوجسٹ نے جہلم شہر میں اپنا پرائیویٹ کلینک بنا رکھا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر سرکاری ہسپتال میں آنے والی میٹرنٹی کیسز والی خواتین کو اپنے پرائیویٹ کلینک پر داخل ہونے کا مشورہ دیتی ہے اور جو ان کے پرائیویٹ کلینک پر داخل نہ ہو اس کا آپریشن ایک ماہ تک نہیں کرتی؟

(و) کیا حکومت اس صورتحال کی اصلاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم مارچ 2003 سے آج 26-6-2004 تک ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم میں میٹرنٹی وارڈ میں 935 مریض داخل ہوئے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران 294۔آپریشن کئے گئے۔

(ج) یکم مارچ 2003 سے قبل دو سال کے عرصہ کے دوران 7714 خواتین مریض داخل ہوئی

تھیں۔ یکم مارچ 2003 سے 20-6-2004 (ایک سال دو ماہ بیس دن) کے دوران 5273 خواتین مریض علاج کے لئے داخل ہوئیں۔ یہ غلط ہے کہ مریضوں میں کمی ہوئی ہے، 730 دن میں 7714 مریض داخل ہوئے تھے، 445 دنوں میں 5273 مریض داخل ہوئے۔ پہلے 730 دنوں میں 10.57 (per day) اوسط یومیہ تھی بعد میں 11.85 (445 دنوں میں) اوسط یومیہ اضافہ ہوا۔ مریضوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے۔

(د) میڈیکل سپر نٹنڈنٹ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم کی رپورٹ مراسلہ نمبر 3656/MSJ مورخہ 29-4-2004 کے مطابق اس کا کوئی ذاتی پرائیویٹ کلینک نہ ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا جز (د) کے مطابق جو میڈیکل سپر نٹنڈنٹ نے مورخہ 9-6-2004 مراسلہ بھیجا ہے اس کے مطابق درست نہیں ہے۔

(و) حکومت تو ہر وقت ہر معاملہ کی ارادہ کی بجائے عملی طور پر اصلاح کرتی ہے۔اس سلسلہ میں نہ تو ضلعی گورنمنٹ اور نہ ہی پبلک میں سے یا کسی مریض نے حکومت کو شکایت کی ہے۔ اگر کسی ڈاکٹر کے متعلق کسی قسم کی بھی شکایت حکومت کو موصول ہو تو حکومت فوراً اس کی اصلاح کرتی ہے اور ڈاکٹر کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔اس کی کوئی وجوہات نہیں کہ جس کی حکومت اصلاح نہ کر سکے۔

(اذان مغرب)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 469 حاجی محمد اعجاز کا ہے۔

ہربنس پورہ لاہور میں نوجوان کی بوری بند لاش سے متعلقہ حکومتی کارروائی کی تفصیل

469: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16۔نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق نواب

پورہ(ہربنس پورہ)لاہور کے علاقہ میں 22 سالہ نوجوان کی بوری بند لاش ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرحوم کو پھندہ دے کر قتل کیا گیا تھا؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں کوئی ملزم نامزد کیا گیا ہے اگر ہاں تو ملزم کے نام وپتا کی تفصیل فراہم کی جائے نیز اس مقدمہ کی ایف۔آئی۔آر کی نقل فراہم کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ برکت ٹاؤن گلی نمبر 5 سے ایک بوری بند لاش برآمد ہوئی جس کی شناخت ہونے پر مقتول کا نام محمد نعیم عرف گوشی ولد سعدی احمد سکنہ زاہد چوک فیصل آباد معلوم ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقتول کو گلے میں پھندہ دے کر قتل کیا گیا ہے۔

(ج) اس واقعہ کے متعلق مقتول کے بھائی محمد وسیم کی درخواست پر مقدمہ نمبر 681 مورخہ 2005/11/15 بجرم 302/34 ت پ تھانہ ہربنس پورہ لاہور درج رجسٹر ہو کر تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش مدعی نے دو کس ملزمان محمد اختر اور محمد افضل کو نامزد کیا ہے جبکہ ایک شخص نامعلوم ہے۔ ملزمان کی ولدیت سکونت معلوم نہ ہے جن کے ایڈریس معلوم کرنے کے لئے تحرک کیا جا رہا ہے۔ نقل ایف آئی آر لف ہے۔ جو میں ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک تو مجھے نقل دے دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ملزمان نامزد کئے ہیں ان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا، ان کو گرفتار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ مقتول کے بھائی جس نے ایف۔آئی۔آر درج کروائی ہے نے پولیس کو صرف یہ clue دیا تھا کہ دو اشخاص جن کا تعلق لاہور سے ہے اور ان کے نام یہ ہیں جبکہ وہ ان کو جانتا بھی نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہ دو نام ہیں جنہوں نے میرے بھائی کو ٹیلی فون کر کے لاہور بلایا۔ اس سلسلہ میں ہمیں کچھ ٹیلی فون نمبروں سے بھی معلومات ملیں۔ ہمیں دو موبائل نمبر ملے جو کہ میں معزز رکن کو بتا دوں گا، میں نہیں چاہتا کہ وہ پریس میں آ جائیں کیونکہ ابھی پولیس کی تفتیش ابتدائی مراحل میں ہے۔ یہ دو موبائل نمبر جو ہمیں ملے ہیں جن پر آخری بار متوفی کو ٹیلی فون کیا گیا تھا وہ دونوں ان ملزمان کے نہیں ہیں۔ ہم متعلقہ محکمہ سے رابطہ کر کے

کوشش کر رہے ہیں، ان دو ٹیلی فون نمبروں سے جو ٹیلی فون کالیں ہوئی ہیں ان کی بھی تفصیل مل جائے اور پھر جہاں جہاں کالیں کی گئی ہیں وہ نمبر بھی ہمیں مل جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو دن میں یہ ساری معلومات حاصل کر لی جائیں گی۔ یہ ایک blind murder ہے، کسی کے خلاف کوئی ایف۔آئی۔آر نہیں ہے۔ متوفی فیصل آباد کا تھا اور لاہور میں اس کا قتل ہوا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو جلد از جلد trace کر لیا جائے۔

حاجی محمد اعجاز: وزیر قانون صاحب یقین دہانی کرا رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 472 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

گوجرانوالہ میں خاتون کے اغواء و قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

472: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق اسد کالونی گوجرانوالہ کے رہائشی محمد ابراہیم مغل کی بیوی رشیدہ بی بی گھر سے شاپنگ کے لئے بازار گئی جس کی بوری بند لاش دوسرے روز سیم نالہ تھانہ سبزی منڈی گوجرانوالہ کی حدود سے ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو انتہائی سفاکی سے قتل کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل گوجرانوالہ میں اغواء برائے تاوان اور قتل کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں اور آئے روز ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس کے ذمہ دار افراد کو گرفتار نہ کرنے پر متعلقہ پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ متوفیہ مسماۃ رشیدہ بی بی کی لاش نالے کے کنارے سے برآمد ہوئی ہے۔ مورخہ 2005/11/14 کو مدعی محمد ابراہیم کی درخواست پر مقدمہ نمبر 871 جرم 302 ت پ تھانہ سبزی منڈی گوجرانوالہ برخلاف نامعلوم اشخاص درج ہوا۔ تفتیش

جاری ہے ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

(ب) مطابق بیان مدعی مقتولہ کو بذریعہ تیز دھار آلہ قتل کرنا تحریر کرایا گیا ہے جبکہ پوسٹ مارٹم رپورٹ ڈاکٹر صاحب تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بمطابق ریکارڈ ضلع گوجرانوالہ میں آج تک 2005 میں اغواء برائے تاوان کے چھ مقدمات رجسٹر ہوئے جس کے مقابلے میں پچھلے سال 2004 میں 9 مقدمات درج ہوئے تھے۔ اس سال درج ہونے والے چھ مقدمات میں سے ایک چالان عدم پتا، دو خارج اور دو تاحال زیر تفتیش ہیں جبکہ تمام مقدمات میں مغوی برآمد ہو چکے ہیں۔ اسی طرح 2005 میں آج تک 276 مقدمات قتل درج ہوئے ہیں جبکہ گزشتہ سال 280 مقدمات درج ہوئے تھے۔

(د) مدعی مقدمہ نے کسی پر شک ظاہر نہیں کیا۔ تلاش ملزمان جاری ہے۔ مدعی پولیس کی اب تک کی جانے والی کارروائی سے مطمئن ہے لہذا کسی قسم کی غفلت کا سوال پیدا نہیں ہوتا اگر کسی موقع پر پولیس کی غفلت سامنے آئی تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زاہد پرویز صاحب!

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر نامعلوم ملزمان کے خلاف بھی مقدمات درج ہوئے ہیں تو پولیس نے انہیں trace کیا ہے کہ کونسے نامعلوم ملزمان تھے جنہوں نے ایک عورت کو بے دردی سے قتل کر دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سے مطمئن ہیں کہ تفتیش صحیح سمت جا رہی ہے؟

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! تفتیش تو ہوئی نہیں ہے وہ صحیح سمت میں کیا جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب! پرچہ درج کروایا گیا یا جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے؟

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! کوئی ملزم پکڑا گیا ہے یا کوئی نامزد ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ پولیس کی تفتیش سے وہ مطمئن ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انہوں نے کوئی ملزم نامزد کیا بھی نہیں اور کوئی ابھی تک گرفتار بھی نہیں ہوا۔ اس میں کوئی ملزم نامزد نہیں کیا گیا تھا۔

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں ایک Call Attention Notice

تھانہ باغبان پورہ ضلع گوجرانوالہ سے متعلق دیا تھا کہ احسن نامی صنعتکار شام سات بجے اپنا کارخانہ بند کر کے اپنے گھر جارہا تھا کہ راستے میں اس کو تین ڈاکوؤں نے روکا تو مزاحمت پر اسے گولی ماری گئی جس سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا جبکہ اس کے ایک ساتھی کو گولی ٹانگ میں لگی اور جب وہ سول ہسپتال داخل کروایا تو ڈاکٹروں نے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ dispose of ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس واقعہ کو لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں mention کر رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ان کے ضمنی سوال کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! پولیس کی کارکردگی بتا رہا ہوں اور ساتھ ہی ڈاکٹروں کی بھی بتا رہا ہوں کہ ڈاکٹر نے اس زخمی کا علاج نہیں کیا بلکہ اس کو لاہور refer کر دیا حالانکہ گوجرانوالہ میں بھی اتنے ڈاکٹر ہیں جو ٹانگ میں گولی لگ جانے سے اس کا علاج کر سکتے تھے۔ یہ ڈاکٹر لاپرواہی برتتے ہیں اور ذرا بھی کوئی serious مریض ہو تو وہ فوری طور پر اسے لاہور refer کرتے ہیں اور وہاں علاج نہیں کرتے اور آج بھی میرا ایک سوال صحت کے بارے میں تھا جس میں کافی باتیں پوچھی ہوئی تھیں اور گوجرانوالہ میں ٹراما سنٹر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہیلتھ کو چھوڑیں اس پر آئیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! پولیس کی کارکردگی بہتر ہونی چاہئے اور اغواء برائے تاوان کے مقدمے درج ہوئے ہیں اور جو راجہ صاحب نے بتایا کہ پولیس نے دو تین trace out کئے ہیں لیکن کئی ایک ایسے قتل ہیں جو بالکل untraced ہیں جو کہ میرے علم میں بھی ہیں اس لئے مزید کارکردگی بہتر بنانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں بہتر کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نماز کے لئے اذان ہو چکی ہے اور چونکہ نماز مغرب کا وقت کم ہوتا ہے اس لئے نماز کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! صبح بھی میں نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے وقت نہیں دیا گیا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ہمارے جو سوالات ہوتے ہیں، تقریباً پونے دو سال بعد میرا وقفہ سوالات میں سوال آیا تھا لیکن پھر وہی حسب معمول میرا سوال پیش نہ ہو سکا۔ ایک تو آج وزیر صحت بھی نہیں تھے اگر وزیر صحت صاحب تشریف نہیں لا سکے ان کو کوئی مجبوری تھی تو آج کے سوالات کسی اور دن کے لئے pending کر دیتے۔ دوسرا میں یہ بھی گزارش کروں گی کہ دو سوالوں پر تقریباً ایک گھنٹہ ضائع ہوا۔ ہم بڑی محنت سے یہ سوالات تیار کرتے ہیں جو اپنے علاقے کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ سوالات اپنے علاقے کی ضروریات کے تحت دیئے جاتے ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے آدھے سوالات dispose of ہو گئے اور آئندہ پتا نہیں وہ سوالات دو سالوں میں کب آئیں گے؟ میں نے 2004-2-28 کو سوال دیئے تھے اور آج اس کا House میں جواب آیا تھا لیکن آج چونکہ جوابات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے میری تحاریک التوائے کار ہیں لیکن ان کا بھی تین دن سے میں انتظار کر رہی ہوں کہ ان کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ سید محمد رفیع الدین بخاری!

محکمہ کوآپریٹوز کے جوائنٹ رجسٹرار (ایڈمن) ڈاکٹر پرویز عباس اور چیف آڈیٹر کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 2۔ نومبر 2005 کو ایک عوامی مفاد سے متعلق مسئلہ کے سلسلہ میں محکمہ کوآپریٹوز کے جوائنٹ رجسٹرار (ایڈمن) ڈاکٹر پرویز عباس اور چیف آڈیٹر سلیم پیرزادہ کے پاس ان کے دفتر میں گیا۔ میں نے ڈاکٹر پرویز عباس کو اپنا مسئلہ بتایا اور ان کو کہا کہ اس سلسلے میں چیف منسٹر ڈائریکٹو بھی آیا ہوا ہے۔ میرا کام کرنے کی بجائے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس روزانہ ہزاروں کی تعداد میں C.M کے ڈائریکٹو اور ایم۔پی۔ایز کام کروانے کے لئے آتے ہیں۔ ہم کسی کے کام کرنے کے پابند نہیں ہیں بلکہ یہاں ہماری مرضی سے اور ہمارے حکم سے کام ہوتے ہیں۔ C.M کو اس سلسلے میں کوئی اختیارات نہ ہیں۔ آپ ایم۔پی۔ایز صاحبان بلاوجہ منہ اٹھا کر ہماری طرف آجاتے ہیں۔ آپ کو دفتر میں آنے کے آداب نہ ہیں اس کے علاوہ بھی انہوں نے میرے خلاف نازیبا الفاظ بولے۔ انہوں نے اس طرح نہ صرف میرا بلکہ چیف منسٹر پنجاب کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کر کے ان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے اس کا جواب تو آگیا ہے مگر ان کا version یہ ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحب نے اپنا تعارف نہیں کروایا تھا اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ایم۔پی۔اے ہیں۔ بہر حال اگر آپ اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن in case اگر وہ ایم۔پی۔اے نہیں ہیں انسان تو ہیں۔ That is why I send or refer it to the Privilege Committee. اگلی تحریک استحقاق بابو نفیس احمد انصاری!

خاتون ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

بابو نفیس احمد انصاری: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے وزیر قانون نے اس کا جواب دینا تھا۔ وزیر قانون سے میں گزارش کروں گا کہ اسے بھی oppose نہ کریں کیونکہ میں نے بالکل سچ بولا ہے، کوئی غلط بیانی نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک استحقاق بھی استحقاق کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 593/5 ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 597/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of تحریک التوائے کار نمبر 664/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 666/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 667/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 668/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 669/05۔

معزز رکن: تشریف لے آئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ Please go ahead

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! میں ویسے ادھر ہی تھی اور آ رہی تھی، سیڑھیوں میں تھی اگر possible ہو تو جو dispose of ہو چکی ہیں ان کو بھی take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تین تین دفعہ آپ کا نام لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہم بھی تو آ کر بیٹھے ہیں، یہ بھی تشریف لے آتیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: محترمہ تھوڑا صبر کا مظاہرہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 669/05 اور یہ بہت اہم ہے۔

تھانہ صدر سیالکوٹ کی پولیس کا اجتماعی زیادتی کے نامزد ملزمان کو گرفتار نہ کرنا

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ تفتیشی افسر نے زیادتی کا شکار خاتون کو تھانہ میں برہنہ کر دیا۔ ایک گھنٹے تک قہقہے اور صلح کے لئے دباؤ ڈالتا رہا۔ تفصیل یوں ہے کہ تھانہ صدر سیالکوٹ کے علاقہ چنوں موم میں بااثر زمیندار نے اپنے ایک ساتھی کی مدد سے بشریٰ بی بی کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا اور شور مچانے پر ملزمان موقع سے دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کرنے کے باوجود ملزمان کو جان بوجھ کر آزاد چھوڑا ہوا ہے جبکہ زیادتی کا شکار بننے والی خاتون پر صلح کے لئے شدید دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور صلح نہ کرنے پر جھوٹے مقدمات میں ملوث کرنے کی دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ حدود کے متذکرہ مقدمہ میں نامزد ملزمان کو گرفتار نہ کر کے مقامی پولیس فرائض میں غفلت کی مرتکب ہوئی ہے اور اس واقعہ سے صوبہ کے عوام میں خوف و ہراس پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے ایک اخباری خبر کی بنیاد پر یہ تحریک التوائے کار پیش کی اور اس پر جب ہم نے متعلقہ محکمے سے جواب مانگا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جواب کو اس ایوان میں پڑھنا نہیں چاہتا اس لئے کہ جواب کی language کچھ اس قسم کی لکھی گئی تھی کہ جن باتوں کا محترمہ نے ذکر بھی نہیں کیا وہ بھی جواب میں لکھ دی گئی تھیں اور میں اس بات کو confess کرتا ہوں کہ یہ سارا واقعہ متعلقہ پولیس آفیسر جو اس تھانے کا انچارج ہے۔ اس کی نااہلی کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اس میں ہم already instruction دے چکے ہیں کہ ڈی۔پی۔او بذات خود اس

سارے معاملے کی انکوائری کریں گے۔15تاریخ کو بھی انہوں نے فریقین کو بلایا ہوا تھا لیکن اس میں سے کچھ لوگ 15 تاریخ کو نہیں آئے تھے۔دوبارہ انہوں نے ان کی hearing کے لئے وقت رکھا ہوا ہے۔اس سارے معاملے کی ہم گورنمنٹ کی طرف سے بھی انکوائری کروا رہے ہیں۔میں محترمہ سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے کافی حد تک وہ درست ہیں۔میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور گورنمنٹ نے اس کا نوٹس already لے لیا ہے۔تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے نوٹس میں ایک بات لائی جائے تاکہ گورنمنٹ اس پر کوئی action لے سکے تو میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں باقاعدہ کارروائی کی جائے گی اور جو بھی کارروائی کی جائے گی اس سے محترمہ کو آگاہ بھی کیا جائے گا۔اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گی کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے میں یہ assurance دیتا ہوں کہ جو بھی اس واقعہ کے ذمہ دار لوگ اس انکوائری میں پائے گئے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!اچھی بات ہے، راجہ صاحب نے اس پر یقین دہانی کروائی لیکن اس میں ایک دو باتیں اور بھی ہیں ایک تو جو ایس۔ایچ۔او مذکورہ تھے ان کے خلاف ابھی تک کیا ایکشن لیا گیا یا پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اس پر کیا کارروائی کی؟ایک تو یہ بڑی اہم بات ہے دوسری ایک اور بات جو میں ابھی پوچھ لیتی ہوں تاکہ وزیر موصوف کو جواب دینے میں آسانی ہو۔میری جو باقی تحاریک التوائے کار ہیں ان میں بھی یہی تھا کہ حکومت کی توجہ مختلف issues کی طرف دلائی جائے۔ان میں سے جو تین تحاریک ہیں وہ بھی اسی طرح کی خواتین ہیں جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں اور وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے کسی نہ کسی طرح ہتھے چڑھ گئیں اور ان کو وہ سارے consequences face کرنے پڑے۔تحریک نمبر 666 میں بھی یہی تھا کہ ایک بیچاری خاتون حلیمہ بی بی کو ڈلیوری کیس کا بہانہ بنا کر اسے لے جایا گیا اور راستے میں اس کو اغواء کر لیا گیا اور اس کا بچہ بھی ساتھ تھا۔پولیس نے اس کا بھی پرچہ درج نہیں کیا اور ان کے رشتہ داروں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ صلح کر لیں اور ان پر ایف۔آئی۔آر نہ کٹوائیں۔اسی طرح سے ایک اور Adjournment Motion میں نے جمع کروائی ہے۔اس میں بھی پنڈی کی ایک 13 سالہ بچی کے ساتھ بھی ایسی ہی زیادتی کی گئی اور اس ایریا کے بااثر سیاسی لوگ پولیس پر دباؤ ڈال کر مقدمہ درج نہیں ہونے دے رہے ہیں اور اس میں جو لڑکے arrest ہو چکے ہیں

انہیں وہاں VIP treatment دیا جا رہا ہے اور ان کی پشت پناہی کی جا رہی ہے۔ یہ بڑے افسوسناک اور دکھ بھرے واقعات ہیں کہ ہماری چھوٹی بچیاں جو گھروں سے سکول کے لئے جاتی ہیں ان کا پیچھا کیا جائے، انہیں اغوا کیا جائے یا ریپ کیا جائے یہ ایک بہت دکھ کی بات ہے تو میں اس کے لئے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو اتنے زیادہ تعداد میں واقعات ہو رہے ہیں اور اچھی بات ہے کہ ہم اسمبلی میں ان کی نشاندہی کر پاتے ہیں تو ان کے لئے کیا ایسے اقدامات کئے گئے ہیں یا ایسے وہ کونسے فوری actions لئے گئے ہیں جن کی وجہ سے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہی تھوڑا سا خوف پیدا ہو کہ اگر ہم نے ایسے cases میں کوئی کوتاہی برتی تو حکومت سخت action لے گی کیونکہ بیٹیاں اور مائیں بہنیں سب کی سانجھیاں ہوتی ہیں تو اس طرح کے لئے جانے والے actions کی کوئی مثالیں موجود ہیں جن کے پیش نظر دیکھا جائے کہ اب آئندہ کیا ہو گا؟ باقی قوانین تو بہت زیادہ بنائے جا چکے ہیں لیکن ان قوانین کی implementation کس حد تک ہے، عدالتی کارروائی تو بعد کی چیزیں ہیں جس میں بے چاری خواتین انصاف حاصل کرنے کے لئے الجھ جاتی ہیں لیکن جہاں تک پولیس ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے جو کہ direct گورنمنٹ کے زیر اثر ہے اس پر آج تک کیا ہوا ہے اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب ذرا فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جن Adjournment Motions کو محترمہ نے refer کیا ہے اور وہ ابھی پیش نہیں ہوئیں اور اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ Adjournment Motion پیش کرنے کا basic concept یہی ہے کہ گورنمنٹ کی attention اس پر مبذول کروائی جائے اور گورنمنٹ کوئی نہ کوئی ایکشن لے لے اور محترمہ نے خود دیکھا ہے کہ ابھی انہوں نے جو ایک Adjournment Motion دی تھی اس پر پولیس کی طرف سے جو جواب آیا اس جواب کو تسلی بخش نہ سمجھتے ہوئے ہم نے اس پر کارروائی کی اور انکوائری کے لئے کہا اور میں نے انہیں یقین دلایا کہ انکوائری کے نتیجے میں جو بھی findings ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ان پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسی طرح انہوں نے راولپنڈی کی ایک بچی سے زیادتی کے واقعہ سے متعلق بات کی تو میں ابھی دیکھ رہا تھا کہ اس میں بھی already کارروائی ہو چکی ہے، چالان عدالت میں submit ہو چکا ہے، ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ ایک دفعہ جو معاملہ اس معزز ایوان میں اٹھایا جاتا ہے تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ

کارروائی بھی ہوتی ہے اور میڈم نے جتنے معاملات point out کئے ہیں ان میں سے کسی میں انکوائری ہو رہی ہے، کسی میں گورنمنٹ ایکشن لے چکی ہے اور آپ کے حکم سے جو جو معاملات dispose of ہوئے ہیں میں تحریری طور پر میڈم کو جواب دے دوں گا اگر یہ محسوس کرتی ہیں کہ کہیں پر ان کی تسلی کے مطابق یا فریقین کی تسلی کے مطابق کارروائی نہیں ہوئی تو گورنمنٹ مزید ایکشن لینے کے لئے تیار ہے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے خود یہاں پر کہا ہے کہ یہ متعلقہ ایس۔ایچ۔او کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ What action has been taken against that S.H.O?

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں اس کی مزید انکوائری کر رہے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی fault ہے تو It will be carrying care of.

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ہمیشہ کی طرح اپنے صوبے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بھی بات کرتی ہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ملک میں جو سسٹم بنائے جاتے ہیں وہ اس کو مضبوط بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں، اس کے استحکام کے لئے وہ قوانین بنائے جاتے ہیں۔ میں صرف دو باتیں کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ملک نظریاتی ملک ہے اس کے ساتھ مذاق نہ کیا جائے ورنہ اللہ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔ اس سے پہلے بھی دنیا نے سونامی کو دیکھ لیا اور زلزلے کو بھی دیکھ لیا۔ میں آپ سے یہ کہتی ہوں کہ یہاں پر دوغلی پالیسی نہ بنائی جائے اس لئے کہ سب سے پہلے تو آپ اپنے رب کو جوابدہ ہیں۔ وہ آپ کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش سے آگاہ ہے۔ آپ غلط طریقے سے جتنے چکر چلائیں گے اتنے ہی گرفت میں آتے جائیں گے اور اس دلدل میں اتنے ہی دھنستے چلے جائیں گے۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جن کے پاس جو فرائض منصبی ہوتے ہیں اسے دیانتداری سے نبھانا لازمی ہے اس لئے کہ وہ اپنے رب کے بعد اپنے اس معاشرے کو بھی جوابدہ ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت تو ہے ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ حق سچ ثابت ہو گا۔ میں اپنے رب کے علاوہ دنیا کی کسی اور طاقت سے نہیں ڈرتی۔ نعرہ تکبیر۔ (اللہ اکبر) میرے بھائیو اور بہنو! جب اللہ کا نام ہو اس میں آپ کو تکلیف

نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا رب خالق، مالک اور رازق ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ راجہ! تحریک نمبر 670۔

فیروزپور روڈ (لاہور) کی گرین بیلٹ پر پٹرول پمپ کی غیر قانونی تنصیب

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں فیروزپور روڈ پر قذافی سٹیڈیم سے ملحقہ کروڑوں روپے کی اراضی جو گرین بیلٹ پر واقعہ ہے۔ سرکاری اداروں کی ملی بھگت سے شہر کے انتہائی بااثر اور سیاسی اثر و رسوخ کے حامل افراد نے ایک پٹرول پمپ نصب کر دیا ہے جبکہ rules، پالیسی اور حکومتی ہدایات کے مطابق شہر کی کسی گرین بیلٹ پر پٹرول پمپ نصب نہیں کیا جا سکتا مگر حیران کن امر یہ ہے کہ قواعد و ضوابط کی صریحاً خلاف ورزی پر حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا ہے۔ متذکرہ خبر کی تمام قومی اخبارات میں اشاعت کی وجہ سے صوبہ کے عوام میں غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار کے سلسلے میں میری معروضات یہ ہیں۔ کینال بنک سروس سٹیشن گلبرگ نمبر II نزد ایف۔ سی کالج روڈ کی توسیع کے لئے گرا دیا گیا ہے۔ سید فیاض احمد پروپرائٹر نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک درخواست گزاری کہ میرا 44 سالہ روزگار چھین لیا گیا ہے لہذا وعدہ کے مطابق مجھے متبادل جگہ برائے پٹرول پمپ عطا کی جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور سے رپورٹ طلب کی جنہوں نے ایک سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جس میں مندرجہ ذیل دو جگہوں کا انتخاب کیا۔

(1) رقبہ تعداد دو کنال خسرہ نمبر 5008 واقعہ فیروزپور روڈ نزد قذافی سٹیڈیم لاہور

(2) رقبہ تعدادی دو کنال خسرہ نمبر 3248 ملحقہ موضع اچھرہ لاہور۔

ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور نے یہ سفارش کی کہ یہ جگہ بورڈ آف ریونیو کی منظوری کے مطابق درخواست گزار کو فروخت کر دی جائے تاہم بورڈ آف ریونیو نے یہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکم دیا کہ جگہ (1) درخواست گزار کو بازاری قیمت پر گورنمنٹ

پالیسی کے مطابق بیچ دی جائے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے اس کی قیمت بمطابق پالیسی ضلعی تشخیصی کمیٹی سے تشخیص کروا کر قانون کے مطابق منظوری دے دی ہے۔ درخواست گزار اس جگہ پر پٹرول پمپ بنا رہا ہے۔ میں اس میں مزید یہ عرض کروں گا کہ 2003 میں مفاد عامہ کے سلسلے میں اس سڑک پر ایک underpass بنایا گیا تھا اس سلسلے میں محکمہ سی۔ اینڈ۔ ڈبلیو نے 44 سال سے وہاں پر چلنے والے پٹرول پمپ کے مالک سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو متبادل جگہ دیں گے لہذا آپ یہ جگہ ہمیں دے دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے وہ جگہ ان سے بغیر کسی معاوضہ سے حاصل کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر under pass تعمیر کیا گیا۔ اس کے بدلہ میں گورنمنٹ آف پنجاب نے انہیں یہ جگہ دی ہے جس جگہ پر یہ زمین دی گئی ہے اس کی بازاری قیمت 6 لاکھ روپیہ مرلہ ہے لیکن بورڈ آف ریونیو نے تقریباً 7 لاکھ 15 ہزار فی مرلہ کے حساب سے اس زمین کی تشخیص کی ہے جس کے مطابق یہ ٹوٹل رقم تقریباً 2 کروڑ 86 لاکھ روپے بنتی ہے جو اس پٹرول پمپ کے مالک سے وصول کی جائے گی اور گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرائی جائے گی۔

جناب **محمد آجاسم شریف**: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آجاسم شریف صاحب!

جناب **محمد آجاسم شریف**: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جگہ کا میں فی مرلہ پندرہ لاکھ روپے دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ فی مرلہ پندرہ لاکھ روپے کے حساب سے ہمیں بھی فروخت کرنا شروع کر دیں۔ اس کی جتنی جگہ بنتی تھی اس سے زیادہ یعنی اسے ڈبل اسے جگہ دے دی گئی اور سات لاکھ روپے فی مرلہ میں دے دی۔ وہ جگہ تو پچیس لاکھ روپے میں بھی سستی ہے کیونکہ وہ جگہ مین کے اوپر ہے۔ میں کسی سے بھی انھیں پندرہ لاکھ روپیہ فی مرلہ دلوا کر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے سات لاکھ کی دی ہے تو ہم ڈبل سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ میں اسمبلی کے floor پر بات کر رہا ہوں کہ اگر یہ مجھے دو کنال جگہ سات کی بجائے پندرہ لاکھ روپے میں دیتے ہیں تو ہم لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! یہ مال کو کس طریقے سے اڑایا جا رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سات لاکھ روپیہ یعنی سونے کو چاندی کے بھاؤ فروخت کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کا اصول ہے؟ جناب اس کا جواب دیں۔ میں ابھی floor پر کہہ رہا ہوں کہ میں اس کا پندرہ لاکھ روپیہ فی مرلہ دینے کے لئے تیار ہوں، سولہ لاکھ روپے تک بھی تیار ہوں آپ دے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پچھلے دور حکومت میں ایک پٹرول پمپ وحدت روڈ پر Shell والوں نے لگایا تھا۔اس وقت حکومت کی یہ پالیسی بن گئی تھی کہ کوئی گرین بیلٹ نہیں دی جائے گی۔وہ بنا بنایا پٹرول پمپ گورنمنٹ نے بند کروا دیا تھا اور اکھڑوا دیا تھا اور اس کو ختم کر دیا تھا۔یہ ہر وقت سابقہ گورنمنٹ کی بات کرتے ہیں۔میں on the floor of the House بتا رہا ہوں کہ وحدت روڈ پر بھیکھے وال موڑ کے پاس Shell کا پٹرول پمپ جس پر کروڑوں روپے لگا کر اس کی بلڈنگ بنی اور پمپ شروع ہو چکا تھا لیکن اس کے خلاف جب آواز بلند کی گئی تو وہ پٹرول پمپ بند کروا دیا گیا۔لاہور کے اندر جو چند گرین بیلٹس باقی ہیں خدا کے لئے ان کے سودے نہ کرنا شروع کر دیں اور شہریان لاہور کو جو نعمت میسر ہے، pollution پہلے ہی بہت بڑھ رہی ہے۔میرے فاضل Pollution Minister بھی یہاں موجود ہیں۔میرا خیال ہے کہ وہ بھی ہماری اس بات کی پوری تائید کریں گے کہ گرین بیلٹس کسی صورت الاٹ نہیں کرنی چاہئیں۔آپ نے ان کو اگر جگہ دینی ہے تو گورنمنٹ کے پاس بے شمار جگہیں موجود ہیں کسی اور جگہ پر دے دیں۔میری ان سے یہ درخواست ہے کہ یہ جگہ دینا بڑی زیادتی ہے، یہ جگہ الاٹ نہ کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جیسے آجاسم شریف نے کہا ہے۔یہاں پر میں نے ایک ڈیڑھ سال پہلے ایک تحریک التوائے کار دی تھی کہ sale by private treaty پر انھوں نے فیصل آباد کی اہم ترین جگہ پانچ لاکھ روپے فی مرلہ میں دے دی تھی۔انھوں نے اس پر ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی، ہم ان کے پاس گئے ان کا بڑا مثبت ردعمل تھا۔انھوں نے کہا کہ یہ غلط ہوئی ہے۔ہم نے ان کو کہا کہ اگر اسی زمین کو نیلام کریں تو آپ کو زیادہ پیسے مل سکتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ آپ اس پر bonafide show کریں اور اس پر application دیں۔میں نے اپنے نام پر کہا کہ I am prepared to give the double price کہ جتنی بھی آپ نے جگہ دی ہے۔چار ماہ کے بعد ان کے محکمے کا جواب آیا کہ It is sure you are bonafide آپ ہمیں 50 فیصد جگہ دے دیں۔میں نے یہاں on the floor of the House کہا تھا کہ آپ ایسا کریں کہ ہمیں آرڈر دے دیں۔ہم اگلے دن نو بجے اس کے پیسے جمع کروا دیتے ہیں۔ہمارا مقصد گورنمنٹ کی زمین کو خریدنا نہیں تھا۔اس پر اگر آپ ریونیو generate کر سکتے ہیں، assets بڑھا سکتے ہیں اس لئے اس کو اس طرح نہ دیں جیسے فاضل رکن نے کہا ہے کہ بندر بانٹ ہو رہی ہے، کوئی آرمی آفیسر لے رہا ہے، کوئی سول بیوروکریٹ لے رہا ہے اور بدنام سیاستدان ہو رہے ہیں کیونکہ through process وزیراعلیٰ

rules waive کرتے ہیں تو کل کو منسٹر کالونیز کو بھی یہ face کرنا پڑے گا۔ میری ان سے بڑی humble request ہے کہ آپ بجائے sale by private treaty دینے کے آپ نیلام عام کریں۔ اس کے بعد آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ اگر وزیر صاحب مناسب سمجھیں کہ میں نے جو ان کو bid دی تھی اگر یہ اس کو دینے کے لئے تیار ہیں تو ڈاکٹر اسد صاحب نے کہا تھا کہ یہ جس دن کہیں گے ہم چوبیس گھنٹے میں اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جو حالیہ تحریک التوائے کار ہے اس میں، میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس آدمی کا وہاں پر ایک پٹرول پمپ تھا، سروس سٹیشن تھا اور structure تھا جو اس نے آج سے 44 سال پہلے قائم کیا ہوا تھا۔ جس سے وہ آمدنی وصول کر رہا تھا۔ اس کے بدلے میں حکومت پنجاب نے اس کو ایک پائی بھی نہیں دی لہذا اس کو یہ ریلیف دینے کے لئے کہ ہم نے اس سے زمین بھی حاصل کی ہے اور اس کا structure بھی ضائع گیا ہے اور اس کو اس کا کوئی متبادل بھی فراہم نہیں کیا گیا۔ اس کے بدلے میں یہ زمین اس کو دی گئی ہے اور اس سے اس زمین کی قیمت وصول کی گئی ہے اور کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔ اس تحریک التوائے کار میں، میں یہ عرض کروں گا کہ جو بھی کام ہوا ہے وہ قانون، ضابطے اور طریق کار کے مطابق ہوا ہے۔

اس کے علاوہ میرے دوست رانا صاحب جو فرما رہے ہیں۔ ان کی یہ option ہمارے پاس آئی تھی۔ یہ اسمبلی کا floor ہے۔ اگر انھوں نے کوئی زمین خریدنی ہو تو قانون اور ضابطے کے مطابق تشریف لائیں ہم بھی کوشش کریں گے کہ قانون کے دائرے کے اندر رہ کر ان کی مدد کر سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے application مانگی تھی تو میں نے دے دی تھی۔ انھوں نے اس کا چار ماہ بعد جواب دیا۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ یہ مجھے دفتر بلا لیں۔ میں کل چلا جاتا ہوں، یہ مجھے مثبت جواب دیں کہ جو چیز انھوں نے پانچ لاکھ روپیہ فی مرلہ میں فروخت کی ہے میں اس کا دس لاکھ روپیہ فی مرلہ دے رہا ہوں۔ یہ میرے ساتھ یہاں پر وعدہ کریں میں نے وہاں آنا جانا تو نہیں ہے۔ یہ واضح طور پر statement دیں کہ ہم دینا چاہتے ہیں یا نہیں دینا چاہتے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ پٹرول پمپ کے حوالے سے اس کو compensate کیا گیا ہے مگر میں جو جگہ کہہ رہا ہوں without any reason

for a specific purpose دے دی گئی ہے اور وہ آدمی آگے تیرہ لاکھ روپے میں فروخت کر رہا ہے جو اس نے پانچ لاکھ میں لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مشہود صاحب!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس وقت جو بات compensation دینے کی ہوئی ہے۔ وہ جو پٹرول پمپ تھا وہ پہلے بھی گرین بیلٹ پر بنا ہوا تھا۔ آپ اگر اس کا محل وقوع دیکھیں تو وہ مکمل گرین بیلٹ ہے۔ وہاں پہلے بھی ایک پٹرول پمپ تھا اور باقی ساری گرین بیلٹ تھی۔ اب جہاں پر یہ compensate کرنے کی بات کر رہے ہیں تو حکومت پنجاب کو ہم on the floor of the House کہہ رہے ہیں یعنی حکومت پنجاب کو انھوں نے جو price offer کی ہے اس سے double price ہم offer کر رہے ہیں۔ آپ پرسوں کا ٹائم رکھیں ہم ان کو ادائیگی کرتے ہیں۔ یہ کاغذات لے کر آئیں۔

جناب والا! لاہور میں شروع ہو گیا اور یہ افسوسناک بات ہے کہ لاہور کی پراپرٹی کی اس وقت بندر بانٹ ہو رہی ہے۔ لاہور کے کمرشل علاقے ہیں اور جو رہائشی علاقے ہیں ان کے اندر اس طرح پٹرول پمپوں کی بھرمار ہو چکی ہے۔ وہاں نہ صرف آلودگی کی بات ہے بلکہ وہاں security and safety hazards بھی پیدا ہو گیا ہے یعنی رہائشی گھر ہیں، ساتھ کمرشل پلازے ہیں، پیسے لے کر ان کے ساتھ پٹرول پمپوں کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کل کو خدانخواستہ وہاں پر کوئی حادثہ ہو گیا تو اس کی ذمہ داری بھی کوئی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ یہاں پر جو پالیسی بنائی گئی ہے میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ ان صاحب کو جن کو اب یہ accommodate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں پر on the floor of the House منسٹر صاحب کو کہہ رہے ہیں کہ ساڑھے سات لاکھ روپے اگر وہ دے رہا ہے تو پندرہ لاکھ روپیہ ہم دینے کو تیار ہیں۔ اس پر وہ ہمیں جواب دیں۔ ہم یہ ساری بات House کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ اس اصل پٹرول پمپ کے کیا rates تھے جس کو compensate نہیں کیا گیا، جس کا already ایک پمپ ایف سی کالج کے پاس تھا اس کی value کیا تھی؟ پہلے اس کو طے کریں پھر باقی باتیں ہوں گی۔

وزیر کالونیز: وہ جگہ بھی گرین بیلٹ پر تھی، valuable جگہ تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی value کیا تھی؟

وزیر کالونیز: جہاں پر انڈر پاس تعمیر ہوا ہے وہاں پر وہ پٹرول پمپ بھی تھا، اس کے ساتھ ان کا سروس سٹیشن بھی تھا اور ان کا structure بھی تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ایک پائی بھی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ یہ alternate land کے طور پر ان کو دی گئی ہے اور ان سے قیمت بھی وصول کی گئی ہے۔ وہ جگہ بھی قیمتی تھی اور یہ جگہ بھی قیمتی ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! وہاں پر سروس سٹیشن نہیں تھا۔ ہم لاہور کے رہنے والے ہیں، منسٹر صاحب باہر سے آئے ہیں۔ وہاں کوئی بھی سروس سٹیشن نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس بات کا جواب دے دیں کہ اگر کل کو کوئی شخص کسی سڑک پر مکان بنالیتا ہے یا کسی سرکاری جگہ پر مکان بنالیتا ہے، ناجائز تجاوزات کرتا ہے۔ اس کو کسی وقت گرادیا جاتا ہے تو کیا حکومت اس کو بھی compensate کرے گی؟

جناب والا! اس کے علاوہ جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو default treaty لکھی گئی۔ اس میں لکھا گیا کہ جرمن ٹیکنالوجی برطانیہ اور اتحادی فوجوں کو ٹرانسفر کریں گے۔ اس treaty میں جب یہ بات آئی کہ جرمنی کے جنگلات کاٹ کر لکڑی اتحادی فوجوں کو معاوضے کے طور پر دی جائے گی تو جرمنیوں نے انکار کر دیا۔ environment ایسا مسئلہ ہے جو کہ ہم نے اپنی آنے والی نسل کو دینا ہے، اپنے بچوں کو دینا ہے۔ اس کو اگر اس لئے تباہ کر دیا جائے کہ ہم نے کسی کو compensate کرنا ہے تو ایک شخص کو compensate کرنے کے لئے آپ سینکڑوں ہزاروں کا حق مار رہے ہیں اس کی اجازت کسی صورت نہیں ملنی چاہئے۔ اس پر ہمیں جس حد تک resist کرنا پڑا تو ہم کریں گے کیونکہ گرین بیلٹ لاہور کے شہریوں کا اثاثہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں یہ بڑا واضح ہے یہاں رنگ روڈ بھی بن رہا ہے اور سارے معاملات چل رہے ہیں۔ اگر لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت اس شخص کی اپنی زمین ہے تو وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق لے سکتا ہے۔ جس جگہ سے اس کا پٹرول پمپ گرایا گیا ہے اگر تو وہ سرکاری جگہ پر تھا پھر تو اس کا حق نہیں بنتا لیکن اگر اس کی اپنی پراپرٹی تھی اور

وہ claim کرتا ہے کہ میری اپنی پراپرٹی تھی تو اس کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت acquire کر کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق payment کی جا سکتی تھی۔ بجائے اس کے کہ اس کے متبادل اسے ہیرے کی کوئی کان الاٹ کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ نیازی انٹر چینج بن رہا ہے، بند روڈ پورا گرایا گیا ہے اور ابھی کل ایک شور تھا کہ ہربنس پورہ کے قریب بھی رنگ روڈ بن رہا ہے اور لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ کیا وہاں جو مکانات آپ گرا رہے ہیں سب کو اسی طرح قیمتی گرین بیلٹ میں ہی جگہ دیں گے، یعنی یہ مہربانی اس ایک شخص پر کیوں ہے رنگ روڈ کے نتیجے میں جن کے گھر گر رہے ہیں، جن کی چھتیں گرائی جا رہی ہیں کیا ان کو بھی لاہور کی گرین بیلٹ اسی طرح compensate کرتے ہوئے متبادل جگہ کے طور پر دی جائیں گی؟ میرا بڑا واضح سوال ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! اصل درمیان میں ان کا جو سسٹم ہے وہ یہی ہے کہ چھ لاکھ روپیہ فی مرلہ ان کے محکمے نے ان سے رشوت کے طور پر لیا ہے کیونکہ وہ جگہ کم از کم بیس لاکھ سے سستی نہیں ہے۔ انہوں نے چھ لاکھ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے اپنا لیا ہے اور سات یا ساڑھے سات لاکھ روپیہ اس کی قیمت لگائی ہے۔ میں تو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ کہہ دیں کہ ہم آپ کو پندرہ لاکھ میں دینے کے لئے تیار ہیں تو ہم انہیں پرسوں ساری payment کر دیتے ہیں اگر اس کے ساتھ ہمیں دو کنال جگہ دے دیتے ہیں تو ہم انہیں پرسوں ساری payment کر دیں گے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہاں پر compensation کی ہو رہی ہے۔ اب لاہور میں جو ایل۔ڈی۔اے کے rules ہیں اس میں پہلے یہ تھا کہ ایل ڈی اے اگر کوئی جگہ acquire کرتا تھا تو اس کے بدلے وہ پلاٹس یا زمین دیا کرتا تھا۔ جب لاہور میں زمین کی value زیادہ ہو گئی تو پھر ایل۔ڈی۔اے نے اپنے rules کو تبدیل کیا اب وہ in lieu of that land, in cash compensation دیتا ہے۔ ایک طرف لاہور کے لئے ایل۔ڈی۔اے کے رولز بنے ہوئے ہیں جس میں بڑا clear ہے کہ جہاں پر زمین acquire کی جائے گی اس کے بدلے جو compensation

ہےthat will be in cash۔یہاں پر ایک ایسے پٹرول پمپ پر جو پہلے بھی لیگل نہیں تھا۔ جس طرح یہاں پر بات رنگ روڈ کی ہو رہی ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب جیل روڈ کی extensionہو رہی تھی تو وہاں پر بھی چالیس چالیس سال پرانے پٹرول پمپس تھے تو میاں محمد شہباز شریف کی حکومت میں ان پٹرول پمپس کو گرایا گیا تھا کیونکہ وہ سارے گرین بیلٹس پر تھے۔ اب ایک پٹرول پمپ جو گرین بیلٹ پر ہے اس کی compensationدی جا رہی ہے اور کس priceمیں دی جا رہی ہے۔ ہم تو اس Houseکے سامنے منسٹر صاحب کو یہی کہیں گے کہ آپ جو compensate ان کو کر رہے ہیں وہ in cashکریں اور جو ہم نے پندرہ لاکھ روپے کی یہاں پر offerکی ہے اس کو acceptکریں۔ ہم یہ Houseکے سامنے کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! یہ ماحولیات کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ ہمارے احساسات اور ذمہ داری بھی وہی ہے جس طرح آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ باقی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو لاہور کا ماسٹر پلان بنا تھا اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ Industrial areas اور کمرشل ایریاز residential areas آپس میں mixہو گئے۔ اس وقت ہم نے تمام لوکل گورنمنٹ کے افسران کو کہا ہے کہ فوری رابطہ کریں، ڈی۔ سی۔ اوز اور ناظمین کو کہیں کہ آپ rulesکی violationکیوں کر رہے ہیں، residential areasمیں کیوں سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے رہے ہیں؟ ہم نہیں دیں گے۔ انسانوں کو خوراک، انسانوں کو ہوا، انسانوں کو اچھا ماحول دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! Please address to the Chair and not to them.

وزیر تحفظ ماحولیات: یہ environmentکی federal strategyہے اس کے تحت ہم ذمہ دار ہیں کہ انسان، جانور، پرندے اور سب کی غذا، ہوا اور پانی کا تحفظ کریں۔ ہم قطعی اجازت نہیں دیں گے کہ شہروں میں residential areasکے اندر سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے دی جائے۔ دائیں، بائیں یا پیچھے گھر ہیں اور درمیان میں سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے دی گئی ہے، ہم سختی سے اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور ہم اسے اکھڑوا دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اس مگر مچھ کا نام بھی بتا دیں جس کو یہ الاٹ کیا گیا ہے، بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ خواہ مخواہ پانی میں مدھانی ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! سید فیاض احمد شاہ صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں اور ان کا گھر بھی لاہور میں ہی ہے، آپ کی برادری سے ان کا تعلق ہے، کسی اور خاندان سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ پٹرول پمپ وہاں پر 44 سال سے قائم ہے یہ اس کے مالک ہیں اور اس پر قابض تھے۔ ان کے پاس وہی income of source تھا۔ جب ان سے پراپرٹی حاصل کرنے کے لئے بات کی گئی تو وہ کورٹ میں بھی جا سکتے تھے، اس کا stay order لے سکتے تھے لیکن ہم نے اس confusion سے بچنے کے لئے ان سے یہ commitment کی کہ ہم آپ کو اس کے متبادل زمین دیں گے تاکہ آپ کا کاروبار چلتا رہے۔ گورنمنٹ نے اس پٹرول پمپ کے بدلے میں اس کو ایک پائی بھی معاوضہ نہیں دیا۔ پہلی حکومتیں بھی ایسا کرتی رہی ہیں جہاں پر زمین حاصل کی جاتی ہے اس کے متبادل زمین دی جاتی ہے، یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے جو بھی کیا ہے قانون، ضابطے اور اصول کے مطابق کیا ہے۔ غریب خاندان سے اس کے بچوں کے منہ سے کوئی نوالہ نہیں چھینا، اس سے روٹی نہیں چھینی بلکہ اس کو معاوضہ دیا ہے تاکہ ان کی آمدنی کا ذریعہ قائم و دائم رہے اور وہ لوگ سکون، آرام اور صبر سے اپنی روزی کما سکیں۔ باقی دوستوں نے رنگ روڈ سے متعلق کہا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کا یہ مقصد ہے کہ کسی غریب آدمی کی پراپرٹی ہتھیائی نہ جائے، کسی مل کے مالک سے مل کا قبضہ نہ لیا جائے۔ جس سے ایک انچ بھی زمین حاصل کریں گے اس کو ہم انشاء اللہ معاوضہ دیں گے بغیر معاوضے کے ایک انچ کی زمین بھی حاصل نہیں کی جائے گی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! یہ اس کے بدلے جگہ نہ دیں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: I would like the Law Minister to come in it.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ڈی۔ سی۔ او لاہور اس کے پیچھے ہے اور اس کی اس شخص کے ساتھ پارٹنر شپ ہے۔ پورے لاہور میں ہزاروں، سینکڑوں لوگوں کو رنگ روڈ کے نتیجے میں معاوضے دیئے جا رہے ہیں لیکن ڈی۔ سی۔ او لاہور صرف ایک فرد کے لئے سمری تیار کرتا ہے کہ اس کو گرین بیلٹ جو لاہور کی سب سے قیمتی جگہ ہے وہاں متبادل زمین دی جائے۔ ان کو غریب کا بڑا احساس ہے کہ اس کو سات لاکھ میں دے رہے ہیں۔ بند روڈ پر جن کے بچوں کا رزق چھینا

گیاان کو لاہور کی دیگر جگہوں پر کیوں جگہ الاٹ نہیں کی گئی۔اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ ان کے پیچھے ڈی۔سی۔او لاہور پارٹنر نہیں تھا لیکن اس کے پیچھے ڈی۔سی۔او لاہور پارٹنر ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمجھ نہیں آ رہی کہ میرے بھائیوں نے اس کو issue کیسے بنا لیا ہے؟ اس میں دو چیزیں ہیں۔پہلی بات یہ ہے کہ جو ڈیل ہوئی ہے کیا اس میں گورنمنٹ کو نقصان ہوا ہے یا فائدہ ہوا ہے؟ جس طرح متعلقہ منسٹر فرما رہے ہیں کہ جب اس شخص کا پٹرول پمپ ختم کیا گیا تو اس وقت اس کو کوئی compensation نہیں دی گئی اور اس کے ساتھ agreement یہ کیا گیا کہ آپ کو متبادل جگہ دیں گے۔متبادل جگہ دی گئی اور اس کے علاوہ سات ساڑھے سات لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے اس سے قیمت بھی لی گئی تو اس شخص سے خاص مہربانی نہیں کی گئی۔حالانکہ اصولی طور پر یہ چاہئے تھا کہ بے شمار ایسے agreements موجود ہیں جہاں اگر کسی سے جگہ لی جاتی ہے تو اس کے متبادل اس کو جگہ دے کر اسے accommodate کر دیا جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ رانا مشہود صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ پٹرول پمپ پہلے بھی گرین بیلٹ میں موجود تھا اور اب بھی گرین بیلٹ میں ہی بنایا گیا ہے۔گورنمنٹ نے وہاں کوئی auction نہیں کیا یا کوئی دکانداری تو نہیں کی کہ سات لاکھ میں دیا ہے اور پندرہ میں دینے کے لئے تیار ہوں، تیرہ میں دینے کے لئے تیار ہوں، یہ بات نہیں ہے۔گورنمنٹ نے ایک شخص کو compensate کیا ہے اور اس شخص کو compensate کیا ہے جو وہاں پر چالیس سال سے کاروبار کر رہا تھا اور پھر اس سے پیسے بھی نہیں لئے ہیں۔رہی بات یہ کہ جیسا کہ میرے بھائی سمیع صاحب فرما رہے ہیں کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس طرح کسی کو compensate کیا گیا ہو۔میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ ہمارے سارے دوست جن کا لاہور سے تعلق ہے جانتے ہیں کہ جب جیل روڈ پر extension ہوئی تھی تو وہاں پر پٹرول پمپ بنے ہوئے تھے ان لوگوں کو وہاں سے dislocate کیا گیا اور ان کو متبادل جگہیں اسی لاہور میں دی گئیں۔اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ان تمام پٹرول پمپ کے مالکان کو لاہور میں متبادل جگہیں دی گئیں لیکن ان سے معاوضہ نہیں لیا گیا اس کیس میں تو معاوضہ بھی لیا گیا ہے۔نہ صرف جگہ دی گئی ہے بلکہ اس کا معاوضہ بھی لیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پہلے deals ہوئی ہیں یہاں اس سے بہتر negotiate کیا گیا ہے اور

معاوضہ بھی لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک چھوٹی سی بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فرمایا کہ رنگ روڈ بن گئی ہے۔ جب حکومت کسی معاملے اور اپنے ترقیاتی منصوبے کو litigation سے بچانا چاہتی ہو، تو پھر حکومت negotiation میں چلی جاتی ہے۔ ہمارے راولپنڈی میں جو انڈر پاس بنا ہے میں اس کی مثال دینا چاہوں گا کہ وہاں 110 فیکٹریاں تھیں جن کی زمین یا دکانیں اس انڈر پاس کی کنسٹرکشن میں آ رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب compulsory land requisitioning کی جاتی ہے تو جس شخص کی زمین compulsory accord کی جا رہی ہو تو اس کا حق ہوتا ہے کہ عدالت میں جائے اور عدالت میں stay ہو جاتا ہے اور پھر وہ منصوبے لٹک جاتے ہیں۔ negotiations سے یہ ہوتا ہے کہ معاملہ افہام و تفہیم سے طے ہو جاتا ہے۔ راولپنڈی میں 110 لوگ تھے ان 110 لوگوں نے حکومت کے ساتھ negotiate کیا اور کہا کہ ہمیں compensation نہیں چاہئے ہمیں اس کے متبادل جگہ دے دیں۔ حکومت نے ان کے ساتھ negotiate کر کے باقاعدہ ایک agreement کیا اور اس کو بورڈ آف ریونیو سے تصدیق کروایا اور باقاعدہ ضابطے کی کارروائی کرنے کے بعد ان کو compensate کر دیا گیا۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے چند دوست جن کے ناموں کا ذکر میں نہیں کرنا چاہتا میرے پاس تشریف لائے تھے اور شاہ صاحب جن کا یہاں پر ذکر کیا گیا وہ ان کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں متبادل جگہ دی جائے۔ انہوں نے خود متبادل جگہ کے متعلق کہا تھا اور متبادل جگہ دے دی گئی اور ان سے پیسے بھی لے لئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی کوئی بدنیتی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ اس طرح کی ڈیل نہیں تھی کہ تیرہ یا پندرہ لاکھ مارکیٹ value ہے اگر پندرہ لاکھ مارکیٹ value ہے تو یہ وصول کر لیتے تو پھر جگہ دینے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم خالی compensation دے دیتے۔ ہم نے جگہ بھی دی اور اس سے سات لاکھ روپے فی مرلہ بھی لیا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بدنیتی نہیں ہے، یہ انتہائی دیانتداری سے کیا گیا ہے اور میرے دوستوں کو جو ابہام تھا کہ خدانخواستہ کس شخص کو دیا گیا ہے یہ وہ شخص ہے جو چالیس سال سے کاروبار کر رہا تھا اور اسی شخص کو یہ جگہ دی گئی ہے۔ خدانخواستہ کوئی آدمی باہر سے نہیں لایا گیا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی کیا گیا ہے انتہائی دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر قانون صاحب نے تین باتیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ انتہائی دیانتداری سے یہ ڈیل ہوئی ہے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ رولز کے مطابق ہوئی ہے۔ تیسرا انہوں نے فرمایا کہ حکومت negotiation کے لئے کہتی ہے کیونکہ لوگ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور اس کے بعد منصوبے لیٹ ہوتے ہیں۔

جناب والا! اس میں پہلی بات یہ ہے کہ گرین بیلٹ پر جتنے بھی پٹرول پمپ لگے ہوئے تھے ان میں سے کوئی بھی آدمی ان جگہوں پر مالکانہ حقوق کے ساتھ قابض نہیں تھا۔ وہ تمام کے تمام لوگ لیز پر تھے اور حکومت اس لیز کو کسی بھی لمحے قانونی طور پر ختم کر سکتی تھی اس لئے وہ لوگ as owner یا مالکانہ حقوق رکھتے ہوئے بھی کورٹ میں جانے کے مجاز نہیں تھے۔ دوسرا یہ کہتے ہیں کہ rules کے مطابق ہوا ہے۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ گرین بیلٹ قانون کے مطابق پرائیویٹ treaty کے طور پر sale کی ہی نہیں جا سکتی۔ مجھے یہ کوئی rule یا کوئی قانون بتا دیں کہ گرین بیلٹ as private treaty کسی کو دی جا سکتی ہے یا فروخت کی جا سکتی ہے۔ پچھلے 58 سالوں میں آج تک جتنی بھی گرین بیلٹس پر کوئی پٹرول پمپ لگا کر یا کوئی اور چیز کر کے بیٹھا تھا وہ تمام کے تمام لیز ہولڈر تھے۔ کسی کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے، کسی کو private treaty کے طور پر یہ زمین فروخت نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ پٹرول پمپ کو لگانے کے لئے 38 محکمے involve ہوتے ہیں۔ اس پٹرول پمپ کے لئے N.O.C ایک دن میں جاری ہوا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اس گرین بیلٹ پر جو پٹرول پمپ لگایا گیا ہے میری اطلاع کے مطابق لاہور کی سوئی گیس کی مین سپلائی بھی اسی جگہ سے گزرتی ہے۔ نہ یہ rules کے مطابق ہے، نہ یہ قانون کے مطابق ہے، نہ یہ دیانتداری کا معاملہ ہے اس میں جس شخصیت کا نام اخبارات اور لوگوں میں لیا جا رہا ہے اس کا تعلق وزیر اعلیٰ سے ہے۔ وہ شخصیت کافی عرصہ سے ان خبروں میں چلی آ رہی ہے کہ وہاں پر قبضہ ہو گیا، وہاں پر قبضہ ہو گیا۔ پراپرٹی کا کام، ریئل اسٹیٹ کا کام، میں ان دوستوں سے گزارش کروں گا کہ آپ خواہ مخواہ ان کو defend نہ کریں۔ اب تو جن لوگوں نے چار پانچ ماہ سے ان کو defend کرنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا تھا انہوں نے بھی چھوڑ دیا ہے۔ وہ بھی اب

پیچھے ہٹ گئے ہیں۔اب یہ خواہ مخواہ ان کو defend نہ کریں۔اب اس بات کو سر عام آنے دیں تاکہ ان چیزوں کا تدارک ہو سکے۔ورنہ یہ پورا جہاز جو ہے یہ ان کی حرکات کی وجہ سے ڈوبے گا تو آپ بھی ساتھ ڈوب جائیں گے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو سمری منظور کی تھی اس میں یہ تھا کہ گرین بیلٹ سے ان کو صرف نکلنے اور داخل ہونے کا راستہ ملا ہے۔پورے گرین بیلٹ پر ان کا قبضہ نہیں ہے۔ان کا صرف راستہ منظور کیا گیا ہے باقی یہ جگہ صرف پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے دی گئی ہے۔وہ اس جگہ کو فروخت کر سکتے ہیں اور نہ اس کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔وہ جگہ صرف انہی مقاصد کے لئے استعمال کی جا سکے گی اور اگر وہ کسی اور مقصد کے لئے یا اس جگہ کو فروخت کرنا چاہیں تو ہمارے ساتھ ان کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا اور اس زمین کو گورنمنٹ آف پنجاب واپس لے لے گی۔لہذا یہ زمین صرف اور صرف پٹرول پمپ کے لئے ہے اور ہم نے اس کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے،ان کو بلینک چیک نہیں دے دیا گیا کہ جو مرضی آپ کریں۔صرف اور صرف پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے اور گورنمنٹ کے مروجہ قواعد وضوابط کے مطابق ان کو اجازت نامہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ the way it is put to the rules of ہے question involved جو basically to right to participate ہے constitutional issue سب سے اہم چیز Procedure He had تھا as a business person کہ جس آدمی کا وہاں پر پچھلے 44 سال سے کاروبار تھا for a constitutional right there وہ غلط تھا اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت غلط تھا تو وہ 44 years غلط تھا۔اب اگر ایک ڈویلپمنٹ پلان کے تحت اس جگہ کی ضرورت پڑ گئی تو گورنمنٹ اس کو acquire کرے تو اس کو گورنمنٹ نے acquire کرتے وقت ایک modelity طے کی جن کو compensation کس طرح دی ہے یہ آج کی present Government کا اپنا crieterial ہے کہ وہ کیسے دے رہی ہے۔اب میرا وہ constitutional right کہ میں بزنس کروں مجھ سے وہ زمین لے لینا کہ یہاں تو ہم نے ڈویلپمنٹ پلان دینا ہے،یہاں سے ہم نے انڈر پاس بنانا ہے یا رنگ روڈ گزارنا ہے۔میری زمین جو ہے

وہ مجھ سے گورنمنٹ acquire کرے گی، سیکشن 64 apply کرے گی تو میرے اس constitutional right کو to have a business in this country and equal right to have a business in this country اس right کو breach کرتے وقت گورنمنٹ کو ایک فارمولے سے گزرنا پڑے گا۔ اب گورنمنٹ نے اس فارمولے پر application کیسے کی کہ جس شخص کا پٹرول پمپ تھا اس کو compensate کیا in the lieu of land or in the lieu of cash یہ گورنمنٹ کی اپنی modelity ہے گورنمنٹ اپنے rules of business خود طے کرتی ہے۔ ان rules of business کے اندر کسی جگہ پر کوئی ایسا سقم رہ گیا یا گنجائش رہ گئی They should have pointed out اس تحریک کے اندر وہ چیز point out کی جاتی یہ وہ چیز تھی جو کہ اس formulation کے مطابق ایسا ہونا اس کا ضروری تھا جو کہ گورنمنٹ نے ignore کیا اور اس کو bypass کر کے آگے چلی گئی۔ جیسے راجہ صاحب نے کہا that is again a very thing جو رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا وہ بھی بڑی درست بات ہے۔ کیا اس ملک کے وہ شہری جو کاروبار کرتے ہیں حکومت کی دی گئی پالیسیوں کے مطابق، اگلی آنے والی حکومت یک دم اپنی وہ پالیسی تبدیل کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم نے اس روڈ کو wide کرنا ہے اور یہاں پر جو لوگ بزنس کر رہے ہیں ان سب کو at once signature ہم set کر دیں، اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ لیز پراپرٹی کو آپ کیا further sub-lease کر سکتے ہیں I don't think so کبھی بھی نہیں ہوتی اگر پی۔ ایس۔ او نے پٹرول پمپ لگایا ہے تو اس نے terms and conditions کے مطابق گورنمنٹ کے ان 38 محکموں سے واقعی N.O.Cs حاصل کئے ہوں گے۔ اب اگر گورنمنٹ نے وہاں سے انڈر پاس گزارنا تھا، وہاں پر ڈویلپمنٹ کی ضرورت تھی، ٹریفک جام ہوتی تھی، وہاں سے گزرا نہیں جاتا تھا تو اس پٹرول پمپ کو demolish کرنا was the necesstity and the need of the time اب اس کو گورنمنٹ نے کیسے cater کیا، سات لاکھ روپیہ دیا، دس لاکھ روپیہ تھا، اگر کرپشن کی ہے تو pinpoint کرے۔ آپ کے پاس کیا اینٹی کرپشن کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے؟ اگر اس تحریک میں آپ نے کوئی ایسی بات لکھی ہے جس سے یہ واقعی ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے یہاں پر زیادتی کی، کسی ایک شخص کے ساتھ favouritism کی تو That should have been pinpointed precisely آپ اپوزیشن میں بیٹھ کر گورنمنٹ کی کچھ چیزوں کو stare تو کر سکتے ہیں مگر گورنمنٹ کی پالیسی formulation کو dictate نہیں کر سکتے this is what I want

As a citizen that I can participate for ہےrightکہ میراto say
businessمجھے اس ملک کے اندر کاروبار کرنے کا حق ہے اور اگر مجھ سے سیکشن 64 applyکر
کے کوئی چیز لی جارہی ہے تو اس کی compensationدینے کا فارمولا گورنمنٹ نے طے کرنا ہے
نہ کہ کوئی یہاں کھڑے ہو کر Houseمیں ہم بولیاں لگائیں کہ میں 15 لاکھ روپے دیتا ہوں۔
آپ کس طرح سے یہ بات کر رہے ہیں جبکہ وہ rightمیرا تھا، وہ بزنس میرا تھا، کام میرا تھا جو پچھلے 44
سالوں سے میں کر رہا تھا تو گورنمنٹ نے مجھے compensateکرنا تھا کہ 15 لاکھ روپے میں وہ چیز
آپ کو بیچنی تھی It should have been a bit rationalبات درست ہے۔ جب میاں
محمد شہباز شریف نے یہاں سے پٹرول پمپس اتارے تو وہ Christian graveyardکی
landتھی۔ کس گورنمنٹ نے اس کی اجازت دی تھی؟ 1963 کے اندر پہلا پٹرول پمپ وہاں لگا تھا
اس ageکی factorکا میں بھی واقف ہوں۔ ہائی کورٹ کا کیس subjudiceرہا جس وقت میں اس
کے کیس کو pleadکرتا تھا۔ 1963 سے پٹرول پمپ وہاں پر موجود تھا، ایک حکم کے ساتھ اس پٹرول
پمپ کو اتار دیا گیا اور نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے سامنے ملتان روڈ پر اس land
کے بدلے میں land compensationدی گئی۔ اس landکی valueکیا اس landسے کم
تھی؟ یہ گورنمنٹ کے اپنے criteriaہوتے ہیں کہ وہ کس طریقے سے کس modelitiesکے ساتھ،
کن formulationsکے ساتھ اس ownerکو جو اپنے constitutional rightکے تحت بزنس
کر رہا ہے اس کو کس طریقے سے وہ compensateکرتی ہے think I کہ اس پر کافی بحث ہو چکی
ہے اب اس کو dispose ofکر دینا چاہئے۔ شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: I think I have heard both sides and I have come to the conclusion that this is being disposed of and if any party has any objection to go into the court

یہ dispose ofہو گئی۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

زلزلہ پر عام بحث

(---جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: Let's resume the discussion on earthquake

جو کہ very important matter ہے، اس پر discuss کریں جو اصل چیز ہے۔ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ The first Speaker is Uzma Zahid Bokhari

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! زلزلے پر بحث کرنے سے پہلے کچھ اہم issues کی طرف جناب کی توجہ چاہوں گی۔ ایوان کی دلچسپی دیکھ لیں---

(اس مرحلہ پر ایوان سے کچھ معزز ارکان باہر جانے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! نماز عشاء کا وقت ہے اس لئے وہ نماز کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بالکل یہیں سے بات کا آغاز بھی کرنا چاہتی تھی کہ ایوان میں اگر ممبران کی توجہ زلزلے پر بحث پر بالکل حق بجانب ہے اور یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جب زلزلے کا واقعہ ہوا تو ہمارے وزیراعلیٰ صاحب ملک میں موجود نہیں تھے، ان کی ذاتی مصروفیات تھیں یا وہ طبی معائنے کے لئے گئے تھے یہ ایک الگ issue ہے لیکن زلزلے پر بہت بحث کی جا چکی ہے اور وزیراعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور آج جب دوبارہ زلزلے پر بحث کی جا رہی ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ایک گھنٹہ یا آدھے گھنٹے کا ٹائم نہیں تھا؟ آخر وہ اس ایوان کے قائد ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ ایوان میں موجود ہوتے تا کہ جو suggestions یا recommendations ہماری طرف سے آتیں وہ وزیراعلیٰ صاحب خود سنتے اور آگے لے کر چل سکتے لیکن بے بس تو صرف رو ہی سکتا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کو نہ اس وقت ٹائم ملا جب یہ زلزلہ آیا اور نہ آج ان کے پاس ٹائم ہے کہ وہ زلزلے پر بحث کے دوران ہی ایوان میں تشریف لے آتے۔

جناب والا! آج جب زلزلے پر بحث کی جاتی ہے تو اس زلزلے پر بحث میں سب سے بڑا issue میں سمجھتی ہوں کہ ڈونر کانفرنس ہو گی جو کہ پرسوں منعقد کی گئی جس پر ہم نے اخبارات میں بھی بہت کچھ پڑھا اور گورنمنٹ سائیڈ سے بہت سی شاباش بھی حاصل کی کہ ہم نے یہ کر دیا، ہم نے وہ کر دیا اور ہمیں بین الاقوامی سطح پر اتنی مدد ملی ہے کہ شاید یہ امداد حاصل کر کے پاکستان بہت زیادہ سرخرو ہو گیا۔(ایوان میں شور و غل)

جناب سپیکر! اگر House in order نہیں ہو گا تو میں بات نہیں کرنا چاہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جن لوگوں کو interest نہیں ہے اور جن کی باتیں زلزلے کے issue سے زیادہ important ہیں تو وہ باہر تشریف لے جائیں this is not the way کہ ہم سے مذاق کرنے کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے یعنی پہلے بھی جب زلزلے پر speech ہوئی تھی تب بھی اس سائیڈ پر پانچ چھ افراد موجود تھے اور اس سائیڈ پر چھ سات موجود تھے۔ اگر زلزلے پر ہم نے بحث کرنی ہے تو میں نہیں سمجھتی کہ زلزلے پر بحث کا کوئی فائدہ ہے اگر ہماری recomendation سنی نہیں جائیں گی، انہیں بٹھا دیں خدا کے واسطے یہ بہت کر چکی ہیں سارا دن۔۔۔

(پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر فرزانہ نذیر ایوان میں کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارتی رہیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس distrubance کے اندر تو بات نہیں کی جا سکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ مجھے صرف مظفر آباد کا راستہ ہی بتا دیں۔ یہ تو ابھی گنگا رام ہسپتال اور میو ہسپتال میں پڑے ہوئے مریضوں کو دیکھنے نہیں آئیں۔ ان سے کیا امید کی جا سکتی ہے؟ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ زلزلہ کے متاثرین کے بارے میں ایک بڑی اہم بحث ہے اس میں controversy میں مت پڑیں۔ آپ اس پر اپنی بحث کو مرکوز رکھیں وہ زیادہ بہتر رہے گا ورنہ ٹائم ضائع ہو گا اور کچھ نہیں ہو گا۔ جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقین کریں سارے House کی بے بسی دیکھ کر مجھے سب پر ہی بہت ترس آ رہا ہے کہ وہ جس طرح non stop بولتی ہیں انہیں یہاں پر روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے ابھی یہ کہا کہ مظفر آباد کا راستہ بتا دیں ایک تو میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہوں گی کہ ہم چاہے راولا کوٹ گئے، مظفر آباد گئے یا مانسہرہ کے علاقوں میں گئے جہاں جہاں گئے ہم جیوٹی۔ وی لے کر گئے، پریس لے کر گئے، کوئی اخباری نمائندہ ساتھ لے کر گئے اور نہ ہی کوئی فوٹو گرافرز لے کر گئے کیونکہ اگر ہم گئے تو اپنے ضمیر کی آواز کے لئے، ہم گئے تو اپنی بہنوں کے لئے، اپنے بھائیوں اور ان بچوں کے لئے گئے۔ ہم ان کی طرح نہیں کرتے کہ انکی ایک شال دیتے ہوئے چار تصویریں بنتی ہیں اور پھر تین دن میڈیا پر چلتا ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ فلاں فلاں جگہ جا کر بات کر کے آئی ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی آج مجبوراً مجھے اس House میں یہ بتانا پڑ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر فرزانہ پلیز بیٹھیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! مسلم لیگ ڈاکٹر ونگ اور میو ہسپتال کا آرتھوپیڈک سرجن، گنگارام کا سرجن یہ سارے حکومت پنجاب کی طرف سے تھے۔ وہاں وہ ہمارے بہن بھائی ہیں، ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے، ابھی میں رات کو ان کو چیزیں provide کر رہی تھی وہاں پر ایک بھی خاتون اپوزیشن آئی ہے کیا؟ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ اور عظمیٰ بخاری صاحبہ! پلیز آپ میری بات تو سنیں، پلیز میری بات سنیں، پلیز میری بات سنیں۔ میں آپ کی بات ہی کر رہا ہوں، I am talking to you میں آپ کی بات کر رہا ہوں، آپ ذرا بات سنیں، پلیز آپ بیٹھئے، آپ دونوں بیٹھئے۔ بی بی! آپ continue کریں۔ آپ تقریر کریں، جب آپ تقریر ختم کریں گی تو پھر ہم شروع کریں گے۔ پہلے آپ تقریر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جو 8۔ اکتوبر کو قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہے اور جس طرح repeatedly سب نے quick response دیا ہمارا کوئی احسان نہیں ہے وہ ہمارے بہن بھائی ہیں اور اس مشکل گھڑی میں ہم نے آنا تھا لیکن اپوزیشن کا بھی کوئی کردار ہوتا ہے۔ جناب کسی کو abnormal کہہ دینا کوئی بات نہیں ہوتی کیونکہ آئینے میں اپنی شکل نظر آتی ہے۔ میں دعوت دیتی ہوں میرے ساتھ کل کون تھا، ہم نے ہی کیمپ لگایا تھا۔ بات یہ ہے کہ یہ اپنے گھروں سے اٹھیں اور

میرے ساتھ مظفر آباد چلیں۔ ہر ایم۔پی۔اے پانچ پانچ گھر بنا کر دے، یہ کوئی اتنی قیمت نہیں ہے۔ لکڑی وہاں سے مل رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ اٹھیں گی کہاں اور جائیں گی کہاں؟ یہ تو یہاں پر بھی گنگارام ہسپتال میں نہیں آئیں، میو ہسپتال اور جناح ہسپتال میں عید والے دن وہ لوگ منتظر ہی رہے۔ ہمارے اپوزیشن والے جو بڑی کہانیاں کرتے ہیں یہ بتائیں، وہاں کون گیا تھا؟ وہاں ہم گئے تھے اس لئے کہ ہمیں دکھ ہے، ہماری حکومت کو دکھ ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ایک لاکھ لوگوں کی آبادکاری کریں گے، جو تنخواہیں کٹوائی ہیں یہ ہم نے ہی دی ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء، کپڑے، ڈاکٹرز تمام چیزیں حکومت پنجاب مہیا کر رہی ہے۔ اب جو چیف منسٹر پنجاب نے ٹینٹ سٹی اور adopt the family ایک لاکھ فیملی کو adopt کر رہے ہیں اور چھ چھ ہزار روپیہ ہم سب اپنی جیب سے ادا کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ بھی ادا کر رہے ہیں، ہم اس سٹی کو بنانے میں سب سے زیادہ کردار ادا کر رہے ہیں، کس کے لئے خط لکھا وہاں سے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Speech will only be made by Farzana Nazir and she can speak as she wants

آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا خون کا آخری قطرہ بھی اپنے بہن بھائیوں کی reforms کے لئے ہوگا۔ ہم نے بین الاقوامی طور پر بھی بین الاقوامی ڈونرز سے رجوع کیا ہے۔ ابھی کل جو کانفرنس ہوئی ہے اس میں جو ہماری expectation تھی اس سے کہیں زیادہ انہوں نے donate کیا۔ ہم یہ کس لئے سب کو کہہ رہے ہیں اس لئے کہ ہم اپنے اجڑے ہوئے بہن بھائیوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں، ہم کھانا نہیں کھا سکتے، ہم خود اٹھ بیٹھ نہیں سکتے۔ یہ ہمارا عزم ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ کا عزم ہے، یہ صرف الفاظی بات نہیں ہے اس وقت ہمارے جو بہن بھائی برٹش ہیں، دبئی میں ہیں، سعودی عریبیہ میں ہیں۔ ان سب کو خطوط کے ذریعے مطلع کیا ہے۔ وہ اگلے ماہ کانفرنس میں آ رہے ہیں۔ جہاں ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہر فیملی وہاں پر ایک گھر بنائے گی اور ہم انہیں ٹینٹوں سے باعزت طور پر وہاں شفٹ کریں گے، وہ کشمیر کے لوگ بڑے باعزت خوددار لوگ ہیں ہم ان کو یہ احساس دلا رہے ہیں، ابھی بھی ہم ان کو ہسپتال میں جا کر بتا رہے ہیں کہ یہ پاکستان آپ کا اپنا گھر ہے، اس کو آپ اپنا گھر سمجھیں اور ابھی یہ اپوزیشن کی خواتین صرف زبانی کلامی باتیں کر رہی تھیں میں نے انہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ چلیں یہ کیوں نہیں گئیں؟ محترمہ عظمیٰ بخاری جو اٹھ کر

چلی گئی ہیں، میں نے ان سے کہا کہ میں کل کشمیر جا رہی ہوں آپ چلیں ناں میرے ساتھ تو انہوں نے کہا کہ آپ پہلے ایک دفعہ چکر لگا آئیں پھر ہم دیکھیں گے۔ بات اس طرح نہیں ہوتی، بات جذبوں کی ہوتی ہے، بات عمل کی ہوتی ہے، جس وقت ان کو تکلیف ہوئی تھی ہم اسی وقت گئے تھے۔ آپ یہاں ایک implement rule کریں کہ ہر نمائندہ خواہ وہ اپوزیشن سے ہو، خواہ وہ حکومت کا ہو پانچ پانچ لوگوں کا گروپ بنائیں جو وہاں پر جائیں اور آبادکاری میں حصہ لیں۔ اپنے بہن بھائیوں کو console کریں جو رو رہے ہیں جن کا خاندان اجڑ گیا ہے، کسی کی ٹانگ کٹ گئی ہے وہ ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ایوان میں تو بہت کہانیاں ہو سکتی ہیں، عملی طور پر میری آپ سے درخواست ہے میں خود بھی کشمیری ہوں لیکن میں اس وجہ سے بتا رہی ہوں وہاں کبھی ہم جایا کرتے تھے یہ کہنے کے لئے کہ کشمیر بنے گا پاکستان۔ (شور وغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر! ان کی کیا بات ہے۔ ان کو تو ہمیشہ سے ہی تکلیف رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے عملی کام کیا ہے۔ انہوں نے کام نہیں کرنا اور اپنا منہ چھپا کر جا رہے ہیں۔ یہ واک آؤٹ ایک دفعہ چھوڑ کر ہزار دفعہ کر لیں، یہاں اتنے ممبرز موجود ہیں کہ ایوان چل سکتا ہے۔ یہ جھوٹے لوگوں نے کرنا ہی کیا ہے سوائے عوام کا وقت ضائع کرنے کے۔ میں آپ کی اجازت سے بول رہی ہوں اور ان کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جگا رہی ہوں تاکہ یہ ان کی تعمیر کے لئے کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بی بی! بولتی رہیں، بولتی رہیں، بولتی رہیں، بولتی رہیں--- جب تک آپ بولتی رہیں گی ہم سنتے رہیں گے--- بی بی! آپ بیٹھیں نہیں۔ آپ اٹھیں، بی بی! اٹھیں، بی بی! اٹھیں۔ please continue, don't stop.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اپنے لوگوں کا کردار بتا رہی ہوں جو ہمارے بنچوں میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے تمام منسٹرز نے عید بھی اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ منائی ہے۔ وزیر صحت، وزیر جنگلات، وزیر تعلیم، راجہ بشارت اور چودھری ظہیر الدین نے اپنے ان غریب بہن بھائیوں اور مصیبت زدہ بہن بھائیوں کے ساتھ عید منائی ہے۔ بات یہ ہے کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ عید اس لئے منائی تاکہ ان کو احساس دلایا جائے کہ اس مشکل گھڑی میں آپ اکیلے نہیں ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اپوزیشن والے کیوں نہیں گئے؟ اپوزیشن لیڈر تو وہیں پر بیٹھے رہے، یہ سارے لوگ تو enjoy کر رہے تھے، انہوں نے اپنا گھر بار کیوں نہیں چھوڑا؟ بات ہے ضمیر کے جاگنے کی، ان کے

سوئے ہوئے ضمیروں کو میں جگانا چاہتی ہوں، صرف کرسی لینے کے چکروں میں نہ پڑیں۔ یہ بتائیں کہ کشمیر کی آبادکاری میں انہوں نے کیا کیا، انہوں نے راولاکوٹ میں کیا کیا، انہوں نے گڑی دوپٹہ میں کیا کیا، ان کا کونسا کیمپ تھا؟ وہ صرف حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کے کیمپ تھے۔ میں اس وقت آرمی کو بھی خراج عقیدت پیش کروں گی جنرل مالک، آرمی کے ڈاکٹرز اور ہمارے سویلین ڈاکٹرز نے جو ایک ایک دن میں چالیس چالیس آپریشنز کئے ہیں، اپنا بلڈ وہاں پر دیا ہے جب وہ وہاں کیمپوں میں تھے اس وقت بھی زلزلہ آ رہا تھا وہاں اتنی آرمی بھی شہید ہوئی تھی لیکن انہوں نے اپنے زخم سینے میں بند رکھے اور اپنے بہن بھائیوں کی آبادکاری میں تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ کیسے پتھروں کو کاٹ رہے تھے اور اپنے پھنسے ہوئے بہن بھائی جو بچارے مردہ ہو چکے تھے انہیں نکال رہے تھے۔

جناب والا! یہ وہی مظفرآباد تھا جو روشنیوں کا شہر ہوتا تھا جو اب ڈوب گیا ہے۔ میری تو آپ سے صرف یہی استدعا ہے as a human being کہ آپ ان کو بھی پابند کریں کہ صرف کہانیاں نہ کہیں۔ انہوں نے آپ کو کیا positive policy دی ہے، صرف ایک کہانی سنائی کہ یہ ہو گیا، چیف منسٹر نہیں تھا، چیف منسٹر کو تو ایک ایک لمحے کی خبر تھی، ایک ایک منٹ کی ہمیں instructions تھیں، ہم کس کی instructions پر جا رہے تھے، کس نے donation دی تھی؟ یہ CM کے بھیجے ہوئے ٹرک تھے جو ہم لے کر جا رہے تھے، ان کے بھیجے ہوئے نہیں تھے، یہ تو گئے بھی نہیں ہیں۔ چیف منسٹر صاحب وہاں پر خود گئے ہیں، وہ راولاکوٹ بھی گئے ہیں، مظفرآباد بھی گئے ہیں، وہ یہاں پر میرے ساتھ سروسز ہسپتال گئے ہیں، انہوں نے باقاعدہ instructions دی ہیں کہ ان کو کھانا بھی دیا جائے اور ادویات بھی دی جائیں اور وہ خود وہاں پر رو پڑے تھے، یہ کسی کا concern ہوتا ہے۔ ان کے تو لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، کیوں نہیں ان کی بے نظیر صاحبہ یہاں پر تشریف لے آئیں کہ بے شک مجھے گرفتار کر لیں میں اپنے مصیبت زدہ بہن بھائیوں کی مدد کے لئے آئی ہوں لیکن وہ کیوں اپنے سرے محل چھوڑیں گی، وہ کیوں اپنی اتنی خوبصورت جگہ چھوڑیں گی ان کا کام صرف کرسیاں لینا ہے اور یہ انہوں نے نمائندے چھوڑے ہوئے ہیں۔ جناب! دکھ جو ہے وہ ہمیں ہے جن کے سینے میں کوئی درد بھرا دل ہے یہ سارے حکومتی بنچ اپنے بہن بھائیوں کے غم میں شریک ہیں اور ہم آج اس ایوان میں وعدہ کرتے ہیں حکومت پنجاب کے behalf پر کہ انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر ہم آباد کر کے دکھائیں گے اور ہمارے سارے اجڑے ہوئے بہن بھائی اپنے گھروں کو جائیں گے۔ شکریہ۔

جو واک آؤٹ کر کے گئے ہیں وہ interested تو ہیں ہی نہیں، انہوں نے تو پیسے لینے ہوتے ہیں، انہوں نے آنا ہوتا ہے اور چلے جانا ہوتا ہے اور پھر جا کر فون کرنا ہوتا ہے کہ آج پارلیمانی سیکرٹری کے سوال جواب میں ہم نے بڑی interference کی، آپ ہمیں دس لاکھ کا چیک بھیج دیں۔ یہ ان کا ذہن ہے اور یہی ان کا دماغ ہے۔ بات سوچ کی یہ ہے کہ رات بھی وہاں کشمیر سے لوگ آئے ہیں۔ آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ رات بارہ بجے جب مجھے فون آیا، میں ایمر جنسی میں گئی، نیم پلیٹس انہیں لگی ہوئی تھیں، ان کی کھڑے ہو کر ڈریسنگ کرائی، یہ میرا کوئی احسان نہیں ہے۔ ان کو بھی اتنا پتا تھا لیکن یہ یہاں صرف ایک میلے میں آتے ہیں۔ آپ ان کو بھی پابند کریں اور یہ تنقید کی بجائے آپ کو بتائیں کہ عملی کام کیا کیا ہے؟ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنی وسیع الظرفی دکھاتے ہوئے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

آوازیں: نہیں، نہیں۔ ابھی آپ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں، ابھی آپ بات کریں۔ ابھی آپ بات کریں۔ بی بی! continue! بی بی! continue بی بی! آپ continue کریں۔ بی بی! آپ continue کریں۔ آج آپ نے بولنا ہے کسی اور نے نہیں بولنا۔ آپ نے بولنا ہے۔ بی بی نے آج بولنا ہے۔ آپ continue کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں آپ کو ان کا ماضی بھی بتا دیتی ہوں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دماغ کی طاقت کے لئے کیا کھاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جن پر رحمت ہوتی ہے اور جو کام کرنے کا عزم رکھتے ہیں ان کو خدا extra دماغ دیا کرتا ہے اور جو سوچتے رہتے ہیں وہ سوال ہی کرتے رہ جاتے ہیں، جنہیں کوئی سوچ ہی نہیں ہوتی، ان کا دماغ ہی نہیں ہوتا تو وہ اور کیا کریں؟ بات یہ ہے کہ نہ ہی ان کے والدین کی پاکستان بنانے میں کوئی contribution تھی اس لئے انہیں کیا پتا؟ میں آپ کو اپنے دل کی بات بتاتی ہوں۔ جب میں سٹوڈنٹ تھی تو میں مظفر آباد speeches کرنے کے لئے جایا کرتی تھی، کشمیر بنے گا پاکستان، وہاں خواتین آیا کرتی تھیں، وہ اتنا خوبصورت شہر تھا جو کہ اب زلزلے کی تباہ کاریوں سے بالکل تہس نہس ہو کر رہ گیا ہے۔ دریائے نیلم میں تین ہزار بچہ ڈوبا ہے، سکول tint ہو کر اس دریا میں گرا ہے، وہ خوبصورت روشنیوں کا شہر جب

وہاں پر آپ داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ انسان ہیں تو آپ کا تو دل پھٹ جاتا ہے۔ میں وہاں اب تیسری مرتبہ بھی اپنی پوری ٹیم کو لے کر جاؤں گی، منسٹر ہیلتھ بھی جا رہے ہیں۔ بات تو یہ ہے۔۔۔

معزز اراکین: آپ کب جا رہی ہیں؟

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: ابھی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جب بھی جاؤں۔ آپ تشریف رکھیں اس لئے کہ آپ بھی انہی کا ایک حصہ ہیں۔ (قہقہے)

بات یہ ہے کہ ہمارے بنچز میں سے بھی جو یہ پوچھ رہے ہیں کہ کب جائیں گے؟ ان کا بھی اگر دل ہو نا اں یہ کہیں کہ جی، ابھی میں اسی وقت آپ کے ساتھ وہاں جاتا ہوں۔ انھوں نے تو بس یہاں حاضری پوری کرنی ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

بہر حال اپنی قبر میں ہر ایک نے خود جانا ہے۔ انھوں نے اپنی قبر میں جانا ہے اور میں نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ ہم اپنے وزیر اعلیٰ کی پالیسیوں اور اپنے صدر کی پالیسیوں کی تقلید کرتے ہوئے، ہمارا تو یہ aim ہے کہ آبادکاری، آبادکاری کشمیر۔ راولاکوٹ، گڑھی دوپٹا جہاں جہاں تباہ کاری ہوئی ہے وہاں آبادکاری ہو۔ میں سب سے زیادہ سعودی عرب کو سلام پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے 70 فیصد ہماری امداد کی۔ پریذیڈنٹ صاحب اور سی۔ ایم کو بھی خصوصی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اب اجازت ہے کہ میں اپوزیشن کو بلا لوں؟ اب اجازت ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپوزیشن کو بلا لوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہاں، اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر تو نہیں آپ بولیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں بول چکی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بول چکیں۔ آپ نے تسلی کر لی؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! بی بی کو بھیجیں کہ وہ اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب! اپوزیشن کو بلا لائیں۔ اب میری گزارش ہے کہ یہ بڑا important matter ہے، میں نے آپ کو بولنے دیا ہے، جتنا آپ بول چکی ہیں اب اس کو seriously لیں، مہربانی کریں اور ان سب کو بولنے دیں، اب no further interruption،

میں نے آپ کو جو ٹائم دیا ہے اور آپ نے جو بولنا تھا وہ بول لیا ہے۔ جی، کیانی صاحب! آپ اپوزیشن کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ معزز ممبران حزب اختلاف
کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: میری چیئر سے request ہے کہ ہماری ساتھی معزز ممبر نے جتنی بھی یہاں پر speech کی ہے اس کو for God sake ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے، اس کو expunge کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کیا جائے؟

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: ان کی جتنی بھی یہاں تقریر ہوئی ہے اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے اس کو expunge کر دیا جائے، میری request ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں میری تقریر کو حذف کروانے والے؟ میں نے ایک اہم معاملہ پر بات کی ہے تاکہ پریس یہ باتیں چھاپے اور لوگوں کو پتا چلے کہ پنجاب اسمبلی میں حکومتی بنچز والے کتنا درد محسوس کرتے ہیں۔ یہ کون ہوتے ہیں آرڈر کرنے والے؟ آپ all in all ہیں، آپ فیصلہ سنائیں۔ He has no right

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں نے فیصلہ آپ کے حق میں دے دیا ہے اور کیا کروں میں؟ بتائیں! آپ نے جو بولنا تھا وہ بول لیا ہے۔ وہ اخبارات میں چھپ جائے گا جو آپ نے بولا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایوان میں کھانا پینا بالکل منع ہے لیکن ڈاکٹر صاحبہ تقریباً پانچ منٹ سے کچھ کھا رہی ہیں۔

معزز اراکین: بلڈ پریشر کی دوائی کھا رہی ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: بلڈ پریشر کی، جو بھی ہے ابھی تک وہ کھا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی، Any body else for speech?

وزیر چیف منسٹر انسپکشن ٹیم، آئی اینڈ سی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خانزادہ صاحب! آپ کا لسٹ میں نام ہے۔

وزیر چیف منسٹر انسپکشن ٹیم، آئی اینڈ سی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جو اسلام آباد میں ڈونر کانفرنس ہوئی ہے اس پر پریذیڈنٹ آف پاکستان اور پرائم منسٹر آف پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ ان کی فارن پالیسی کی وجہ تھی جو یہ ہماری کانفرنس اتنی کامیاب ہوئی ہے اور تقریباً ہمیں کوئی ساڑھے پانچ ارب ڈالر pledge ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ڈالر ہمیں بہت جلد پاکستان میں ملیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے ہاں کئی ایسے دن آئے کہ لوگوں نے بڑا شور مچایا ہے خاص طور پر مغرب کے خلاف کہ ان کے عزائم ہمارے لئے بالکل مختلف ہیں تو اس لئے شاید وہ ہمیں یہ aid یا یہ گرانٹ نہ دے سکے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو مغرب کے لئے فارن پالیسی بنائی ہے، اس کو ہم نے جو pursue کیا ہے اور جو یورپ اور امریکہ میں acceptable رہی ہے اس کی وجہ سے یہ ساری aid آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ N.W.F.P اور آزاد کشمیر کا جو ایریا متاثر ہوا ہے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ aid جائے گی۔ پانچ سال کے عرصہ کے اندر اندر انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ میں وہاں پر نئے ٹاؤن دیکھنا چاہتا ہوں، وہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ نئے گھر اور نئے گاؤں بنیں گے اور زندگی کی ساری سہولتیں ان کو مہیا کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ میں چیف منسٹر پنجاب چوہدری پرویز الٰہی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے اپنی پوری طاقت اور قوت اس علاقے میں جو earthquake disaster ہوا ہے اس میں لگائی میں آپ کو آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ تقریباً 2 ارب روپے کا سامان جس میں فوڈ، شیلٹر اور میڈیسن جو ہیں وہ N.W.F.P میں اور آزاد کشمیر کے علاقے میں پہنچ گئی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ چیف منسٹر صاحب کا ان دونوں حکومتوں کو pledge ہے کہ جب تک earthquake کے متاثرہ لوگ settle نہیں ہوتے تب تک پنجاب حکومت یہ aid ان کو ریگولر دیتی رہے گی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب چیف منسٹر، پنجاب حکومت کی اور پنجاب کے عوام کی ایک بہت بڑی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر! میں earthquake کی صورتحال کو اور زیادہ تفصیل سے زیر بحث نہیں لاؤں گا بلکہ میں ابھی آپ کے ساتھ co-operation کر کے ایک تھوڑی سی تھیوری میں جاؤں گا اور یہ House جو ہمارا ہے، میں سمجھتا تھا کہ House میں اس وقت کافی لوگ ہوں گے، میں اس تھیوری کے جو نکات ہیں اس House پر چھوڑوں گا کہ ان پر House بحث کرے کہ earthquake کے affectees پر آئندہ لائحہ عمل ہمارا کیا ہونا چاہئے؟ دنیا میں جتنی بھی demographic changes ہوتی ہیں ان کے اس علاقے میں بہت بڑے اثرات ہوتے ہیں جہاں سے وہ چلتی ہیں اور جہاں پر وہ اختتام پذیر ہوتی ہیں اس میں نہ کوئی انٹرنیشنل بارڈر ہوتے ہیں، اس میں نہ کوئی جغرافیکل بارڈر ہوتے ہیں اور نہ کوئی انٹر پراونشل بارڈر ہوتے ہیں لیکن یہ پاپولیشن شفٹ and population dust پر منحصر ہوتا ہے either way ادھر جائے یا پاپولیشن ادھر چلی جائے۔ اس دنیا میں کافی demographic changes ہوئی ہیں اور یہ ہماری سوشل لائف، ہماری ethnic life، ہمارے کلچر اور ہماری language پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی ہے۔ جب سے دنیا شروع ہوئی ہے اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں اگر آپ 1947 کو دیکھیں تو تقریباً ڈیڑھ کروڑ لوگ ہجرت کر چکے ہیں۔ تقریباً 60 لاکھ لوگ ادھر سے انڈیا گئے تھے اور اس سے زیادہ تعداد میں تقریباً 90 لاکھ لوگ انڈیا سے ادھر آئے تھے۔ اس کے علاوہ کافی لوگ اس میں شہید ہوئے، بے شمار عورتیں بیوہ ہوئیں اور بہت سے بچے لاپتا ہو گئے تھے اگر آپ تاریخ پاکستان کی اس ریجن کی pre 1947 study کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس علاقے کا کردار اس وقت بالکل مختلف تھا۔ ہماری boundary, durand line، ہمارا انڈیا کے ساتھ جو بارڈر ہے اگر آپ اس علاقے کے character، کلچر کو دیکھیں تو یہ بالکل مختلف تھا لیکن جب سے یہ demographic change ہوئی ہے اس کا کردار بالکل بدل گیا۔ اس نے ہمیں کیا دیا، ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ وہ میں House پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی demographic change افغانستان کی آئی اور تقریباً 40 لاکھ لوگ پاکستان میں آئے، یہاں پر انھوں نے پناہ لی۔ اس وقت ہمارے جو aim and objects تھے وہ بالکل مختلف تھے۔ ہم افغانستان میں روس کو

beatکرنا چاہتے تھے، ہم روس کوdestroyکرنا چاہتے تھے تو اس کی وجہ سے ہم نے ان کو accommodateکیا وہ ہمارے بھائی ہیں اور ابھی تک ہمارے پاس ہیں۔اس demographic changeسے ہمیں کیا نقصانات ہوئے ہیں؟ کلاشنکوف کلچر آیا، ڈرگ آیا۔ آج کل جو وارداتیں ہو رہی ہیں یہ اسی weaponsسے ہو رہی ہیں، یہ وہی لوگ ہیں، یہ وہی instanceچل رہا ہے۔ اس کی repercussionsاگر آپ international world میں دیکھیں تو terrorism آیا جس نے ہمارے مذہب کو westمیں ایک extremeمذہب دکھایا ہے۔ مسلمانوں کو لوگوں نے terroristsکہنا شروع کر دیا ہے۔ پاکستان دنیا کی limelightمیں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں پر پرویز مشرف نہ ہوتا، اس کی یہ زبردست قسم کی foreign policyنہ ہوتی تو آج ہمارا حشر عراق اور افغانستان جیسا ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرویز مشرف صاحب کی ایک بڑی اچھی foreign policyکی وجہ سے یہ بہتر impressionبنا ہے۔ ہم ایک friendlyملک کا تاثر دینا چاہتے ہیں۔ آج جتنی بھی ہمارے پاس گرانٹ، امداد آ رہی ہے یہ اسی وجہ سے آ رہی ہے۔ ہم سب کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو ابھی demographic changeہوئی ہے جو بہت جلدی ہوئی ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر 50 سال کے بعد کوئی demographic changeہوتی ہے تو اس کے اثرات کم ہو جاتے ہیں لیکن یہ تو 20 سال کے بعد ہی demographic changeہو گئی۔ یہ forced demographic changeہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن ہمیں ابھی سے یہ سوچنا چاہئے کہ اس کے ہمارے کلچر، سوسائٹی، زبان یا پورے social sectorپر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس بابت ہمیں غور کرنا ہوگا، اس کو debateکرنا ہوگا اور اس بارے میں ہمیں ایک مثبت پلان بنانا ہوگا کہ ہماری آبادی اس بابت کیا کرے؟ میں نے بڑے brieflyانداز میں یہ demographic changeکی بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی ہمیں موقع ملے تو ہم اس پر مزید discussکریں اور کوئی ایک ایسا عمل اختیار کریں جو ہماری آنے والی نسل پر ایک positiveاثر ڈالے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ زلزلہ کی صورت میں واقعی ایک بہت بڑی آفت اس ملک پر آئی ہے جس سے ہر دل رکھنے والا انسان ہل کر رہ گیا ہے اور کچھ ایسے لوگ تھے جن کے شاید دماغی توازن بھی درست نہیں رہے۔ اس بڑی آفت نے ان پر بھی بہت زیادہ

اثر کیا۔یہاں پر کچھ باتیں کل کی ڈونرز کانفرنس کے حوالے سے کرنی ضرور ہیں۔کل کی ڈونرز کانفرنس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ ایک بندے کی charismatic قسم کی personality اور بہتر خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہوا ہے۔کتنے پیسے اکٹھے ہوئے اس پر میں بعد میں بات کرتی ہوں۔سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ پاکستان کی territorial importance کو ذرا دھیان میں رکھا جائے۔میں سمجھتی ہوں کہ خداتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اس طرح سے ہے کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو کہ Asia کے centre place پر واقع ہے۔اس کی تمام ترجو territorial importance ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ پاکستان میں مشرف صاحب کی regime میں جتنی خدمات war against terrorism کی گئی ہیں اس کی نسبت پاکستان کو reward یا return کیا ملا ہے؟ تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امریکہ بادشاہ کی تمام تر خدمات کرنے کے باوجود، سونامی سے بڑا زلزلہ آنے کے باوجود ہمیں ڈونرز کانفرنس بلانی پڑی، ہمیں منت کرنی پڑی کہ ہماری مدد کی جائے۔اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی اتنی اچھی ہوتی اگر پاکستان میں صحیح، حقیقی جمہوریت ہوتی تو یورپین یونین کو فنڈز دینے کے بعد یہ نہ کہنا پڑتا کہ پاکستان میں حقیقی جمہوریت قائم کی جائے۔یہ کہنا کہ یہ کسی ایک شخص کی وجہ سے پاکستان کو مدد ملی ہے بالکل غلط ہے۔ اب مدد کتنی ملی ہے یہ بھی ایک issue ہے۔ ہمارے وزیراعظم صاحب بھی اس پر statement دے چکے ہیں کہ ایک ارب ڈالر سے زیادہ ہمیں مدد ملی ہے اور 3۔ارب ڈالر سے زیادہ ہمیں قرضے ملے ہیں۔مجھے ان کی ناقص عقلی پر رونا آتا ہے کہ یہ جو تین ارب ڈالر کے قرضے ہمیں ملے ہیں یا ملنے ہیں کیا یہ ہم نے واپس نہیں کرنے؟ یہ elusive money ہوتی ہے،اس میں سے کئی ایسے قرضے ہیں جو کہ tied loans ہیں جن کی شرائط متعلقہ ادارہ یا ملک خود بتائے گا کہ کس قسم کی شرائط کے تحت یہ رقم استعمال کی جائے گی۔ elusive money کے اوپر جس طرح سے یہ خوش ہوئے جا رہے ہیں یہ غیر مناسب ہے۔جو لوگ زلزلے میں شہید ہوئے وہ تو ہو گئے اور جو قوم باقی بچی ہے اسے tax لگا کر شہید کیا جائے گا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت initiative لیتی، حکومت کہتی کہ ہم اپنے خرچ کم کرتے ہیں، اربوں روپے سے جو G.H.Q بنانے لگے ہیں وہ نہیں بناتے۔یہ پیسے ہم زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے استعمال کریں گے۔چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے خرچ کم کئے جاتے اس کے برعکس ہم بین الاقوامی برادری کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہماری جھولی میں کچھ ڈال دے۔

جناب سپیکر! پہلے اپنا گھر درست کرنا چاہئے، پہلے ہمیں خود انسانیت کا ثبوت دینا چاہے۔ باتیں کرنا، کہنا کہ فلاں جماعت نے یہ کر دیا، وہ کر دیا کافی نہیں ہے۔ میں on the floor of the House کہنا چاہتی ہوں کہ 8۔اکتوبر سے لے کر آج تک پاکستان پیپلز پارٹی کے کسی رکن کی طرف سے یہ سننے کو نہیں ملے گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا کیا ہے؟ ہم صرف یہ چاہتے تھے، محترمہ کا حکم یہ تھا کہ اس issue پر سیاست نہ کی جائے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ ناقص العقل لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کو کچھ چیزیں بتانی پڑتی ہیں، ان کو پکڑ کر سمجھانی پڑتی ہیں تو آج میں یہاں categorically بتانا چاہوں گی کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے چھ سو سے زیادہ ٹرک لاہور سے جا چکے ہیں جن میں راشن، خیمے اور دوسری مختلف چیزیں تھیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب نے مظفر آباد میں ٹینٹ سٹی قائم کیا ہے جس میں 400 سے زیادہ لوگوں کو تین وقت کا کھانا دیا جاتا ہے، ان کی proper رہائش کا وہاں بندوبست کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں، آزاد کشمیر میں ہماری اپنی پارٹی موجود ہے جس کے through ہم بہت سی امداد پہنچا رہے ہیں۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ وزیر اعلیٰ کا انتظار کیا جائے کہ وہ آئیں تو ہم فوٹو بنوا کر چیک پیش کریں۔ ہماری ایسی کوئی intention نہیں ہے۔ ہماری طرف سے نہ تو کسی نے دس دس دفعہ چیکوں کی تصویریں بنوائیں اور نہ ہی کسی نے اس پر سیاست چمکائی ہے۔یہ جن لوگوں کا کام ہے وہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر یہاں پر رونا یہ رویا جاتا ہے کہ جی ہمیں انسانیت کا بہت درد ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمیں زلزلہ زدگان کی آبادکاری کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلی لیبر، دوسری land اور تیسری land capatilization ہمارے پاس موجود ہے۔لیبر میں سمجھتی ہوں کہ ہماری جو پہاڑی عوام ہے ان کی محنت کشی کی ہم سب یہاں بیٹھ کر مثال دیتے ہیں کہ یہاں بھی جو بڑی بڑی عمارتیں بنتی ہیں ان میں وہ پٹھان لوگ زیادہ محنت کش سمجھے جاتے ہیں اس لئے لیبر ہمارے پاس موجود تھی۔اب collection کی رقم کیسے اکٹھی کی جائے؟ ہم نے تو کچھ نہیں کیا بلکہ ہم نے دوسروں کی طرف دیکھا کہ ہماری جھولی میں کچھ ڈال دیا جائے۔ اب کہا یہ جا رہا ہے کہ 5.4۔ ارب ڈالر اکٹھے کئے گئے ہیں جن میں گرانٹس اور pledge کتنے ہیں؟ یہ ایک different issue ہے۔ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک جس نے ہمیں ایک ارب ڈالر مہیا کئے ہیں۔اس 5.4۔ارب ڈالر میں ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا ایک ارب ڈالر خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ان میں یہ categorize کرنا بہت ضروری ہے کہ 300 کروڑ ڈالر fresh

grantدی گئی ہے اور 700 کروڑ ڈالر وہ گرانٹ ہے جو ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک پہلے ہی پاکستان میں مختلف جگہوں پر استعمال کر رہا تھا اسے وہاں سے divertکر کے اس طرف shiftکیا گیا ہے۔ اب یہ بھی ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ اس رقم سے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے جو پہلے پراجیکٹس شروع کئے گئے تھے یا جو کام چل رہے تھے ان کو بند کرنا پڑے گا یعنی اس پر خام خیالی اور اس پر خوش ہونے کی بجائے یہ بات سوچنی پڑے گی کہ اتنے بڑے lapsesاور کمی کو کیسے fulfilکیا جائے گا؟

جناب سپیکر! ڈونرز کانفرنس ہو گئی ہے اور لوگوں نے وعدے کر لئے لیکن اب importantبات یہ ہے کہ ان وعدوں کو پورا کرایا جائے۔ اس کے لئے permanent infrastructureکی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہماری وزارت خارجہ کا بہت اہم کردار ہو گا۔ اس پر ٹیکنوکریٹس کی خدمات لی جائیں جو مختلف ملکوں سے in touchرہیں انھیں یاد دلائیں اور یہ یقینی بنایا جائے کہ جو وعدے کئے گئے تھے انھیں پورا کیا جائے۔ پھر اس پر human resourceکی بات کی جائے گی۔ اب ہمارے پاس foreign resourceاور local resource بھی ہیں تو local and foreign resourcesکا ایک combination createکر کے ایک اچھی رہائش تعمیر کی جا سکتی ہے۔ مشرف صاحب نے اپنی تقریر میں بھی تین بار انڈیا کو مخاطب کیا اور کہا کہ انڈیا کی بہت importanceہے اس کو چاہئے کہ وہ کشمیر کا مسئلہ solveکر دے۔ یہ درست بات ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم انڈیا کے ترلے کر سکتے ہیں، ہم انڈیا کے بارڈرز کھول سکتے ہیں، کنٹرول لائن پر relaxationدے سکتے ہیں، نیٹو کی فوجوں کو ملک میں آنے کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن جو پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈر ہیں انھیں پاکستان آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس اہم وقت پر ملک و قوم کو ان کی ضرورت ہے، ان کے ideasکی ضرورت ہے، ان کی نمائندگی کی ضرورت ہے لیکن انھیں اس ملک میں آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اس سے زیادہ اور لمحہ فکریہ کیا ہو گا کہ آپ انڈیا پر اعتبار کرنے کے لئے تیار ہیں، نیٹو کی فوجوں کو بلانے کے لئے تیار ہیں، لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو اس ملک میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے partپر یہ سب سے بڑی بد دیانتی ہے کہ آپ باقی سب کچھ کرنے کو تیار ہیں، آپ نیٹو کی فوجوں کو بلانے کے لئے تیار ہیں، آپ انڈیا کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے لئے تیار ہیں لیکن اپنے لیڈر جو بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈر ہیں انھیں پاکستان میں آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرتی ہوں کہ قدرتی آفات تو روکی نہیں جا سکتیں لیکن اب تمام ملکوں میں بلکہ اب تو انڈیا میں بھی Crisis Management Centres بنائے جا چکے ہیں جن کی سنٹرل، پراونشل اور پھر لوکل لیول پر organization ہوتی ہے تاکہ خدا نخواستہ اگر کوئی ایسا disaster آئے یا کوئی ایسا problem ہو تو فوری طور پر اس سے نمٹا جا سکے اور ہمیں کرینیں ڈھونڈنے نہ جانا پڑے۔ پھر ہمیں وہ رونا نہ رونا پڑے کہ ہمارے پاس ہیلی کاپٹر نہیں ہیں اگر ہوتے تو شاید کچھ لوگوں کو بچا سکتے تھے تو میں سمجھتی ہوں کہ with the legislation of the Parliament ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو Disaster Management Centre ہو جس کی organization لوکل لیول تک ہو تاکہ خدا نخواستہ ملک میں کوئی ایسا problem ہو تو اس سے نمٹا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خواتین جن کے شوہر، سربراہ یا گھر کے مرد اس دنیا میں نہیں رہے ان کے inheritance problems بہت زیادہ ہو گئے ہیں لہذا میں وفاقی حکومت سے التجا کروں گی اور صوبائی حکومت سے بھی درخواست کروں گی کہ وہ بھی وفاقی حکومت سے بات کرے اور ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو ان بیواؤں اور بے سہارا خواتین جن کے مرد اس دنیا میں نہیں رہے ان کی inheritance ان کی زمین ان کے نام کی جائے پیشتر اس کے کہ کچھ لوگ اس پر قبضہ کر لیں۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ آپ اس House کے کسٹوڈین ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس کا ڈیکورم برقرار رکھیں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ تمام لوگوں کو اس House میں بیٹھنے کے لئے manners اور ڈیکورم سمجھائیں کہ اس میں آنے کا مطلب کیا ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھنے کا طریق کار کیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح تو مچھلی بازار، غلہ منڈی اور اس اسمبلی میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے مقرر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت ہی اہم موضوع ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کی تاریخ کے اندر شاید اتنا تباہ کن زلزلہ کبھی نہیں آیا۔ یقیناً نہ صرف پاکستان عوام، ملت اسلامیہ بلکہ پوری دنیا نے اس کی gravity کو محسوس کیا ہے۔ میں بالخصوص پاکستان عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس کے اندر دل کھول کر مدد کی ہے۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو، شاید

ہی کوئی فرد ایسا ہو جس نے اس دکھ کو محسوس کر کے اپنی بساط کے مطابق ریلیف کے لئے کچھ نہ کچھ نہ دیا ہو۔ حتیٰ کہ سکول کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی اپنی pocket money میں سے اس میں حصہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ رب العالمین اس کو قبول کرے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ یقیناً میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ افواج پاکستان نے بھی اس کو اپنی ایک ڈیوٹی سمجھتے ہوئے پوری محنت کے ساتھ کیا۔ اس میں ان کے جوان بھی شہید ہوئے ہم انھیں بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن افواج پاکستان کی یہ ساری کارکردگی جنرل مشرف کے سایہ کی وجہ سے گہنا جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات قابل غور بھی ہے اور میں اس پر جہادی تنظیموں کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں جنھوں نے سب سے پہلے اس ریلیف کام کو اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہوئے بھاگ دوڑ کی ہے۔ میں ایک حوالہ دوں گا کہ میں بہاولپور کی عیدگاہ میں اندر جا کر عید کی نماز ادا کرتا ہوں لیکن میں نے اس دفعہ عیدگاہ کی مسجد کے باہر اپنی چادر کو بچھایا اور میرے ہاتھ میں ایک banner بھی تھا جس پر میں نے زلزلہ زدگان کی مدد کی اپیل کی ہوئی تھی۔ الحمد اللہ عید گاہ کے اندر جاتے ہوئے اور باہر آتے ہوئے بھی لوگوں نے اس میں کافی contribute کیا۔ جب لوگ باہر آ رہے تھے تو ان میں سابقہ چیف جسٹس اللہ نواز صاحب بھی تھے۔ جب وہ باہر آئے تو مجھے کھڑا دیکھ کر تیزی سے میری طرف آئے اور مجھے گلے لگایا اور مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں اور آپ کی تنظیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور انھوں نے کہا کہ ہم ریلیف کے کام کے لئے باغ کے علاقے میں گئے تو وہاں جا کر ہم نے معلومات لیں تو لوگوں نے بتایا کہ اگر باغ کے علاقے کے اندر سب سے پہلے کوئی تنظیم پہنچی ہے تو وہ جماعت اسلامی ہے، الخدمت فاؤنڈیشن پہنچی ہے اس کے بعد انھوں نے کہا کہ "الدعوۃ" والے آئے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم تیسرے نمبر پر پہنچے اور فوج چوتھے نمبر پر اس کام کے لئے پہنچی۔ ہو سکتا ہے کہیں پہلے پہنچی ہو اور کہیں بعد میں پہنچی ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت کی یہ بڑی بددیانتی ہے کہ جن جہادی تنظیموں نے اس کام کے اندر محنت کی ہے حکومتی میڈیا اسے proper طریقے سے patronize نہیں کرتا، اسے recognize نہیں کرتا اس طریقے سے جو volunteer workers ہیں ان کی بڑی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اور اہم حوالے اور اہم ڈیوٹی کے حوالے سے اس clamity کے موقع پر بھی جو مخصوص گروہ ہیں انہوں نے اس کے اندر سیاست کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اخبارات بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ وہاں مظفر آباد کے اندر جو جماعت اسلامی کا ریلیف کیمپ

تھا جس کے اندر مرد بھی موجود تھے اور خواتین بھی موجود تھیں اور اس کیمپ پر ایم۔کیو۔ایم نے جس طرح کراچی کے اندر ان کا ایک رویہ ہے جو لاشوں، بھتوں اور غنڈہ گردی کی سیاست کرتے ہیں وہاں بھی انہوں نے اسی طرح کی سیاست کرنے کی کوشش کی۔ وہاں پر فائرنگ کی گئی، وہاں پر لوگ زخمی بھی ہوئے ہمارے ایک ورکر کے پیٹ میں گولی لگی اور وہ شدید زخمی ہو گیا اور باقاعدہ ایک ایم۔کیو۔ایم کا کارکن تھا اسے لوگوں نے گھیرا اور پکڑ لیا اور حکومت کے حوالے کیا کہ یہ آدمی یہاں پر fuss creat کر رہا ہے لیکن اس کو چھوڑ بھی دیا گیا اور مسلسل میڈیا اور حکومت کی طرف سے اسی طرح کا پراپیگنڈا ہوتا رہا کہ ایم۔کیو۔ایم والے شاید بڑا کوئی ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو سیدھی سی بات on oath کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر ایم۔کیو۔ایم والوں نے ایک آدھا کیمپ لگایا ہوا ہے۔ ایک مظفر آباد کے اندر، ایک ایبٹ آباد کے اندر، ایک مانسہرہ کے اندر کیمپ لگایا ہوا ہے اور میز پر ان کا جو غنڈہ اعظم ہے "الطاف حسین" اس کی فوٹو رکھی ہوئی ہے۔ اس طرح ایک پراپیگنڈا کا سلسلہ انہوں نے چلایا ہوا ہے۔ اس طرح کا جو معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے اور میں بالخصوص refer کروں گا پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کو کہ یہ جماعت کے ڈاکٹروں کی ایک ذیلی تنظیم ہے۔ نوائے وقت اور دیگر اخبارات نے ایڈیٹوریل لکھے ہیں کہ اس تنظیم نے وہاں پر بڑا کام کیا ہے۔ بیرونی دنیا میں جماعت سے منسلک جو ڈاکٹر صاحبان تھے وہ بڑی تعداد میں equipment کے ساتھ، ادویات کے ساتھ وہاں پر آئے اور انہوں نے وہاں پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس میں ہمیں تکلیف بھی ہوئی ہے۔ سعودی عرب سے ہماری جماعت کے دوستوں نے وہاں سے خیمے بھجوائے تھے اور یہاں لاہور کے اندر اسی ریلیف کے حوالے سے ہماری ایک میٹنگ تھی۔ وہاں پر briefing میں لیاقت بلوچ صاحب نے ہمیں بتایا کہ کوئی پانچ چھ روز تک کراچی پورٹ پر یہ خیمے stuck up رہے اور وہاں پر انہیں ہدایات یہ تھیں کہ یہ خیمے گورنمنٹ کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اسی طرح لاکھوں روپے مالیت کی میڈیسن سعودی عرب سے آئیں جو وہاں سے ہمارے دوستوں نے پیسے اکٹھے کر کے بھجوائیں وہ بھی کراچی پورٹ پر stuck up رہیں۔ اس کے بعد بڑی مشکل کے ساتھ ہم نے انہیں حاصل کیا اور اب کیفیت یہ ہے کہ وزارت خارجہ کی طرف سے ایک سرکلر تمام بیرونی سفارت خانوں کو جاری ہوا ہے کہ کوئی بھی اگر کوئی چیز بھیجنا چاہے اس کو اس وقت تک clearance نہ دی جائے جب تک وہ اسے صدر کے ریلیف فنڈ کے اندر یا گورنمنٹ کی طرف اس کا flow نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا طریق کار نہیں ہے۔ اس طرح کی کارروائی

کے نتیجے میں nation as a whole جس کے اندر یہ سارا جذبہ پیدا ہوا ہے وہ پھر تقسیم کا شکار ہوتی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موقع کو احسن طریقے سے استعمال کیا جائے۔الحمدللہ اس میں ہم نے یہ بھی کیا ہے کہ ہمارا ایک انجینئرنگ ونگ ہے انہوں نے باقاعدہ وہاں پر جو زلزلہ پروف یا زلزلے کو sustain کرنے والے مکان ہیں اس حوالے سے بھی ان کے نقشے بنائے ہیں۔ انشاء اللہ یہ جب سردی کا spell ختم ہوگا تو دنیا دیکھے گی کہ جماعت اسلامی اور جماعت کا "الخدمت ونگ" ہے۔ہم باقاعدہ لوگوں کو اپنی بساط کے مطابق جتنا بھی کر سکے انشاء اللہ وہاں پر گھر بھی بنا کر دیں گے۔اس میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیرونی دنیا نے جو اس وقت وعدے کئے ہیں وہ یقیناً خوش آئند ہیں لیکن قوم کے اندر جو بات flow کر رہی ہے، پچھلے منگل کی بات ہے میں بہاولپور کے ایک دو بازاروں میں گیا۔اس زلزلے کے relief کے سلسلے میں ہمارے جو مرکزی coordinater نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ ہیں وہ تشریف لائے۔وہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی کے ناظم بھی رہے ہیں وہ جب بہاولپور تشریف لائے تھے تو میں نے بھی اپنے الخدمت کے کارکنان کے ساتھ بہاولپور کے بازار کا راؤنڈ کیا۔الحمدللہ لوگوں نے بہت response دیا اور ایک دو گھنٹے کے اندر ہی لوگوں نے پونے دو لاکھ روپے، مختلف دکانداروں نے ہماری جھولی کے اندر ڈالے لیکن ساتھ لوگوں کے یہ تبصرے بھی تھے کہ گورنمنٹ کو بھی بہت کچھ مل رہا ہے اگر حکومت دیانت داری اور صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ خرچ کرے گی تو اس کے نتیجے میں ہمیں مزید کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ جو ایک چیز پیدا ہو رہی ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے اسی لئے ہمارے قائدین کی طرف سے بھی بار بار یہ مطالبہ آ رہا ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر اس سارے معاملے کو لایا جائے۔ پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔پارلیمنٹ ان لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جن پر لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے۔ان لوگوں کو آپ باہر رکھنا چاہتے ہیں اور نیچے سے لے کر اوپر تک وہ تمام معاملات کے انچارج جنرل مشرف صاحب نے فوج کے لوگ بنا دیئے ہیں۔اس کے نتیجے میں ایک بداعتمادی کی فضا پیدا ہو رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ یہ سارا معاملہ باضابطہ طریقے سے لائے اور پارلیمنٹ کو اس ریلیف کے کام کے اندر باقاعدہ طریقے سے involve کرے۔تاکہ قوم کو اس حوالے سے اعتماد ملے کہ یہ جو رقوم آئی ہیں یا یہ جو relief کا کام ہے، rehabilitation کا کام ہے یہ دیانت داری کے ساتھ سرانجام پائے۔یہ جو عدم اعتماد ہے اس پر ہمارے جو بیرونی مہمان آتے ہیں یا ہمارے حاکم آ جاتے ہیں، ابھی چند روز پہلے کرسٹینا روکا اسلام آباد تشریف لائی تھیں تو ان کا ایک

بیان شہ سرخیوں کے ساتھ لگا ہوا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم مدد کرنا چاہتے ہیں لیکن ہماری reservationsہیں،ہمارے تحفظات ہیں کہ گورنمنٹ صحیح طریقے سے دیانت داری کے ساتھ reliefکا کام نہیں کر پائے گی۔یہ جو ایک معاملہ آ رہا ہےاس کے حوالے سے بھی ضروری ہے کہ لوگوں کا ذہن clearکیا جائےاوراس کے لئے ضروری یہ ہے کہ پارلیمنٹ کواس میں بھیinvolveکیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت نے اس حوالے سے باتیں تو بہت کی ہیں کہ کوئی بھی ایسا ایک بچہ جوaffecteeہے وہ کسی کے حوالے نہیں کیا جائے گا لیکن اخبارات کے اندر یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ لوگ جاتے ہیں اور وہاں سے کوئی نہ کوئی بچہ اٹھا کر ادھر ادھر ہو جاتے ہیں،کچھ لے بھی جاتے ہیں۔اس حوالے سے بھی اس ذمہ داری کو محسوس کیا جائے اوراس میں جو جہادی تنظیمیں ہیں،این۔جی۔اوز ہیں ان سب کو اس کام کے اندرinvolveکیا جائے۔اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملک کے اندر اتنے سارے کیڈٹ کالجز ہیں جو اس طرح کے تعلیمیresidentialادارے ہیں ان کے اندر ان بچوں کو تقسیم کیا جائے۔وہ مسلسل ان کی نگرانی بھی کریں ان کی ایجوکیشن بھی کریں اوران کوbrought upکریں۔اس کام کیmonitoringہر ضلع کی سطح پر بنا کر اس کام کو احسن طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا!اس کے ساتھ ساتھ میں آخر میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ بہت ساری سائینٹفک توجیہات سائنس دانوں نے دی ہیں کہ جیundergroundجو platesتھیں آپس میں ان کا کوئیinteractionہوا ہےاور وہ نئے طریقے سےsettleہوئی ہیں اور مسلسل ان کے اندر ابھی تکmovementجاری ہے اوراس وجہ سے کھمبیر سطح کا ریکٹر سکیل کا زلزلہ پاکستان کے اس علاقے کے اندر آیا ہے۔یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ہیں لیکن میں اس کو قرآن پاک کی طرف بھیreferکرنا چاہتا ہوں۔الحمد للہ ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے اور ہم سب قرآن پاک پر ایمان رکھتے ہیں،اس کو پڑھتے ہیں،اس کے اندر بہت سارے حوالے مختلف قوموں کے حوالے موجود ہیں۔اللہ رب العالمین اس حوالے سے غضبناک ہوتے ہیں جب اس کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔اس پہلو سے بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔پوری قوم کو اس پر استغفار بھی کرنا چاہئے،اللہ سے توبہ بھی کرنی چاہئے۔لوگ بعض اوقات پوچھتے ہیں کہ ہمارا جرم کیا ہے؟آپ جو یہ بات کرتے ہیں کہ نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ہم انہیں کہتے ہیں کہ جناب آج اس ملک کو بنے 56سال ہو گئے

ہیں۔ 1947 میں آپ نے اس ملک کو حاصل کیا اور اس وقت ایک پاپولر نعرہ تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا" لاالہ الااللہ "56 سال ہو گئے ہیں اور یہ بات سب پر عیاں ہے کہ ہم نے قرآن کو تو نیچے رکھا ہوا ہے اور انگریزوں، سکھوں اور ہندوؤں کا بنایا ہوا جو قانون ہے وہ قرآن کریم کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ وہ سسٹم، منشور جو نظام مصطفیٰ اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمارے پاس بھیجا تھا وہ اس وقت حکم نہیں ہے۔ بڑے اچنبھے کی بات ہے اور اس حوالے سے لمبی چوڑی بات کی جا سکتی ہے لیکن اس طرح کا جو سلسلہ ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ یقیناً بڑے غضبناک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے کہ ہم اپنی پسند کے قوانین جن کو ہم ہضم کر سکتے ہیں جس میں ہمیں آسانی ہے اس کو تو ہم adopt کر لیں اور جو چیزیں ہمیں سخت لگتی ہیں ان کو ہم بالکل چھوڑ دیں اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے نظام کو وضع کرتے رہیں۔ یہ اس طرح کی جو نافرمانیاں ہیں اس کے بارے میں بھی ہمیں سوچنا چاہئے اور یہ ہمارے 1973 کے آئین میں باقاعدہ ایک شق بھی اس زمانے میں بھٹو صاحب کی سرکردگی میں جب یہ آئین منظور ہوا تھا، اپوزیشن نے محنت کر کے یہ شق اس کے اندر ڈلوائی تھی۔ جب یہ آئین منظور ہو گیا کہ دس سال کے اندر اندر اس ملک کے تمام قاعدے، قوانین قرآن وسنت کے مطابق کئے جائیں گے لیکن وہ وعدہ ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا ہے۔ اب بھی اتنے بڑے گھمبیر سانحے کے باوجود ہمارا میڈیا اسی قسم کے ڈرامے، اسی قسم کے ناچ اور اب تو سلسلہ یہ ہو گیا ہے کہ ریلیف کے کام بھی ناچ گانے سے منسلک ہو گئے ہیں اور ہمارے میڈیا کے اندر جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں وہ بھی ناچ گانے اور ڈرامے کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ ہمیں اس حوالے سے بھی سوچنا چاہئے اور اپنی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور اللہ نہ کرے کہ مستقبل کے اندر اس قوم کے ساتھ اس قسم کا کوئی اور سانحہ پیش آ سکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank you. ملک اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! 8-اکتوبر کا سانحہ قیامت صغریٰ نہیں بلکہ قیامت کبریٰ تھا جس نے اس ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ ٹریژری بنچز کی طرف سے میرے بہت سے دوستوں نے باتیں کیں اور خصوصاً محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ نے وہ کام گنوائے جواب کئے جا رہے ہیں لیکن اصل میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جب یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا تو اس کے بعد گورنمنٹ آف پاکستان نے کیا کیا؟ ہمیں اپنی خامیوں کی نشاندہی کرنی ہو گی کیونکہ جب ایسے crisis آتے ہیں تو 72 hours بڑے

crucial ہوتے ہیں کہ جو آہیں اور سسکیاں اینٹوں اور ملبے کے نیچے سے آ رہی تھیں اور دم توڑتی انسانیت وہاں تڑپ رہی تھی تب گورنمنٹ آف پاکستان کچھ نہ کر سکی، ہمارے ادارے کچھ نہ کر سکے اور نہ ہی انہیں موقع پر وہ ریلیف دیا گیا جن کے وہ مستحق تھے اور جو کیا جانا ازحد ضروری تھا۔ کیونکہ اسلام آباد میں مارگلہ ٹاور گرا تو پوری فیڈرل گورنمنٹ اسی ٹاور کے ارد گرد پھرتی رہی اور یہ اندازہ بھی نہ لگا سکے کہ کہاں کہاں، کیا کیا تباہی وقوع پذیر ہو گئی ہے اور میں آج کے میڈیا، چینلز خصوصاً اے۔آر۔وائی اور جیو کو یہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے public awareness کی اور لوگوں کو دکھایا بلکہ گورنمنٹ کو بھی دکھایا کہ کہاں کہاں پر کتنی تباہی ہوئی ہے اور ان علاقوں میں سب سے پہلے جو امداد پہنچی وہ گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی ادارے کی طرف سے نہیں تھی وہ عوام کی امداد تھی۔ میں پاکستان کی عوام کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو سب سے پہلے ان جگہوں پر پہنچ گئے جہاں تک ہیلی کاپٹروں، افواج پاکستان اور نہ ہی اس گورنمنٹ کے اداروں نے رسائی حاصل کی۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو دعوے کئے گئے کہ گورنمنٹ نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ ٹھیک ہے جو لوگ بچ گئے ہیں ان کے لئے کیا جا رہا ہے اور کرنا بھی چاہئے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو پہلے 72 گھنٹے گزرے اس میں گورنمنٹ کی performance کیا تھی؟ بی۔بی۔سی کے رپورٹر نے جنرل پرویز مشرف سے پوچھا کہ آپ نے ابھی تک کیا اقدامات کئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم کر رہے ہیں اور پھر شیخ رشید سے اس کی بات ہوئی تو وہ لڑنے کے انداز میں ان سے جھگڑا کہ گورنمنٹ آف پاکستان اس وقت کوئی اقدام اٹھائے گی جب ملبے کے نیچے سسکتی ہوئی انسانیت دم توڑ جائے گی۔ مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب گورنمنٹ کا پنڈورا بکس کھولا گیا تو چھ یا سات ہیلی کاپٹر نکلے۔ وہ بھی weather کے ساتھ compete نہیں کرتے تھے جو بُرے موسم میں وہاں پر جا سکتے۔ ہم تقریباً 12/13 تاریخ کو اپنے دوستوں سے collection کر کے وہاں پر گئے اور مانسہرہ میں بے نظیر دستر خوان کے نام سے کیمپ لگایا گیا، جہاں پر دو سو دیگ کھانے کی روزانہ پکا کر مانسہرہ کے کیمپوں، ڈگری کالج مانسہرہ، ظفر گراؤنڈ مانسہرہ اور ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال مانسہرہ اور ایوب میڈیکل کمپلیکس ایبٹ آباد میں جو کیمپ لگے ہوئے تھے وہاں پر سحری اور افطاری deliver کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ 50/60 بندوں کی ٹیم تھی جن میں کھانا پکانے والے اور کھانا تقسیم کرنے والے بھی تھے۔ پھر ہم وہاں سے کھانے اور خشک راشن کی گاڑیاں بھر کر move کرتے تھے شنکیاری کی طرف گئے، گڑھی حبیب اللہ کے دیہاتوں میں گئے، بالاکوٹ کے نیچے اتر کر دیہاتوں میں گئے۔ پھر ہم نے مظفر آباد کی

طرف move کیا اور آزاد کشمیر اسمبلی کے اندر لگے ہوئے کیمپ میں ہم نے تین گاڑیوں میں جو پیک راشن تھا، چادریں تھیں، کپڑے تھے وہ انہیں deliver کئے اور میں وہاں پر کام پر مامور ڈاکٹر صاحبان کی عظمت کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ مزدوروں کی طرح ہمارے ساتھ گاڑیاں unload اور سامان پیک کرنے میں رات دن کام کر رہے تھے۔ وہاں پر ایک ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ جب ہم ہٹیا بالا پانچ دن بعد پہنچے تو آپ یقین کریں کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر سے میڈیسن اتاری تو لوگوں نے ہمیں گھیر اڈال لیا اور گلوکوز کی ڈرپوں کو کاٹ کر direct منہ سے پینا شروع کر دیا۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی performance تھی۔ وہاں پر سرحد گورنمنٹ کا کوئی کام نظر نہیں آیا۔ وہاں پر اگر کام ہو رہا تھا تو وہ سیاسی جماعتیں کر رہی تھیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہاں پر پبلک کام کر رہی تھی۔ سنا تھا کہ سرحد میں dispute چل رہا ہے کہ وہاں پر آرمی پیسے لگائے گی یا سرحد گورنمنٹ لگائے گی۔ یہ ہمارے لئے انتہائی شرمناک بات ہے کہ معصوم بچے جو سکول بلڈنگز کے نیچے آکر دب گئے، ملازم جو اپنی نوکریوں پر تھے اور دفاتر کے نیچے آکر دب جانے سے ان کی آہیں ختم ہو گئیں، ان کی چیخیں رک گئیں تب ہم نے جاکر کچھ کرنا شروع کیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ فوری طور پر اس کے لئے کوئی اقدام کیا جاتا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہ ہی این ایل سی کے پاس، نہ ہی ایف۔ ڈبلیو۔ او کے پاس اور نہ ہی گورنمنٹ آف پاکستان سے بلڈوزر نکلے، کرینیں نکلیں اور نہ ہی ملبہ ہٹانے والے دوسرے آلات نکلے۔ اب جو بچ گئے ہیں ان کے لئے ہم نے خیموں کی رٹ لگانی شروع کر دی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ملک نذر فرید کھوکھر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! وہاں پر weather اتنا سخت ہے، تیز ہوائیں ہیں، بارش ہے، برف باری ہے، کوئی بھی خیمہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے اوپر برف پڑی ہو اور اس میں leakage نہ ہو۔ وہاں پر بستر گیلے ہو رہے ہیں اور وہاں پر خیموں کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان گاؤں کے لوگوں کو میدانی علاقوں میں شفٹ کیا جاتا جب تک کہ ان کے گھروں کے temporary arrangements نہ ہو جاتے لیکن اس کے بعد گورنمنٹ نے اپنا کام جیسے بھی کیا اور ڈونرز نے ہمیں جو دیا اور ہم ان کو بھی بچانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جب تک ان لوگوں کے بارے میں ایک ماسٹر پلان نہیں بنے گا، جو بچیاں بیوہ ہو گئی ہیں، جو بچے یتیم اور مسکین ہو گئے ہیں ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں سوچیں گے تو پھر یہی ہو گا کہ صرف کاغذوں میں ہر چیز رہ جائے گی۔ وہاں کے آدھے لوگ نفسیاتی مریض ہو چکے ہیں، جو بچ گئے ہیں وہ بھی اپنا سر پیٹتے ہیں کہ ہم کیوں بچ گئے ہیں، ہمارے

تو خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ شیریں وحید آزاد کشمیر کی منسٹر تھیں جو ہمارے ساتھ چائنا بھی گئی تھیں اس کے خاندان کے 14 کے 14 افراد اور ان کا نیلم ویلی ہوٹل تباہ ہو گیا۔ مظفر آباد جو واقعی روشنیوں کا شہر تھا وہاں ہم نے 16۔اکتوبر کی رات کو پورے شہر کا چکر لگایا تو ہماری 30 لوگوں سے بھی ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ جو اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں کہ 73 ہزار یا 84 ہزار لوگ مر گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نعشیں نکال کر کہیں نہ کہیں اجتماعی قبروں میں دفنایا گیا۔ مظفر آباد اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر ممتاز راٹھور سے میری بات ہوئی، اس نے کہا کہ تقریباً اڑھائی تین لاکھ آدمی صرف مظفر آباد میں شہید ہوئے ہیں اور گورنمنٹ صرف وہی بتاتی ہے جو انہوں نے نعشیں نکالی ہیں اور جو لوگ ملبے کے نیچے پڑے ہیں ان کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ ان کو نکال ہی کوئی نہیں سکا، ان کا کوئی ایک آدھ بچ گیا ہے، وہ صبح اٹھتے ہیں، ملبے پر بیٹھتے ہیں، روتے ہیں۔ ان کے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسی آفات سے ہمیں اور اس ملک کو محفوظ رکھے کیونکہ نہ ہی اس ملک کی عوام اتنی پیسے والی ہے اور نہ ہی ہمارے وسائل اتنے ہیں لیکن معاملہ یہ ہے کہ ہر سال فیڈرل گورنمنٹ سے ایک آدمی گورنمنٹ کے خرچے پر کرائسز مینجمنٹ کے کورس کے لئے آسٹریلیا جاتا ہے۔ جس پر تین ماہ کے لئے لاکھوں روپے خرچ پاکستان گورنمنٹ برداشت کرتی ہے۔ کیا حکومت پاکستان بتائے گی کہ وہ افسران کہاں دفن ہو گئے جو گورنمنٹ کے پیسے پر وہاں سے کورس کر کے آئے تھے؟ وہ Post Warden کا محکمہ، شہری دفاع جس کو اتنے فنڈز دیئے جاتے ہیں وہ کہاں پر چلا گیا اور ہم اس علاقے کو آرتھوپیڈک سرجن ہی فراہم نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں پر زیادہ تر injuries ٹانگ اور کمر کی ہڈی کی تھیں۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میں نے وہاں پر دیکھا کہ ڈاکٹر انتہائی محنت سے کام کر رہے تھے لیکن حکومتوں کا کام ان کو manage کرنا ہوتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ مانسہرہ کے ہسپتال میں ایک لیڈی ڈاکٹر چار مریضوں کو زمین پر لٹا کر ان کے آپریشن کر رہی تھی۔ جب ہم کھانا دینے جاتے تھے تو جیسے گونگے بہرے لوگ ہوتے ہیں، جیسے ان کی دنیا لٹ چکی ہے۔ ہمیں اس بات کو سوچنا ہو گا اور آگے اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں سے بچائے لیکن ناگہانی آفات آتی رہتی ہیں ہمیں اس کا بہتر انتظام کرنا ہو گا۔ جیسے امریکا نے اپنے بیس لاکھ آدمی ٹیکساس سے منتقل کئے تھے، جب وہاں پر سمندر کی لہر آئی تو انھوں نے ٹرینیں فری کر دیں، انہوں نے ہوائی جہاز فری کر دیئے، بسیں فری کر دیں، لوگوں کو

سہولتیں دیں لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہ حکومت پاکستان جو وسائل تھے ان کو بھی بروئے کار لا کر ان لوگوں کو نہ بچا سکی جو اس انتظار میں رہے کہ شاید ہمارے اوپر کوئی لینٹر، کوئی اینٹ، کوئی ملبہ اٹھا کر ہمیں نکال لے اور ہماری جان بچ جائے۔ اس طرح تقریباً ہمارا تین لاکھ سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ جوں جوں ہم اس کو ٹٹولیں گے تو اور زیادہ نقصان بنے گا۔ ہمیں چاہئے کہ جو بچیاں بے سہارا ہو گئی ہیں۔ پنجاب بڑے بھائی کے ناتے ان کے لئے سپیشل سنٹرز بنائے، جو بچیاں جوان ہیں ان کی شادیوں کا بندوبست کیا جائے اور جو بچے لاوارث ہو گئے ہیں ان کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کیا جائے۔ اگر آج گورنمنٹ نے کوئی جھولی پھیلائی ہے اور ڈونرز نے وہاں پر عطیات دیئے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس حد تک ہم ان کو سراہتے ہیں لیکن اصل سراہنے والی بات یہ ہو گی کہ جب حقداروں کو ان کا حق ملے گا اور یہ پیسا واقعتاً ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محمد وارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس موضوع پر بولنے کے لئے میں تو اپنے آپ کو اس پر compose کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زلزلہ نہیں، یہ قیامت تھی۔ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ قیامت صغریٰ نہیں قیامت کبریٰ تھی جس میں زمین پھٹ گئی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے رہے، عمارتیں مسمار ہو گئیں۔ جتنا نقصان ہوا اس پر بحث نہیں ہے کہ پچاسی ہزار لقمہ اجل بنے یا زیادہ بنے۔ میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ بہت زیادہ ہوئے، دو لاکھ یا اڑھائی لاکھ ہوئے۔ میں یہ کہوں گا کہ اللہ کرے پچاسی ہزار سے زیادہ نہ ہوں۔ جتنا ہم سوچیں کہ یہ کم سے کم لوگ مرے ہیں تاکہ ہمیں تسلی ہو، جو مر چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ایک پورا خطہ جو پاکستان کا حصہ تھا، پاکستان کا حسن تھا جس کو ہم کشمیر کہتے ہیں وہ پورے کا پورا تباہ ہو گیا۔ اسی طرح سرحد کے دو تین اضلاع تباہ ہوئے لیکن اس میں ایک روشنی جو نظر آئی کہ چالیس سال بعد 1965 کے بعد پہلی دفعہ پاکستانی قوم میں وہ جذبہ حریت دیکھنے میں آیا، وہ یکجہتی دیکھنے میں آئی۔ یہ موقع تنقید برائے تنقید کا نہیں ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کے جتنے بھائی یہاں ہماری حکومت پر تنقید کرتے رہے ہیں یا بعد میں کریں گے تو میری استدعا ہے کہ یہ موقع ہماری قوم کے لئے ایسا نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کریں۔ ہمارے ملک کے ہر شخص نے، ہر جماعت نے جتنی جس کی طاقت تھی حتی المقدور پوری محنت کی اور لوگ جتنی مدد کر سکتے تھے وہ کی۔ اس کے علاوہ بچوں اور بیبیوں کے جو بس میں تھا وہ

سارا حاضر کر دیا۔ اس سلسلے میں افواج پاکستان کو خراج تحسین پیش نہ کرنا بھی کنجوسی کے مترادف ہو گا۔ ہماری جو تنظیمیں ہیں، انھوں نے اپنا حق ادا کیا، بالکل اپنا حق ادا کیا۔ انھوں نے اپنا حق ادا کیا تو ہمارا فرض بنتا تھا کہ اس مصیبت میں ہم اپنا سارا کچھ چھوڑ کر بھاگ پڑیں۔ آپ دیکھیں کہ سڑک پر آپ جا رہے ہوتے ہیں تو راستے میں ایک حادثہ ہوتا ہے تو آپ بغیر سوچے سمجھے رک جاتے ہیں اور گاڑی سائیڈ پر لگاتے ہیں اور بھاگ پڑتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ جذبہ انسانیت ہے۔ آپ کو پتا نہیں ہوتا کہ اس میں مسلمان مر رہے ہیں، عیسائی مر رہے ہیں یا کون مر رہا ہے؟ آپ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں تو یہ آپ کے اندر جذبہ ہوتا ہے کہ آپ بھاگ کر مدد کرتے ہیں اسی لئے آپ کو افضل بنایا گیا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے افضل قرار دیا ہے۔ کچھ نہ کچھ خوبیاں ہی تو انسان میں بہتر ہیں۔ میں اس کی تعداد کے سلسلے میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں اب مسلمان ممالک کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے سب سے پہلے مدد کی اور بالخصوص سعودی عرب کا کہ انھوں نے اپنی پوری محبت اور پیار جس طرح ان کی روایت پاکستان کے بارے میں رہی ہے انھوں نے اس روایت کے مطابق ہماری مدد فوری طور پر شروع کی اور کر رہے ہیں اور بہت زیادہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے مسلمان ممالک بھی ہماری مدد کر رہے ہیں میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ دنیا نے ہماری مدد نہیں کی۔ ہم اس میں اپنی خارجہ پالیسی کو لے آتے ہیں، یہ انتہائی زیادتی ہے۔ دنیا نے بھی جس حد تک ہو سکتا تھا یہ چیز کسی خارجہ پالیسی کی محتاج نہیں ہے، یہ نہ کسی کا کریڈٹ ہے اور نہ کسی کے خلاف والی بات ہے۔ یہ ایک جذبہ انسانیت ہے جس کے تحت پوری دنیا سے مدد پہنچنی شروع ہو گئی۔ ابھی ہم نے ڈونرز کانفرنس بلائی۔ وہ ہمارے زعماء نے، ہماری حکومت نے بلائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی کریڈٹ والی بات نہیں ہے۔ دل یہ کرتا تھا کہ کاش ہمارے پاس وسائل ہوتے اور ہم ماؤزے تنگ کی طرح لوگوں کو کہتے کہ تمھارا شکریہ۔ ہم اپنے آپ کو خود سنبھال لیں گے کہ یہ ہمارا حصہ ہے۔ چین میں جب زلزلہ آیا تھا اور تباہی مچی تھی تو اس وقت دنیا بھاگ کھڑی ہوئی، ماؤزے تنگ نے کہا تھا کہ نہیں، یہ ہمارے ملک میں ہماری مصیبتیں ہیں اور اسے ہم خود اٹھائیں گے، آپ لوگوں کو ہم تکلیف نہیں دیں گے تو انہوں نے ہر خاندان کو بسایا تھا، establish کیا تھا لیکن ہمارے وہ وسائل نہیں تھے۔ آج ہم نے جو ڈونرز کانفرنس بلائی اس میں پانچ ارب ڈالر سے زیادہ کے جو وعدے ہوئے ہیں ہم اس کے لئے پوری دنیا کے انتہائی مشکور ہیں کہ انہوں نے مہربانی کی، اس میں کوئی طعن و تشنیع والی بات نہیں ہے کہ دنیا مدد کم

دے رہی ہے یا زیادہ دے رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ نہیں کہ ہم نے کوئی ایسا کام کر دیا جس کے لئے دنیا ہماری مدد کر رہی ہے۔ یہ ایک جذبہ انسانیت ہے جس کے لئے دنیا اپنا فرض نبھا رہی ہے اور جب دنیا کے دوسرے خطوں سے کوئی ایسی مصیبت آتی ہے تو ہم سے جتنا ہو سکتا ہے، حتی المقدور ہم بھی پورے جذبے کو بروئے کار لاتے ہیں۔

جناب چیئر مین! ہماری حکومت کی طرف سے، پرویز مشرف صدر پاکستان، چودھری شجاعت صاحب، وزیر اعظم صاحب اور ہمارے جتنے دیگر وفاقی وزراء تھے انہوں نے بھی حتی المقدور پوری کوشش کی، ہمارے حزب مخالف جماعتوں کے جتنے لوگ تھے انہوں نے بھی اپنی پوری کوشش کی۔ یہ حتی المقدور کی بات ہے کہ کوئی کتنا کر سکتا ہے اس میں جس کسی نے بھی کیا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ہر ایک نے اپنے اوپر احسان کیا ہے۔ یہ جذبہ انسانیت ہے، جبلت ہے اس floor پر میری استدعا ہے کہ خدارا! اس کو سیاسی issue نہ بنائیں یہ تو ابھی شروعات ہیں، ابھی تو آپ نے بہت لمبا سفر کرنا ہے۔ جو لوگ مر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے لیکن جو لوگ بچ گئے ہیں کسی کی ٹانگ نہیں ہے، کوئی اپاہج ہو گیا ہے، کسی کا باپ نہیں ہے، بیٹا نہیں ہے، عورتیں ہیں تو ان کا پورا پورا خاندان تباہ ہو گیا ہے۔ ذرا ان حالات میں سوچیں اور یقین مانیں کہ جب میں یہاں بیٹھا تو میری جرأت نہیں تھی کہ میں compose کر کے اس topic پر بولتا لیکن میں حیران ہوں کہ ادھر جو ماحول رہا ہے کہ زلزلے پر بحث ہوتی ہے اور ماحول اتنا غیر سنجیدہ رہا ہے مجھے اس پر افسوس ہے۔ میں اپنے دوستوں سے استدعا کروں گا کہ یہ ایک ایسا topic ہے کہ دنیا کو ہم نے message دینا ہے کہ ہم لوگ اکٹھے ہیں، ہم الگ الگ نہیں ہیں۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، جماعت اسلامی سب ایک ہیں، ہمارا نعرہ ایک ہے، ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں۔ ہم نے ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے یہ ایک دن کی بات نہیں ہے، لاکھوں گھر اجڑ گئے ہیں، لاکھوں بچے یتیم ہو گئے ہیں، لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں ہمیں ان خاندانوں کو بسانا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو vision دیا ہے اس کی تعریف نہ کرنا کنجوسی ہو گی۔ انہوں نے vision "ایک خاندان اپنائیے" دیا اس سلسلے میں وہ جو start لے چکے ہیں اس میں یہ نہیں ہے کہ یہ صرف پنجاب کرے گا، یہ نہیں ہے کہ یہ مسلم لیگ (قائد اعظم) کرے گی اس میں سب مل کر کریں گے۔ میں اپنے مسلم لیگ (نواز)، پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی کے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بھی آئیں اور ایک ایک خاندان اپنائیں اور اپنے نام لکھوائیں۔ ماؤزے تنگ نے یہی کیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ نام لکھوا دیں کہ کون کون آتا ہے، کون کون volunteer

کرتا ہے اور انہوں نے ایک ایک خاندان ایک ایک بندے کے حوالے کر دیا تھا۔ میں آج اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی ایک خاندان اپنائیے کے حوالے سے دعوت دیتا ہوں کہ آئیں، اپنے نام لکھوائیں اور آج کے بعد میرے ساتھ عہد کریں کہ اس سلسلے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ یقین مانیں کہ اس میں ہمارے وزیر اعظم نے کوتاہی کی ہے ہمارے صدر نے کوئی کوتاہی کی ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ نے کوئی کوتاہی کی ہے نہ ان کے زعماء نے کوتاہی کی ہے۔ اس سلسلے میں آج میرے ساتھ عہد کریں کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید نہیں کریں گے، ہم تعمیری مشورے اور تعمیری تنقید کریں گے۔ وہ روشنی دکھائیں گے کہ یہ کریں۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ ان کو ادھر نہیں لایا گیا۔ میں آج یہ کہتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ ان لوگوں کو اپنے علاقوں میں ان کی عزت نفس کی حفاظت کرتے ہوئے بسائیں۔ چونکہ ایک کہاوت ہے کہ وطن کشمیر ہے، آپ نے، میں نے اور سب نے سنا ہو گا، کسی کا وطن جیسا بھی ہو کون اپنے وطن کو چھوڑتا ہے۔ ان کو وہاں اپنے علاقوں میں ہم اتنا کچھ دیں کہ وہاں ان کی عزت نفس کو بحال رکھیں، ان کے رہائشی مکانات تیار کریں۔ ان کے جانور مر گئے ہیں، ان کا روزگار ختم ہو گیا ہے۔ ہم گاؤں کے رہنے والے ہیں، کسی گھر میں قتل ہو جاتا ہے تو یقین مانیں وہ مصیبت میں آ جاتے ہیں اور دوسرے پڑوسی اٹھ کر ان کی کاشتکاری شروع کر دیتے ہیں، ان کے مویشیوں کو چارہ کھلانا شروع کر دیتے ہیں تاکہ ان لوگوں کے مویشی ضائع نہ ہوں۔ آئیں آج مل کر ان کے لئے کچھ کریں۔ جس کے پاس پیسا ہے تو وہ پیسا دے، کسی کے پاس وسائل ہیں تو وہ دیں۔ جو کوئی یہاں سے جا سکتا ہے تو وہاں وہ سر و سز دیں۔ ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہم ان لوگوں کو جو ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ ہے، میں اس کو اپنا ملک کہتا ہوں۔ آج پاکستان نے، پنجاب نے کشمیر کے ساتھ جو پیار محبت دیا ہے تو آج یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشمیر ہم سے الگ نہیں ہے۔ ہم کوشش کریں کہ ان لوگوں کی شایان شان، عزت نفس کو بحال رکھتے ہوئے ان کا اپنے ہی علاقوں میں بندوبست کریں۔ جو بچے یتیم ہو گئے ہیں اس کے لئے میری گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں جس سے وہ بچے کسی فراڈیئے کے ہاتھ میں نہ آئیں، عورتوں کی حفاظت کریں۔ شکریہ

رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر چیئر کی رولنگ

جناب چیئرمین: اس سے پہلے کہ اگلے مقرر کو دعوت دی جائے ایک پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ صاحب نے raise کیا تھا جس وقت مجالس قائمہ کی رپورٹیں پیش ہو رہی تھیں اور وہ time extension کے لئے motion move کی گئی تھی تو اس پر رانا صاحب نے کہا تھا کہ جب motion

پیش کی جاتی ہے تو اس کو oppose کیا جاتا ہے اور اس پر discussion ہوتی ہے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر reserve کیا گیا تھا میں اس پر اپنا decision دیتا ہوں۔ میرا اس پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق decision یہ ہے کہ جب موشن for the extension of time for presentation of report of a Committee till a date specified in the motion پیش کی جاتی ہے تو کیا اس کو oppose کر کے discuss کیا جا سکتا ہے تو میں اس بارے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی جو regulate کی جاتی ہے وہ آئین کے آرٹیکلز اور Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے تحت ایک تو ان کو regulate کیا جاتا ہے، دوسرا ان proceedings کو precedents کے حوالے سے چلایا جاتا ہے۔ اس میں کسی rule یا کسی proceeding کے بارے میں کوئی ابہام ہو یا اس میں کوئی معاملہ ایسا تصفیہ طلب ہو تو سپیکر صاحب اس پر جو رولنگ دیتے ہیں وہ under rule 169 فائنل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ معاملہ جو اٹھایا گیا ہے یہ rules میں otherwise provided ہے اس پر کوئی رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو رول 166 ہے وہ Reports of Commitees lay کرنے کا طریقہ ہے۔

> **166. REPORTS OF COMMITTEES.-** (1) The report of a Committee shall be presented within the limit fixed by the Speaker under rule 94 or within thirty days from the date on which reference was made to it by the Assembly unless the Assembly, on a motion being made directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion.

اب چونکہ motion کا لفظ استعمال ہوا تھا اس پر رانا صاحب کو خیال آیا کہ motion کو oppose بھی کیا جا سکتا ہے اور اس پر discussion بھی ہو گی۔ میں ان کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو رولز آف پروسیجر کا رول 155 ہے کہ Reference to Committees وہ motions ہوتی ہیں اسمبلی میں on a motion made by a member, remit to the Committee concerned any subject or matter which may be studied by that

Committee.اس موقع پر نہ ہی اس کو oppose کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس پر discussion ہوتی ہے۔ یہ ایک simple طریق کار ہے جو رول 155 میں lay کیا گیا ہے۔ اسی طرح رول 166 میں Reports of Committees کو lay کرنے کا طریقہ وضع کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس اسمبلی کے precedents اس پروسیجر کو regulate کرنے کا طریقہ ہے۔ آج تک جب سے یہ اسمبلی بنی ہے precedent بھی یہی ہے کہ جب time extension کے لئے کوئی motion پیش کی جاتی ہے تو اسمبلی یا سپیکر صاحب direct کرتے ہیں وہ جو specific time ہوتا ہے اس وقت تک اس کو extend کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اس time extension کی motion پر نہ ہی کوئی discussion ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کو oppose کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

اب میں بحث کے لئے ملک محمد احمد خان کو دعوت دیتا ہوں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر اسد معظم صاحب۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! تنقید کا پہلو صرف اس حد تک ہوتا ہے کہ معاملات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے کہ یہ جو آفت ہماری قوم پر آئی تھی اسے جتنی خوبصورتی سے tacle کرنا چاہئے تھا کیا ہم نے وہ کیا ہے یا نہیں کیا؟ اگر عوام نے سرمایہ دینے میں کوتاہی کی ہے تو ادھر توجہ دلائی جاتی ہے، اگر سرمایہ اور امداد بہت زیادہ موجود ہو تو اس کو manage کرنے کے لئے غلطی یا کوتاہی ہوئی ہو تو اس کو پوائنٹ آؤٹ کرنا صحت مندانہ تنقید ہے جو کہ اپنے معاملات کا جائزہ لینے کے لئے کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق زلزلے کے دس دنوں بعد تک انہوں نے کہا کہ 80 فیصد علاقے ایسے ہیں جہاں تک آج بھی ہماری گورنمنٹ اور ہماری آرمی نہیں پہنچ سکی۔ جب یہ زلزلہ آیا تو اس کے بعد ہمارے پاس وسائل کیا تھے؟ ان کا جائزہ لے کر اپنے ان زلزلہ زدگان کے علاقے کا جائزہ لے کر ہم نے ایک پلاننگ کرنی تھی کہ ہم کیسے کریں یا اسے ان معنوں میں لے لیں کہ اگر ہم آپ کی جگہ ہوتے تو ہم اس آفت سے کس طرح نمٹتے۔ ہمارے پاس سول بیوروکریسی چالیس لاکھ کے قریب ہے جس میں autonomous bodies کے ملازمین اور تمام محکموں کے ملازمین شامل ہیں۔ ہمارے پاس ساڑھے پانچ لاکھ آرمی، پانچ لاکھ کے قریب ریزرو فورس اور سکاؤٹس ہیں گرلز گائیڈ کی مد میں پاکستان بننے سے لے کر آج تک چھ کروڑ لوگوں کو تربیت دے چکے ہیں، ان میں ضعیف، بوڑھے اور جو مر چکے ہیں وہ نکال کر بھی ایک کروڑ کے قریب سکاؤٹس اور گرلز گائیڈ موجود

ہیں۔این۔سی۔سی کے تربیت یافتہ افراد کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔یہ وہ available human resourcesہیں جن کی بنیاد پر ہمیں minimum timeمیں زلزلہ زدگان تک پہنچنا تھا۔ ہمارے پاس اس علاقے کے لئے ایک سٹرکچر ہے کہ ایک ریونیو اسٹیٹ ہے جہاں کا ہیڈ ایک پٹواری ہوتا ہے۔ دس بارہ پٹواریوں کو ملا کر ایک قانون گوئی، اس پر تین چار نائب تحصیلدار، پھر ایک تحصیلدار، ڈی۔ڈی۔او(آر)، ڈی۔او(آر) اور ایک ای۔ڈی۔او(آر) کے اوپر ڈی۔سی۔او، چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت زلزلہ زدگان کا پورے کا پورا علاقہ سامنے رکھ لیا جاتا کہ اس تحصیل کے اندر کتنے مواضعات ہیں۔ جن جن پٹواریوں نے اپنے حلقے کے مطابق ہم سے رابطہ نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقے تک آج تک ہم نہیں پہنچ سکے۔ جب ایک ڈی۔ڈی۔او(آر) اپنے دفتر میں بیٹھتا ہے تو ایک ایک ریونیو اسٹیٹ پر اس کی نظر ہوتی ہے کہ اتنے لوگوں سے مالیہ مل گیا ہے، اتنوں سے نہیں ملا، اتنے لوگوں کے لئے ہم نے ایکشن لینا ہے۔ زلزلے کے فوری بعد اس انداز میں جبکہ ہمارے پاس ٹیلیفون، نیٹ کا رابطہ، وائرلیس اور پھر موبائل جتنا عام ہو چکا ہے اس سب کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ زلزلے کے دس یا بارہ گھنٹے کے بعد ہر ریونیو اسٹیٹ تک ہمارا رابطہ ہو چکا ہوتا۔ پندرہ دن کے بعد بھی اخبارات میں ایسی خبریں آئیں کہ ایک ہیلی کاپٹر گزرا لوگوں نے چادریں لہرائیں تو پھر پتا چلا کہ ادھر بھی کچھ زلزلہ زدگان موجود ہیں۔ جب پاکستان کے ایک ایک کونے سے انہوں نے مالیہ وصول کرنا ہو، انہوں نے ٹیکس وصول کرنا ہو تو ان کے پاس پورے کا پورا انظام، پوری مشینری سب کچھ موجود ہوتی ہے لیکن زلزلہ زدگان تک پہنچنے کے لئے 25/25 دن تک ان کو ان علاقوں کا پتا نہیں چلتا تھا جہاں پر لوگ عمارتوں کے نیچے گرے ہوئے تھے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! محترم نولاٹیا صاحب زلزلہ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں لیکن یہ جو بات کر رہے ہیں کہ 25/25 دن تک زلزلہ زدگان تک ریلیف نہیں پہنچایا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں یہ تصحیح کر لیں۔ میری اس میں reservations ہیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: یہ عام بحث ہے اور نولاٹیا صاحب اپنے انداز سے بات کر رہے ہیں۔ حقائق کا آپ کو پتا ہے سب کو پتا ہے وہ جو کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں اگر وہ rules کے خلاف کوئی بات کریں گے تو پھر

ہم اس پر object کریں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس بات کے لئے اسمبلی rules موجود ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے تو اس کے لئے بھی اسمبلی میں procedure ہے وہ لے کر آئیں۔ پریس میں یہ خبریں آئی ہیں کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس، پچیس پچیس دن تک امداد نہیں پہنچی۔ ٹھیک ہے کہ زلزلے کی وجہ سے جو زمینی راستے تھے وہ ختم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی مواصلات کا نظام تھا، ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچا جا سکتا تھا۔ ہم اس لئے بتاتے ہیں کہ کوتاہی ہوئی ہے اور اس کوتاہی کی صورت میں اچھائی کے لئے تدابیر ہو سکتی تھیں جو کہ نہیں کی گئیں۔ یہ تو وہ بات ہے جو وقت گزر گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا مطلب ہے کہ جہاں پر نشاندہی نہیں ہو سکی، جہاں پتا نہیں چلا وہاں تک لوگ نہیں پہنچ سکے ہوں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جہاں تک حکومت کو پہنچنا چاہئے تھا جو کہ بروقت نہیں پہنچی اور دیر سے پہنچی ہے۔ آج کے بعد کی صورتحال کے لئے ان لوگوں کے پاس کیا پلاننگ ہے اس کے لئے میں تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے کہ آج بھی جس طرح زلزلہ زدہ علاقوں میں سب سے پہلے سرکاری عمارتیں گری ہیں اور پرائیویٹ عمارت اور سرکاری عمارت پر اٹھنے والے اخراجات ہیں اس کو بھی سارے جانتے ہیں کہ تقریباً ڈبل قیمت کے ساتھ سرکاری عمارتیں بنتی ہیں اور پھر گرتی بھی سب سے زیادہ وہ ہیں۔ اب اس میں پہلا قدم اٹھانے کی جو ضرورت ہے وہ یہ کہ کم از کم ہمارا نام ان لوگوں کی فہرستوں میں نہیں آنا چاہئے کہ ہم لاشوں کے نام پر اکٹھی ہونے والی رقم سے بھی اپنا کمیشن وصول کریں۔ جس طرح انڈیا میں ان کے تابوتوں پر بھی ان کے لوگوں اور ان کی بیوروکریسی نے کمیشن لئے ہیں۔ میں تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ ہماری یہ خوشنامی ضرور آنی چاہئے کہ ہم نے ان لوگوں کے خون کی قیمت وصول نہیں کی۔ آج بھی اس علاقے سے بردہ فروشی کے لئے بچوں اور بچیوں کے لئے کئی لوگ تگ ودو کر رہے ہیں، کئی کامیاب بھی ہو چکے ہوں گے۔ وہاں پر اس کے لئے سسٹم بنانے کی ضرورت ہے کہ ایک گھر کو اپنانے کا جو نظام ہے اس کو بھی centrally organized کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کون سا فرد کتنے بچوں کو، کتنے گھروں کو لے کر جا رہا ہے جس کے ساتھ حکومت کا مسلسل رابطہ رہنا چاہئے۔ ہم سب کے ذہنوں میں جو بری بات آچکی ہے کہ ہر حکومت کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ شاید یہ تنقید کر کے

صرف حکومت کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ جب تک جمہوریت کے اندر ایک مثبت قسم کی تنقید کے رواج کو تعمیری اور مستقبل میں بہتری کی خاطر سامنے نہ لایا جائے اور ایسی تجاویز اور implementation میں جو نقائص ہیں ان کو سامنے نہ لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ good governance کا کبھی بھی image حاصل نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 15 منٹ extend کیا جاتا ہے۔ آخری مقرر محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ ہیں۔ محترمہ زاہدہ سرفراز!

محترمہ زاہدہ سرفراز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں کھلی آنکھوں سے سورۃ الزلزال کی ان روشن آیات کا مطالعہ کر رہی ہوں جس میں رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے زمین کو پوری شدت سے ہلا دینے کی حقیقت موجود ہے۔ 1905 میں لاہور سمیت پورے ہندوستان کی زمین میں تھرتھراہٹ محسوس کی گئی اور 19 ہزار افراد لقمہ اجل بنے۔ ٹھیک 30 برس بعد اسی قیامت صغریٰ نے کوئٹہ کے سینے پر دبے پاؤں چلنا شروع کیا اور لگ بھگ 35 ہزار افراد موت سے نبرد آزما ہوئے۔ ٹھیک 8۔ اکتوبر کو اسی زمین کو ہلا دینے والے زلزلے نے ہزاروں افراد کو لقمہ اجل بنا دیا۔ انہی ہزاروں افراد کی طرح بے شک ہمیں بھی لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہے مگر یہ قدرتی، حادثاتی اور اچانک آفات جہاں جسموں اور روحوں کے تعلق منقطع کرتی ہیں وہاں اپنے پیچھے گہرے زخم بھی چھوڑ جاتی ہیں۔

جناب والا! زندگی موت کے سامنے انتہائی بے بس ہے۔ مظفر آباد ہو یا باغ، گڑھی حبیب اللہ ہو یا شانگلہ، مانسہرہ ہو یا ایبٹ آباد موت ہر گلی کوچے میں دندناتی پھر رہی تھی۔ اس سانحہ کی پیروی آسمان سے برسنے والی بارش، آندھی، پہاڑوں کے جسموں سے علیحدہ ہونے والے پتھروں، لوگوں کے ذہنوں میں خوف اور کسی بھی وقت زندگی کے چھن جانے کے اندیشے نے کی اور ان سب کی شراکت نے اس سانحہ کو سانحہ عظیم بنا دیا۔ یقیناً کشمیر، سرحد اور پنجاب کے قبرستان ان جنازوں کو برداشت نہیں کر پائے۔

جناب چیئرمین! موت اور زندگی تو رب کائنات کی ایجاد ہے اور بزرگ و برتر ہے وہ رب کائنات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جس نے موت اور زندگی کو اس لئے بنایا کہ وہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھ سکے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

جناب والا! 8۔اکتوبر کا زلزلہ ایک امتحان ہے، ایک آزمائش ہے اور ایک مشکل گھڑی ہے جو ہم سب کو متحد ہونے کا تقاضا کر رہی ہے۔ یہ امتحان، یہ آزمائش اور یہ مشکل گھڑی ہماری قوم کے جذبہ ایثار، قربانی اور نظم وضبط کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس وقت ہر جگہ پر، ہر دروازے پر موت دستک دیتی پھر رہی تھی اس وقت ہر مرد ہر عورت، ہر بچہ، جوان اور بزرگ زندگیوں کو بچانے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہمارے ہر پاکستانی نے، ہماری حکومت پاکستان نے اور حکومت پنجاب نے اپنے عمل سے زندہ قوم ہونے کا ثبوت دیا۔ یہ کوشش وہی کوشش تھی جو اُحد کے میدان میں کی گئی تھی جبکہ اسلام کی سربلندی کے لئے شہید ہونے والے صحابہ کرام نے زخموں سے چُور ہونے کے باوجود اپنی پیاس کو پس پشت ڈالا اور دوسرے زخمیوں تک پانی پہنچانے کی تلقین کی۔ انہی اصحاب کے اس فعل کی پیروی اب ہمارے ملک کی عوام کر رہی ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے اس آفت کو اپنے سمیت قوم کے لئے ایک امتحان قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اور قوم کو اس امتحان میں سرخرو کیا۔

جناب چیئرمین! وزیراعظم پاکستان جناب شوکت عزیز، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین، وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی کی سرپرستی میں متاثرین زلزلہ کی بحالی اور بروقت امداد کے لئے جو اقدامات کئے گئے اس کی حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین اپنی بیماری کے باوجود ان علاقوں میں پہنچے اور ہر طرح کی مدد اور امداد بہم پہنچائی۔ اسی طرح سے وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی کی سرپرستی میں حکومت پنجاب نے ایک ارب 70 کروڑ روپے کی امداد ان علاقوں میں پہنچائی ہے جس میں نقدی بھی شامل ہے، اس میں اشیاء بھی شامل ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب ہر وقت آرمی کے سیکٹر کمانڈر سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور جونہی ان کی طرف سے کوئی فوری ڈیمانڈ آتی ہے تو اسے فوری طور پر پورا کرتے ہیں۔

جناب والا! اس سارے سسٹم کی مانیٹرنگ کی جا رہی ہے۔ اسی طرح وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی صاحب کی ایک خاندان اپناؤ سکیم کو بھی انتہائی تائید حاصل ہوئی ہے اور بہت سے لوگ ان خاندانوں کو اپنانے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ اس کے بعد اگر میں فوج کے کردار کو قابل ستائش نہ قرار دوں تو یہ بہت زیادتی ہو گی۔ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی سرپرستی میں فوج نے اپنا انتہائی کردار ادا کیا ہے۔ فوج کے سپوتوں نے جہاں سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے

جیسے گوشت پوست کے انسانوں کو بچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اسی طرح سے میرے اپوزیشن کے بھائی تنقید برائے تنقید کرتے ہیں جبکہ ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ مظفر آباد کے سی۔ایم۔ایچ کے سی۔او کے اپنے گھر میں اس کے 14 سال کے بیٹے کی میت پڑی تھی اور سی۔او صاحب سی۔ایم۔ایچ میں زخمیوں کو بچانے میں مصروف تھے۔ اسی طرح سے فوج کے جوانوں نے جس جوانمردی سے ملبے تلے سے زندگی کے منتظر افراد کو نکالا اس کے لئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ اسی طرح سے ایک جوان سے لے کر صدر پاکستان تک متاثرین زلزلہ کے لئے بروقت امداد کی مخلصانہ کوششیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! اقوام متحدہ، او آئی سی، امریکہ، سعودی عرب، برطانیہ، آئرلینڈ، جرمنی، بھارت اور دوسرے ممالک آگے بڑھے اور سب نے عملی تعاون کا ثبوت پیش کیا۔ ابھی تک مظفر آباد میں U.K کا ایک ہسپتال کام کر رہا ہے جہاں پر امریکہ کے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ متاثرہ علاقوں میں زندگی کی بازی ہارنے والے افراد کے خاندانوں کے لئے اس حکومت نے جو اخلاقی اور مالی مدد فراہم کی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ میں اپنی قوم کے اس جذبے کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔ اپنے اندرونی اور ذاتی اختلافات کو بھلا کر اس مقصد کے لئے جس طرح سے ہر گلی کوچے سے مرد، خواتین، بچے، بزرگ، جوان اور بچے آگے بڑھے اس کا بہترین اجر تو رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دے سکتا ہے مگر میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس قوم کا یہ جذبہ ہمیشہ برقرار رہے گا۔ یہ قوم ہمیشہ قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب میں متعلقہ وزیر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اس معزز ایوان کے تمام اراکین کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں کے عوام کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر رکن کا خواہ اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہے، کسی بھی دھڑے سے ہے، کسی بھی گروپ سے ہے نے اپنا کردار ادا کیا اور مصیبت میں گرفتار اپنے بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کیا اور عملی طور پر ان کی بحالی کے لئے جو بھی کردار ادا کر سکتے تھے، تمام بھائیوں نے کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو یہ کہہ سکتے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ کچھ جماعتوں نے محض سیاست برائے سیاست یا تنقید برائے تنقید کے حوالے سے بھی کردار ادا کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ in the larger interest of

this cause ہمیں پھر بھی ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اس معزز ایوان میں دوسری دفعہ یہ بات ہو رہی ہے اور تفصیل detailed figures کے ساتھ اس سے پہلے جواب دیا جا چکا ہے تو میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ٹریژری بنچز کے بھائیوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے ان تمام اقدامات کا ذکر کیا جو حکومت پنجاب نے اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد کے لئے کئے۔ میں اس تفصیل میں جانے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں جو ڈونرز کانفرنس منعقد ہوئی اس کو بھی مختلف حوالوں سے لیا گیا۔ میں صرف آج کی بحث کے حوالے سے بات کرتا ہوں کچھ معزز اراکین نے کہا کہ کانفرنس ہونی ہی نہیں چاہئے تھی، کچھ نے کہا کہ کانفرنس ہوئی تو ہمیں اس میں سے ملا کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کا انعقاد اس میں شرکت اور اس کے بعد جو اعلانات ہوئے اور pledge ہوئی ہیں وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کو بین الاقوامی برادری میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہاں میری ایک محترمہ colleague نے کہا کہ یہ سارا اس حوالے سے ہوا کہ پاکستان کی اس وقت territorial situation ایسی ہے کہ تمام ملک پاکستان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کے لئے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان آج نہیں بنا یہ 1947 سے قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہے گا تو یہ territorial situation آج نہیں ہے یہ تو 1947 سے چلی آ رہی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج کے حالات میں پاکستان کو جو importance مل رہی ہے میں سمجھتا ہوں آپ کسی کو کتنی بھی عزت اور احترام دیں اور اس کی کتنی بھی strategic position ہو لیکن اصل کردار اس شخص کا اپنا ہی ہوتا ہے کہ وہ کس طرح behave کرتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ قیادت کا اپنا ایک کردار، قیادت کا بین الاقوامی برادری کے ساتھ behave کرنے کا، اس کے ساتھ چلنے کا اور ان کے معیار پر پورا اترنے کا بھی ایک صحیح انداز ہوتا ہے تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کو بین الاقوامی برادری میں ایک عزت اور وقار کا مقام حاصل ہے اور یہ ہماری موجودہ قیادت جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم پاکستان جناب شوکت عزیز پر بین الاقوامی برادری کا اظہار اعتماد بھی ہے۔ یہاں میرے کچھ بھائیوں نے یہ بھی کہا کہ پہلے تو یہ کہتے تھے کہ آج جو بین الاقوامی برادری ہماری مدد کر رہی ہے یہ جنرل مشرف کے باعث کر رہی ہے لیکن پھر خود ہی جنرل پرویز مشرف نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو ہمیں بین الاقوامی برادری کی طرف سے مدد مل رہی ہے وہ ناکافی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے ہمیں خود اندازہ لگا لینا چاہئے کہ ہم صرف الفاظ پر یقین نہیں رکھتے بلکہ عملی طور پر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ بین

الاقوامی برادری ہمارے ساتھ کیا کرتی ہے؟ جب تک بین الاقوامی برادری نے ہماری ضرورت کے مطابق pledge، ہماری ضرورت کے مطابق اعلانات نہیں کئے، ہماری ضرورت کے مطابق ہماری امداد کے لئے نہیں آئے تو ہم نے اس بات کو برملا کہا کہ بین الاقوامی برادری کو آگے آنا چاہئے اور بڑھ چڑھ کر ہمارے متاثر بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے اور اس مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دینا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی جب ہم یہ محسوس کریں کہ بین الاقوامی برادری ہماری call پر ہمارے کہنے پر ہماری ضرورت کے مطابق آگے آ رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا اعتراف کر لینا بھی کوئی بری بات نہیں ہے کہ آج بین الاقوامی برادری نے اپنا حق ادا کیا ہے اور یہ پاکستان پر اعتماد کا اظہار ہے، پاکستان کی قیادت پر اعتماد کا اظہار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے اپوزیشن بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں موجود قیادت ملک اور وقار کے منافی کوئی اقدام نہیں کرے گی اور ہمیں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے جو ہم نے بین الاقوامی برادری سے اپیل کی وہ اپنی جگہ پر لیکن جس طرح یہاں پر ہر بھائی نے اپنے خیالات کے اظہار میں خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا ٹریژری بنچز سے اس عزم کا اظہار کیا کہ اپنے کشمیری بھائیوں اور فرنٹیئر کے بھائیوں کی اس مشکل مرحلے میں مدد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا عزم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب تک ہمارے بھائی اس مشکل وقت سے نکل نہیں جاتے اس وقت تک ہماری قوم کا جذبہ قائم رہے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت 5.8 بلین سے اوپر کی جو pledges آئی ہیں اس پر ہم پوری بین الاقوامی برادری کے مشکور ہیں کہ انہوں نے پاکستان کے ان عوام کا جو اس مشکل میں گھرے ہوئے ہیں مدد کی اور ہم اس معزز فورم سے اپنے ان تمام بھائیوں اور ان دوست ممالک کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے اس مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا۔

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ آج کی اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں مخالفت برائے مخالفت سے احتراز کرنا چاہئے۔ آج بھی میں نے کچھ اخبارات میں اپنے قومی رہنما کی statement پڑھی ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے جس طرح امداد کے سلسلے میں یہ جو خبریں آ رہی ہیں اس میں کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے یا جس طرح اپوزیشن ایک واویلا کر رہی ہے اس سلسلے میں ہم تمام امداد دینے والے ممالک کو ٹیلی گرامز اور تفصیل بھیجیں گے کہ یہ گڑبڑ ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ ضرورت نہیں ہے، یہ قوم کی ضرورت نہیں ہے، ملک کی ضرورت نہیں ہے، ان لوگوں کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے

اختلافات اگر مجھ میں کوئی کوتاہی ہے، ہماری جماعت میں کوئی کوتاہی ہے، ہماری حکومت میں کوئی کوتاہی ہے تو یہ ایک مناسب فورم ہے کہ جس پر ہم ایک دوسرے کی تنقید سن سکتے ہیں اس کا جواب دے سکتے ہیں اور جس طرح میرے بھائیوں نے بات کی ہے میں سمجھتا ہوں ہم نے کھلے دل سے اس کو لیا ہے اس لئے یہاں جو بھائی بات کر رہے تھے میں اس کو اسی حوالے سے لیتا ہوں کہ ان کی تجاویز ہمارے لئے رہنمائی کی حیثیت رکھتی ہیں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو انہوں نے مثبت تجاویز دی ہیں ان پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ عمل بھی کریں گے اس لئے کہ ہمارا اور ان کا مقصد ایک ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ مشکلات میں گھرے ہوئے بھائیوں کی مدد کرنا اس لئے ان قومی رہنماؤں کو، ان قومی سیاسی جماعتوں کو اس بات سے اجتناب کرنا چاہئے کہ ہم اپنے اختلافات کی خاطر اپنی کسی کمزوری کو دوسرے ملکوں تک پہنچائیں اور یہ بات ثابت کریں کہ یہ قوم، یہ ملک اور یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت باہر کے ممالک کو یہ تحفظ دینے کی ضرورت ہے کہ ہم ایک قوم ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں جس طرح پوری قوم نے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کریڈٹ پولیٹیکل لیڈر شپ کو کم جاتا ہے اور عوام کو زیادہ جاتا ہے کیونکہ جو امداد دے رہے ہیں انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ پیپلز پارٹی کے کیمپ میں دے رہے ہیں، مسلم لیگ (نواز گروپ) کے کیمپ میں دے رہے ہیں، جماعت اسلامی کے کیمپ میں دے رہے ہیں یا پاکستان مسلم لیگ کے کیمپ میں دے رہے ہیں۔ عوام نے اس سیاسی تقسیم سے بالاتر ریلیف کی activity میں حصہ لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے جذبات کے پیش نظر یا عوام کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے قیادت کو بھی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہاں ہمارے دونوں اطراف کے تمام ممبران نے فوج کے کردار کی تعریف کی میں سمجھتا ہوں کہ فوج کا کردار واقعتاً قابل تعریف رہا ہے اس کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے اور آج بھی ہماری فوج وہاں relief activities میں مشغول ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ وہاں پر اس وقت تک یہ کام سرانجام دیتے رہیں گے جب تک ہمارے متاثرہ بھائی مکمل طور پر بحال نہیں ہو جاتے۔ میں یہاں پر بغیر کسی تفصیل میں گئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ تک بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اس وقت تقریباً193کروڑ روپیہrelief activitiesمیں دیا ہے اور چیف منسٹر پنجاب کی یہpledgeہے کہ جب تک ہمارے بھائیوں کو پنجاب گورنمنٹ، پنجاب کے عوام، پنجاب کی حکومت اور پاکستان مسلم لیگ کی مدد کی ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سےrelief activitiesجاری رہیں گی۔

جناب چیئرمین! یہاں گورنمنٹ آف پنجاب کا ایک انتہائی اہمincentiveتھا میں اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے دوtent villagesبنائے تھے ایک چکوال اور دوسرا اٹک میں۔آج بھی چکوال کےtent villageمیں تقریباً1900 خاندان زیر کفالت ہیں اور اٹک میں1750خاندان زیر کفالت ہیں۔گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے یہ کھلی پیش کش وفاقی حکومت، آزاد کشمیر کی حکومت اور سرحد کی حکومت کو کہ جتنے خاندان بھی وہ بھیجیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو چھت فراہم کی جائے گی اور ان کی بھرپور طریقے سے کفالت کی جائے گی۔میں یہاں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ ریلیف کا سلسلہ تقریباًrehabilitationکا فیز اس کو ٹیک اوور کر رہا ہے،rehabilitationمیں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے پھر ایک اہم کردار ادا کرنا ہے اور چیف منسٹر پنجاب نے جس طرح ایک گھر اپناؤ کی پالیسی دی ہے اسی طرح ایک گاؤں اپنانے کی، ایک خاندان اپنانے کی اور تحصیل اپنانے کی پالیسی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اس سلسلے میں بھی بھرپور کردار ادا کرے گا۔انشاء اللہ ہم تحصیل بھی اپنائیں گے، گاؤں بھی اپنائیں گے اور اگر شہر ہے تو وہ بھی اپنائیں گے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ہم نےrehabilitationکے کام میں بھی اسی طرح دل کھول کر حصہ لینا ہے جس طرح ہم نے ریلیف کے کام میں لیا۔میری اپنے تمام بھائیوں سے یہ استدعا ہوگی کہ جس طرح ہم نے ریلیف کے کام میں ایک قومی یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انشاء اللہ تعالیٰrehabilitationمیں بھی کسی قسم کی تفریق کو سامنے لائے بغیر ایک قومی سوچ کو اپناتے ہوئے اور قومی ضرورت کو اپناتے ہوئے اپنا قومی کردار ادا کریں گے۔میں ایک دفعہ پھر ٹریژری بنچز، اپوزیشن اور تمام اپنے بھائیوں کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازا میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ آف پنجاب ریلیف کے بعد جوrehabilitationکا پروگرام اپنائے گی اس میں ان کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب! شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میں انتہائی مختصر صرف ایک منٹ میں جو محترم لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں ان کے صرف اس حصے کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں اور میں ان کی اس سوچ پر انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں جو انھوں نے کہا کہ قومی قیادت خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے، خواہ اس کا تعلق حکومت سے ہے اسے چاہئے کہ وہ قومی کردار اور قومی سوچ کو اپناتے ہوئے اپنا کردار ادا کرے۔ میری اس سلسلے میں محترم لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش بھی ہے کہ جس سوچ کا انھوں نے اظہار کیا ہے یقیناً ہم اپنی لیڈر شپ کو بھی اس بات کا تقاضا کرتے بھی رہے ہیں، کریں گے بھی لیکن ایک بات میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں، ان سے بھی یہ امید رکھوں گا کہ وہ بھی اس سوچ کو آگے بڑھائیں گے کہ یہ جو incident ہوتا ہے خواہ وہ زلزلے کا ہو، سیلاب کا ہو، کسی جنگ کا ہو یا کسی اور آفت کا ہو، یہ ایک incident ہوتا ہے اور اسے دیکھنے والا ہر آدمی، جیسے کلو صاحب نے بھی کہا کہ وہ بھاگ پڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اس وقت جو لوگ مصیبت میں گرفتار ہیں میں ان کو بچاؤں لیکن جو قومی یکجہتی ہے، تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ قومی یکجہتی جو ہے وہ زلزلوں سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ سیلابوں سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ آفات سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ rule of law سے آتی ہے، قومی یکجہتی جو ہے وہ انصاف سے آتی ہے، قومی یکجہتی جو ہے وہ قوم میں participation احساس جو ہے اسے لانے سے آتی ہے۔ 1965 کی جنگ جو تھی اس وقت بھی اس قوم نے قومی یکجہتی کا بہت بڑا جذبہ دکھایا۔ لوگ نہتے محاذ کی طرف دوڑ پڑے تھے اور وہ وہاں سے اپنے ملک کو ڈیفنس کرنا چاہتے تھے لیکن اس وقت ایک قومی قیادت نے خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے تھا، خواہ اس کا تعلق گورنمنٹ سے تھا اس نے اپنا وہ قومی کردار نہیں اپنایا جو اس قومی جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اس قوم کے بنیادی مسائل کو حل کیا جاتا۔ جب وہ حل نہیں ہوئے تو وہی قومی یکجہتی کا جذبہ جو تھا وہ چھ سال بعد بالکل otherwise ہو گیا۔

جناب والا! میں، آپ بھی، اپوزیشن بھی اور جو قومی قیادت اس وقت برسر اقتدار ہے میں ان سے راجہ صاحب کی وساطت سے کہتا ہوں کہ آج بھی ہماری جو بنیادی قومی، نیشنل contradictions ہیں، آج یہ وقت ہے کہ ہم اس جذبے کو جہاں rescue اور Rehabilitation کے لئے خرچ کر رہے ہیں، وہ علاقہ پھر سے اللہ کے فضل و کرم سے شاداب و آباد ہو گا۔ اس سلسلے میں

پوری قومی قیادت سر جوڑ کر بیٹھے۔اس ملک کے بڑے بنیادی مسائل ہیں۔ جس ملک کے چار بھائی اس بات پر متفق نہ ہوں کہ انھوں نے اپنی آمدن کو تقسیم کیسے کرنا ہے؟این۔ایف۔سی کا مسئلہ ہے، کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے، اس کے بعد پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے یہ وہ بنیادی مسائل ہیں، ہمارے سیاسی sovereignty کا مسئلہ ہے، ہمارے سسٹم کا مسئلہ ہے، ہمارے constitution کا مسئلہ ہے۔ میں راجہ صاحب کی اس بات پر یقین دلاتا ہوں کہ اگر بر سر اقتدار قومی قیادت اپنا یہ قومی کردار ادا کرے تو خدا کی قسم اپوزیشن اس سے پہلے بھی اس بات کا ثبوت دے چکی ہے، تمام لیڈر اس بارے میں بات کر چکے ہیں، وہ تمام اپنی internal یا political contradictions کو دور کر کے سر جوڑ کر بیٹھنے کو تیار ہیں تاکہ یہ ملک جو ہے نہ صرف اس مصیبت سے سر خرو ہو بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس طرف بھی چل پڑے کہ جس طرف چل کر پوری قوم اور پورا ملک سر خرو ہو۔ شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اجلاس بروز منگل مورخہ 22-نومبر 2005 صبح 00-10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔